

عمران سیریز

ساک سنٹر

منظہر کلیمیم ایم الے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
مُلتان

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران اپنے فلیٹ کے سنگ روم میں ایک کتاب کے مطالعے میں
مصروف تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی۔

”سلیمان“—— عمران نے یکخت انتہائی سنجیدہ اور سخت لمحے میں
سلیمان کو پکارا۔

”جی صاحب“—— دوسرے لمحے سلیمان کسی جن کی طرح
دروازے پر نمودار ہو گیا کیونکہ وہ عمران کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتا
تھا۔

”لاکھ بار کہا ہے کہ جب میں مطالعہ کر رہا ہوں تو فون یہاں سے
اٹھایا کرو لیکن تمہارے کان پر جوں تک نہیں ریگتی۔ اٹھاؤ اسے اور
دوسرے کمرے میں لے جاؤ اور جو بھی بول رہا ہو اسے کو کہ میں
مصروف ہوں۔ کسی سے نہیں مل سکتا۔“—— عمران نے انتہائی سخت
لمحے میں کہا جبکہ فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

”جی صاحب“ — سلیمان نے آگے بڑھ کر فون سیٹ انھیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے ایک ہاتھ سے رسیور انھیا اور کان سے لگایا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پر نمودار ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں فون سیٹ تھا اور دوسرے ہاتھ میں رسیور۔

”بڑی بیگم صاحب کا فون ہے“ — سلیمان نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور سلیمان کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔

”السلام علیکم اماں بی۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ خیریت اماں بی“ — عمران نے انتہائی خوشامدانہ لمحے میں کہا۔

”وعلیکم السلام۔ پسلے یہ بتاؤ کہ تم نے کیوں سلیمان سے کہا ہے کہ تم مصروفیت کی وجہ سے فون نہیں سن سکتے۔ بولو۔ کیا مصروفیت ہے تمہیں۔ نماز پڑھ رہے ہو۔ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہو۔ کیا کر رہے ہو کہ تم سے فون نہیں سن جا سکتا“ — اماں بی نے انتہائی قدر بھرے لمحے میں کہا۔

”وہ۔ وہ۔ اماں بی۔ ایک سائنسی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا اماں بی۔ لوگ خوانخواہ فون کر کے اردو گرد کے ہمسایوں کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں اسی لئے اماں بی میں نے سلیمان سے کہہ دیا تھا۔“ — عمران نے کان دباتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تمہاری یہ نامراد سائنس اب انسانوں سے بھی زیادہ اہم ہو گئی ہے۔ فیاض کی بیوی سلمی نے ابھی مجھے فون کیا ہے کہ فیاض کئی دنوں سے غائب ہے۔ دفتر بھی نہیں گیا۔ وہ بیجید پریشان ہے۔ رو رو کر

”سلیمان بول رہا ہوں۔ عمران صاحب بیجید مصروف ہیں۔ کسی سے نہیں مل سکتے“ — سلیمان نے رسیور انھاتے ہی تیز تیز لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھا اور پھر فون انھائے وہ کمرے سے باہر نکل گیا اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سرہلاتے ہوئے دوبارہ کتاب پر نظریں جمادیں۔ اس نے یہ کتاب خصوصی آرڈر پر منگوائی تھی اور اسے کام سے چونکہ فرصت نہ ملی تھی اس لئے وہ باوجود شدید خواہش کے اسے پڑھنے سکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی اسے فرصت ملی اس نے کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ چونکہ کتاب کافی ضخیم تھی اور ایک انتہائی جدید ترین سائنسی ہتھیار پر رسیرچ پر مبنی تھی اس لئے عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک اطمینان سے ساری کتاب نہ پڑھ لے اس وقت تک نہ کوئی کام کرے گا اور نہ ہی کسی سے ملے گا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے انتہائی سخت لمحے میں سلیمان کو ڈانٹ پلا دی تھی لیکن ابھی اس نے ایک ہی صفحہ پڑھا تھا کہ اسے دور سے ایک بار پھر گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا کہ اب سلیمان خود ہی جواب دے لے گا لیکن دوسرے لمحے جب اس نے سلیمان کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے سلیمان کسی جن کی طرح دروازے

اس کا گلابیٹھے گیا ہے۔ اس نے تمہیں بھائی سمجھ کر فون کیا تاکہ تم اس لفظے آوارہ گرد فیاض کو ڈھونڈو تو تمہارے اس مشنڈے سلیمان نے اس کی بات سے بغیر ہی جواب دے دیا کہ تم کسی سے نہیں مل سکتے۔ اس نے مجھے فون کر کے ساری بات بتائی ہے۔ اب بولو۔ تمہاری یہ موئی سائنس زیادہ اہم ہے یا فیاض کی بیوی کی پریشانی۔ بولو۔ جواب دو۔ اماں بی نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”فیاض تو بڑا نیک اور سلمی بھا بھی کا انتہائی وقادار شوہر ہے اماں بی۔ وہ کسی سرکاری کام سے گیا ہو گا۔ آپ ڈیڈی سے پوچھ لیتیں۔ وہ بتا دیتے یا سلمی بھا بھی دفتر سے معلوم کر لیتیں“۔ عمران نے کہا۔

”تمہارے ڈیڈی کو یہ موئے سرکاری دورے ہی چین سے نہیں پہنچنے دیتے۔ روز پہلوں چڑھائے کسی نہ کسی دورے پر چل پڑتے ہیں جیسے اس دنیا میں اس کے علاوہ اور کوئی کام ہی باقی نہیں رہ گیا۔ وہ بھی پہچلنے چار دنوں سے کافروں کے کسی ملک میں دورے پر گئے ہوئے ہیں اور تمہارا کیا خیال ہے سلمی پاگل ہے۔ اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ دفتر سے معلوم کرے۔ فیاض چار روز پہلے دفتر سے گھر گیا ہے اور ابھی تک نہ ہی وہ گھر آیا ہے اور نہ دفتر گیا ہے“۔ اماں بی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی مسئلہ بن گیا ہے۔ ٹھیک ہے آپ سلمی بھا بھی کو تسلی دیں میں ابھی فیاض کی تلاش شروع کرتا ہوں“۔ عمران نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اے ڈھونڈ کر پہلے کان سے کپڑ کر میرے پاس لے آنا۔ سمجھے“۔ اماں بی نے غصے لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب اس کا کتاب ختم کر کے اٹھنے والا سارا پروگرام ہی دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔

”یہ فیاض آخر گیا کہاں ہو گا بغیر اطلاع دیئے“۔ عمران نے بڑبراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”سنٹل انٹلی جس پیورو“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”میں علی عمران بول رہا ہوں۔ سو پر فیاض ہے دفتر میں“۔ عمران نے کہا۔

”اوہ آپ۔ نہیں جناب۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب تو گذشتہ تین روز سے غائب ہیں۔ وہ گھر بھی نہیں گئے اور نہ ہی دفتر آئے ہیں۔ ان کی بیکم بھی بار بار فون کر رہی ہیں“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر تم لوگوں نے کیا کارروائی کی ہے۔ تلاش کیا ہے اسے“۔ عمران نے سرد لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔ ہم نے دارالحکومت کے تمام ہپتا لوں کو فون کر کے معلوم کیا ہے۔ تمام پولیس اسٹیشنوں سے معلومات حاصل کی ہیں لیکن فیاض صاحب کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ انسپکٹر با بر اور انسپکٹر غوری کہا۔

دونوں انہیں شب و روز مسلسل تلاش کر رہے ہیں" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"فیاض کا چڑای عبدالرحیم آرہا ہے ڈیوٹی پر" — عمران نے پوچھا۔

"جی جناب۔ وہ تو باقاعدہ ڈیوٹی پر آرہا ہے" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے بات کرو" — عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں عبدالرحیم بول رہا ہوں جناب" — تھوڑی دیر بعد ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عبدالرحیم۔ میں علی عمران بول رہا ہوں" — عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ السلام علیکم جناب" — دوسری طرف سے عبدالرحیم نے چونکے ہوئے لبجے میں کہا۔

"وعلیکم السلام ورحمة اللہ۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا صاحب کماں غائب ہو گیا ہے" — عمران نے پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب۔ صاحب تین روز پہلے دفتر سے گئے ہیں پھر ان کا بھی تک پتہ نہیں چل سکا جناب۔ میں تو خود بیحد پریشان ہوں۔

صاحب کے تو دشمن بھی بے شمار ہیں جناب" — عبدالرحیم نے رندھے ہوئے لبجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ گھبرا نے کی ضرورت نہیں۔ اس کے دشمن بے

شمار ہیں تو اس کے دوست بھی تو بے شمار ہیں۔ وہ دوستوں کے قابو نہیں آتا تو دشمنوں کے قابو کماں آئے گا۔ یہ بتاؤ کہ کس وقت گیا تھا وہ دفتر سے" — عمران نے پوچھا۔

"صاحب ساڑھے تین بجے کے قریب گئے تھے" — عبدالرحیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس روز اس کا موڑ کیا تھا" — عمران نے پوچھا۔

"جی ویسا ہی تھا جیسا روز ہوتا ہے" — عبدالرحیم نے جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس روز کوئی ملاقات یا کوئی الیکی بات جو خلاف معمول ہوئی ہو۔ سوچ کر جواب دینا" — عمران نے کہا۔

"جج۔ جی ہاں۔ جی ہاں جناب۔ ان کے آفس سے اٹھنے سے پہلے ایک فون آیا تھا جس پر صاحب غصے سے چیخ رہے تھے۔ باقی تو مجھے یاد نہیں رہا البتہ ایک لفظ مجھے یاد آ رہا ہے بڑا مشکل سالفظ ہے۔ صاحب بار بار چیخ چیخ کریے لفظ بول رہے تھے۔ ایک منٹ مجھے یاد کر لینے دیں۔ کاؤنٹ۔ ہاں ہاں کاؤنٹ۔ وہ بار بار کاؤنٹ کہہ رہے تھے۔ پھر انہوں نے رسیور پٹخ دیا تھا اور اس کے بعد وہ اٹھ کر چلے گئے تھے" — عبدالرحیم نے جواب دیا۔

"کاؤنٹ لفظ تھا یا اکاؤنٹ" — عمران نے کہا۔

"کاؤنٹ جناب۔ میں نے تو ایسے ہی سنائھا" — عبدالرحیم نے جواب دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اور کوئی بات“—— عمران نے کہا۔
”نہیں جتاب اور تو کوئی خلاف معمول بات نہیں ہوئی تھی“۔

عبد الرحمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ شکریہ“—— عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ابھی چونکہ دن کا پہلا پر تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ ٹائیگر ابھی اپنے کمرے میں ہی ہو گا اور وہی ہوا۔ دوبار گھنٹی بجتے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

”ہیلو“—— ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں“—— عمران نے سجدہ لجھے میں کہا۔

”لیں باس۔ حکم“—— ٹائیگر کا لجھہ یکخت مودبانہ ہو گیا۔

”کسی کاؤنٹ نامی آدمی کو جانتے ہو۔ کوئی مجرم یا کسی ہوٹل کا منیجر یا مالک“—— عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ کاؤنٹ ہوٹل کے مالک کا نام کاؤنٹ ہے۔ شراب کی سمنگنگ میں خاصا بااثر آدمی ہے“—— ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ کاؤنٹ ہوٹل کہاں ہے۔ کیا کوئی بڑا ہوٹل ہے“—— عمران نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”بڑا تو نہیں ہے۔ متوسط درجے کا ہوٹل ہے۔ گذشتہ سال ہی کھولا گیا ہے مسلم باغ کے قریب“—— ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”سنسل اٹھیلی جس کا سپر غنڈٹ فیاض گزشتہ تین روز سے غائب ہے۔ وہ دفتر سے اٹھ کر گیا ہے اور پھر اس کا پتہ نہیں چل رہا۔ مجھے بھی ابھی اس کی گمشدگی کا اطلاع ملی ہے۔ میں نے اس کے دفتر کے چپڑا سی سے بات کی ہے تو اس نے بتایا ہے کہ اٹھنے سے پہلے فون آیا تھا اور فیاض انتہائی غصے بھرے لجھے میں چنج چنج کر بول رہا تھا اور اس نے کاؤنٹ کا لفظ کئی بار بولا تھا۔ اس لئے وہ چپڑا سی کو یاد رہ گیا۔“

عمران نے کہا۔

”آپ کا خیال ہے کہ کاؤنٹ کے سلسلے میں وہ غائب نہ ہوں۔ اگر ایسی بات ہے تو میں معلوم کر لیتا ہوں“—— ٹائیگر نے کہا۔

”یہ بھی معلوم کرو اور اس کے علاوہ اپنے طور پر بھی اسے تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ تم اس کام میں خاصے ماہر ہو۔ اور جیسے ہی اس کے بارے میں کوئی اطلاع ملے۔ مجھے فوراً رپورٹ دینا“—— عمران نے تیز لجھے میں کہا۔

”لیں باس“—— ٹائیگر نے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹانے پر جب ٹون آگئی تو اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یکشو“—— رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیر و کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں ظاہر“—— عمران نے کہا۔
”اوہ۔ عمران صاحب آپ“—— دوسری طرف سے بلیک زیر و

نے اس بار اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
”شکر ہے تم مل گئے ورنہ مجھے تو خطرہ لائق ہو گیا تھا کہ کمیں
سپرنٹنڈنٹ فیاض کی طرح تم بھی غائب نہ ہو گئے ہو۔“— عمران نے
مکراتے ہوئے کہا۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض غائب ہو گیا ہے۔ کیا مطلب؟“— بلیک زیرو
نے انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کہا تو عمران نے اسے ساری بات بتا
دی۔

”فیاض جیسا آدمی کیسے غائب ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ
دارالحکومت سے کمیں باہر چلا گیا ہو اپنے کسی سرکاری مشن پر۔“— بلیک
زیرو نے کہا۔

”وہ باہر جاتا تو لازماً کمیں نہ کمیں سے گھر فون ضرور کرتا۔ وہ اس
معاملے میں بڑا تابعدار قسم کا شوہر ہے لیکن نہ ہی اس نے گھر فون کیا
ہے اور نہ ہی دفتر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ واقعی سیر کمیں
ہے۔“— عمران نے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی تشویش ناک بات ہے۔ پھر آپ اسے کہاں
تلash کریں گے۔ اس کے رابطوں کا علم ہے آپ کو۔“— بلیک
زیرو نے تشویش بھرے لبجے میں کہا۔

”میں نے نائیگر کے ذمے یہ کام لگایا ہے۔ وہ گمشدہ افراد کو تلاش
کرنے کا ماہر ہے۔ تمہیں میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ تم صدر کی
ذیوٹی لگاؤ کہ وہ ایئر پورٹ کا ریکارڈ چیک کرے۔ اگر فیاض

دارالحکومت سے باہر گیا ہو گا تو لا محالہ ایئر پورٹ پر اس کا ریکارڈ موجود
ہو گا۔ وہ بائی ایئر سفر کرنے کا بے حد شوقین ہے۔ ہو سکتا ہے کہ باہر
کمیں اسے کوئی حادثہ پیش آگیا ہو جس کی اطلاع یہاں تک نہ پہنچ سکی
ہو۔“— عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی صدر کی ذیوٹی لگا دیتا ہوں۔“— بلیک
زیرو نے جواب دیا تو عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر
کتاب انٹھانے ہی لگا تھا کہ سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ
میں چائے کی پیالی تھی۔

”میں نے سوچا کہ آپ کافانسر ٹنک اگر فرار ہو گیا ہے۔ اس لئے
اب آپ کو مزید رقم تو ملنے سے رہی اور رقم نہ ملی تو آئندہ آپ کو
چائے تک نہ ملے گی۔ اس لئے آپ آخری بار چائے کا زانقہ چکھے
لیں۔“— سلیمان نے پیالی عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے
برے سادہ لبجے میں کہا۔

”مجھے چائے نہیں ملے گی تو تمہارے مقوی قسم کے حریرہ جات بھی
تو بند ہو جائیں گے۔“— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میری آپ فکر نہ کیا کریں۔ میں تو درویش آدمی ہوں اور
درویشوں کی اللہ تعالیٰ اپنے خزانے سے مدد کر دیا کرتا ہے۔ میں نے
حریرہ جات کے لئے تین ماہ کا اکٹھا ہی سامان خرید لیا تھا۔ تین ماہ تک
اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی بندوبست کر ہی دے گا۔“— سلیمان نے
مکراتے ہوئے جواب دیا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”یعنی اب تم نے ذخیرہ اندوزی بھی شروع کر دی ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ذخیرہ اندوزی جرم ہے۔“ — عمران نے چائے کی چکلی لیتے ہوئے سخت لمحے میں کہا۔

”حریرہ جات کے سامان کی ذخیرہ اندوزی جرم نہیں ہے بلکہ بھاری بھاری رقوم کی ذخیرہ اندوزی جرم ہے اور گناہ بھی اور چونکہ مجھے آپ کی عاقبت کی ہر وقت فکر رہتی ہے اس لئے میں ساتھ ساتھ آپ کو اس گناہ سے بچانے کی کوششیں کرتا رہتا ہوں۔“ — سلیمان نے مڑتے ہوئے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”بھاری بھاری رقوم کی ذخیرہ اندوزی۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ — عمران نے تشویش بھرے لمحے میں کہا۔

”اس فلیٹ میں ایک پیش رو میں اور اس پیش رو میں ایک خفیہ سیف ہے اور اس خفیہ سیف میں ایک ایسا خفیہ خانہ بھی ہے جو طویل عرصے سے خفیہ ہی تھا لیکن شاید اللہ تعالیٰ آپ پر بے حد محیان ہے کہ مجھے خواب میں ایک بزرگ نے آکر اس خفیہ خانے کے متعلق بتا دیا اور جب میں نے اس خفیہ خانے کو کھولا تو اس میں بڑی مالیت کے نوٹوں کی گذیاں ذخیرہ کی گئی تھیں۔ اب یہ میرا فرض بنتا تھا کہ آپ کو اس گناہ سے بچایا جائے چنانچہ میں نے بچا لیا۔“ — سلیمان نے جواب دیا اور ایک بار پھر دروازے کی طرف مر گیا۔

”ارے ارے۔ رک جاؤ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں اس خفیہ خانے کا علم ہو سکے۔ وہی تو ایک ایسی جگہ تھی جو تمہاری ان بُلی جیسی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نظروں سے چھپی ہوئی تھی اور اس میں رکھے ہوئے نوٹ جعلی تھے۔ میں نے نمونے کے طور پر رکھے ہوئے تھے۔ انہیں خرچ نہ کرنا ورنہ جعلی نوٹ چلانے کے جرم میں پکڑے جاؤ گے تو ضمانت بھی نہ ہو گی اور ڈیڈی کو معلوم ہوا تو وہ تمہیں حوالات میں ہی گولی مارنے سے دربغ نہ کریں گے۔“ — عمران نے تیز لمحے میں کہا۔

”جس طرح جعلی نوٹ چلانا جرم ہے اسی طرح جعلی نوٹ رکھنا بھی جرم ہے اس لئے آپ فکر مت کریں۔ اس خفیہ خانے میں موجود تمام جعلی نوٹ میں نے خزانہ سرکار میں جمع کرادی ہے ہیں۔ آپ پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے گا۔“ — سلیمان نے جواب دیا اور پھر مذکور اس نے چائے کی خالی پیالی اٹھائی کیونکہ عمران نے آخری چکلی لے کر پیالی میز پر رکھ دی تھی۔

”خزانہ سرکار میں۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے اس خفیہ خانے سے واقعی نوٹ نکالے تھے۔“ — عمران نے چونک کر انتہائی تشویش بھرے لمحے میں کہا۔

”ظاہر ہے اب میں سرکار کو یہاں آپ کے پیش رو میں تولانے سے رہا۔ اس لئے نوٹ نکال کر ہی سرکار تک پہنچانے تھے۔ چنانچہ پہنچ گئے۔“ — سلیمان نے بڑے معصوم سے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

”اب کیا کروں۔ چیل کی نظروں سے گوشت کیسے بچاؤں۔“ — عمران

وہ بڑا سخت آدمی ہے اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ وہ جہاں بھی ہو گا بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گا”۔ عمران نے سلمی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں تلاش کو گے۔ میں نے سارے ہمپتاں سے پوچھ لیا ہے ان کے سارے دوستوں سے بھی معلومات کر لی ہیں ان کے رشتہ داروں کے ہاں بھی فون کر لئے ہیں لیکن ان کا پتہ کہیں سے بھی نہیں چلا۔“ سلمی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں بھا بھی۔ یہ آپ کا کام نہیں ہے۔ فیاض کوئی عام آدمی نہیں ہے کہ وہ دوستوں اور رشتہ داروں کے گھروں میں جا کر بیٹھ جائے گا۔ وہ اس ملک کی سب سے بڑی ایجنسی کا سپرنژنڈنٹ ہے۔ وہ لانا کسی سرکاری چکر میں ہی پھنسا ہوا ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ میں اسے ٹریس کر لوں گا۔“ عمران نے کہا۔

”اچھا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان مبارک کرے۔ خدا حافظ۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابط ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علیٰ عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ کاؤنٹ بھی پچھلے تین روز سے غائب ہے اور میں نے معلوم کر لیا ہے۔ سوپر فیاض تین روز پہلے سہ پہر کے وقت ہو ٹیل آیا تھا۔ وہ کاؤنٹ سے ملا اور پھر وہ دونوں ہی کار میں بینٹا

نے بڑبرداتے ہوئے کہا اور ابھی وہ سر تھا مے بیٹھا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اماں بی نے دوبارہ فون نہ کر دیا ہو۔

”علیٰ عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے اماں بی کے خطرے کے پیش نظر بغیر کسی مذاق کے انتہائی نرم لبجے میں کہا۔

”سلمی بول رہی ہوں۔ سلمی فیاض۔“ دوسری طرف سے فیاض کی بیوی کی پریشانی سے پر آواز سنائی دی۔

”اوہ بھا بھی آپ۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”شکر ہے تم سے بات تو ہوئی۔ پہلے فون کیا تو سلیمان نے بغیر کوئی بات نہیں کہہ کر رسیور رکھ دیا کہ تم معروف ہو۔ مجبوراً مجھے بڑی بیگم صاحبہ کو فون کرنا پڑا۔“ سلمی کی آواز سنائی دی۔

”آئی ایم سوری بھا بھی۔ دراصل میں ایک اہم کتاب پڑھنے میں مصروف تھا اس لئے ایسا ہو گیا ہے لیکن میرے ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ کا فون ہو گا۔ اماں بی نے سوپر فیاض کے بارے میں مجھے بتا دیا ہے اور میں نے اس کی تلاش شروع کر دی ہے۔ آپ قطعاً نہ گھبرائیں۔ انشاء اللہ جلد ہی میں فیاض کو کان سے پکڑ کر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کاش ایسا ہو جائے میرے دل میں تو ہوں اٹھ رہے ہیں۔“ دوسری طرف سے سلمی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں بھا بھی۔ فیاض نہ ہی بدھو ہے اور نہ ہی ایسا سیدھا۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کر چلے گئے اور ابھی تک کاؤنٹ کی بھی واپسی نہیں ہوئی اور نہ ہی اس نے کوئی اطلاع دی ہے۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ دونوں کماں جاسکتے ہیں۔ یہ معلوم کرو۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوکے کمہ کر رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر کتاب اٹھا۔ پھر ابھی اسے کتاب پڑھتے ہوئے تھوڑی دری ہی گز ری ہو گی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بچ اٹھی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کتاب واپس میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں۔ علی عمران بول رہا ہوں۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ظاہر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ صدر نے ابھی ایرپورٹ سے اطلاع دی ہے کہ تین روز قبل سوپر فیاض ایک مقامی آدمی کے ساتھ ہواںی جہاز کے ذریعے ناشان گئے ہیں۔ سوپر فیاض صاحب نے سرکاری رعب دے کر ایرجنسی میں سیٹیشن حاصل کی تھی۔ اس لئے عملے کو ان کے بارے میں یاد تھا اور سوپر فیاض کی کار ایرپورٹ پارکنگ میں موجود ہے۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

”ناشان۔ یعنی بہادرستان کا سرحدی شر”。 عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”صدر کو فوری طور پر ناشان بھیجو اور اسے کہو کہ وہ وہاں جا کر معلومات حاصل کرے۔ بے شک اس کے ساتھ کسی دوسرے مجرم کو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بھیج دو لیکن انہیں کہہ دو کہ وہ وہاں سے فوری طور پر معلومات حاصل کریں۔ ٹائیگر نے رپورٹ دی ہے کہ اس کے ساتھ جانے والا ایک مقامی ہوٹل کا مالک اور شراب کی سملگنگ میں ملوث آدمی کاؤنٹ ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ فلاٹ تو رات کو جائے گی۔ میں خصوصی ہیلی کا پڑھ سروس سے انہیں بھجو ارتبا ہوں۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اوکے کمہ کر رسیور رکھ دیا لیکن رسیور رکھتے ہی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بچ اٹھی۔

”یا اللہ تو ہی انسان کو عقل دینے والا ہے لیکن یہ انسان ہی ہے جو اس عقل کے ذریعے ایجادات کر کے تیرے بندوں کے لئے مصیبت کا باعث بن جاتا ہے۔۔۔ عمران نے بڑے بے بس سے لجھ میں کہا اور ایک بار پھر باتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

”ستم زدہ فون علی عمران بیچارہ۔ بے بس۔ لاچار اور بے بھرہ بول رہا ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرسلطان کے مخصوص انداز میں ہٹنے کی آواز سنائی دی۔

”یعنی تمہاری ڈگریاں اب بدل گئی ہیں۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی بجائے بے بس۔ لاچار اور بے بھرہ۔ بہت خوب۔ لیکن یہ بے بھرہ کی ترکیب تم نے کیوں استعمال کی ہے۔ یہ سمجھ نہیں آئی۔۔۔ سرسلطان نے ہٹنے ہوئے کہا۔

”اگر بھرہ ہوتا تو ستم زدہ فون کیوں ہوتا بھتی رہتی گھنیٹاں۔ میں

اطمینان سے بیٹھا کتاب پڑھتا رہتا"—— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سرسلطان بے اختیار قلعہ مار کر ہنس پڑے اور کافی دیر تک ہنستے رہے۔

"اچھا تو اس سیاق و سباق میں تم نے بے بھرہ کما تھا۔ بت خوب۔

اگر تم واقعی فون کی گھنٹیوں سے ہی ٹنگ آگئے ہو تو پھر ایسا کرو کہ فوراً میرے دفتر آجائو تاکہ فون کی بجائے تم سے تفصیلی بات ہو جائے۔

انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے۔ جلدی آؤ"—— سرسلطان نے کما اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھا اور انٹھ کروہ ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے سرسلطان کے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران پہلے سرسلطان کے پی اے کے آفس میں پہنچ گیا۔

"اوہ عمران صاحب آپ"—— پی اے نے عمران کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر حیرت بھرے لبجے میں کما اور اس کے ساتھ ہی احتراماً انٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہارے صاحب نے دوسری شادی کب کی ہے"—— عمران نے قریب جا کر بڑے راز دارانہ لبجے میں کما تو پی اے بے اختیار اچھل پڑا۔

"دوسری شادی۔ کیا مطلب"—— پی اے کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"دوسری شادی کا مطلب تو دوسری شادی کرنے کے بعد ہی سمجھ آتا ہے۔ پہلے تو صرف رنگیں خواب نظر آتے ہیں"—— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو پی اے بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کو یہ کیسے خیال آگیا کہ صاحب نے دوسری شادی کر لی ہے"—— پی اے نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید حیرت کے فوری جھٹکے سے نکل آیا تھا۔

"تمہارے صاحب نے آج مجھے فون کیا ہے اور بات بات پر اس طرح ہنس رہے تھے جیسے ہنسی بس ان کے اندر سے نکلی چلی آ رہی ہو۔ ورنہ پہلے ہنسنا تو ایک طرف وہ سیدھے منہ بات کرنے سے بھی کرتا تھے اور اس عمر میں ایسی خوشی دوسری شادی پر ہی ملتی ہے اور وہ بھی تازہ تازہ شادی پر۔ بعد میں تو ہنسی کا تصور تک ذہن سے صاف ہو جاتا ہے"—— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ بس صاحب کا موڈ آج بہتر ہے"—— پی اے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موڈ بہتر کرنے والی کمرے میں تو موجود نہیں ہے"—— عمران نے کما تو پی اے نے ہنستے ہوئے انکار میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیسے موڈ بہتر ہو سکا ہے سرکاری افسر کا۔ خیر دیکھیں۔ اب جانا اچھل پڑا۔ تو ہے"—— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مژکر پی اے کے کمرے سے نکل کر سرسلطان کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر موجود چپڑاں نے عمران کو دیکھتے ہی بڑے پر خلوص انداز میں سلام کیا اور اس کے ساتھی ہی اس نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔

”کیسے ہو رحمت علی“—— عمران نے بڑی خوش دلی سے چپڑاں کا کندھا تھپٹھپاتے ہوئے کہا۔

”بھی اللہ کا شکر ہے“—— رحمت علی نے سرت بھرے لبجے میں کہا اور عمران سرہلا تا ہوا اندر داخل ہو گیا لیکن آفس خالی تھا۔ عمران قدم بڑھاتا ہوا محققہ سنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سنگ روم میں سرسلطان موجود تھے ان کے ساتھ ایک یورپی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

”آؤ عمران بیٹھی۔ آؤ۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا“—— سرسلطان نے عمران کو دروازے میں آتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ میرا مطلب ہے ایسے تخلیے میں مدخلت“ — عمران نے رک رک کر کہا تو سرسلطان چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیسا تخلیہ۔ کیا بکواس کر رہے ہو“—— سرسلطان نے اس بار غصیلے لبجے میں کہا کیونکہ وہ بھی عمران کی رگ رگ سے واقف تھے۔ اس لئے عمران کے لفظ تخلیے کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

”مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے نئی پچھی کے ساتھ تخلیہ“—— عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

”یو نا ننس۔ احمد آدمی۔ بغیر کچھ سوچے سمجھے بکواس کر دیتے ہو۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یہ مس ریٹا ہیں۔ گریٹ لینڈ سفارت خانے کی تھرڈ سیکرٹری۔ سرسلطان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو عمران آگے بڑھ آیا۔

”پہلے ہوں گی تھرڈ سیکرٹری۔ لیکن اب تو یقیناً یہ فرست سیکرٹری بن چکی ہوں گی۔ آخر سیکرٹری وزارت خارجہ کی۔۔۔“ عمران نے بات کرتے کرتے ادھوری چھوڑ دی۔

”مس ریٹا۔ یہ علی عمران ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف بہت با اختیار ہیں اس لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ورنہ دراصل یہ عمران شیطان کا نمائندہ خصوصی ہے“—— سرسلطان نے گریٹ لینڈ کی زبان میں مس ریٹا سے بات کرتے ہوئے کہا تو مس ریٹا بے اختیار نہیں پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑی ہو گئی اور اس نے مصافی کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”آپ سے ملاقات کا مجھے بے حد شوق تھا۔ آپ کی میں نے بے شمار باتیں سنی ہیں اور جس طرح آپ نے یہاں آتے ہی سرسلطان صاحب سے باتیں کی ہیں کاش آپ یہ باتیں گریٹ لینڈ کی زبان میں کرتے تو یقیناً میں بھی محظوظ ہوتی“—— ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ معدودت خواہ ہوں مس ریٹا۔ آپ سے مصافی نہیں کر سکتا۔ بب۔ بب۔ بزرگوں کے سامنے۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ ہمارے بزرگ برآمان جاتے ہیں“—— عمران نے اس بار گریٹ لینڈ

کی زبان میں لیکن انتہائی گھبرائے ہوئے بجے میں سرسلطان کی طرف کن انگلیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے جبکہ مس ریشا نے بے اختیار مصافحے کے لئے بڑھایا ہوا ہاتھ واپس بھیجنے لیا۔ اس کے چہرے پر یکخت انتہائی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”مس ریشا۔ میں نے پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ پاکیشیا کے لوگ مذہبی اور اخلاقی طور پر خواتین سے مصافحہ کرنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن آپ نے پھر بھی عمران سے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔“ سرسلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ عمران اس دوران بڑے اطمینان سے سائیڈ پر پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”اوہ۔ آئی ایم سوری۔ میں سمجھی شاید آپ زیادہ عمروں کے لوگ چونکہ مذہبی ہوتے ہیں اس لئے بہر حال آئی ایم سوری۔“ ریشا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

”عمران بیٹھ۔ مس ریشا بھی حال ہی میں پہلی بار گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آئی ہیں۔ اس لئے انہیں یہاں کے بارے میں کچھ زیادہ علم نہیں ہے۔“ سرسلطان نے عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں آنٹی سے ملوادتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ یہاں کے بارے میں بہت جلد بہت کچھ سمجھ جائیں گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سرسلطان نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔

”تم باز نہیں آؤ گے شarat سے۔ مس ریشا انتہائی اہم معاملہ لے کر آئی ہیں۔ گریٹ لینڈ حکومت نے اپنے سفارت خانے کے ذریعے مجھ تک ایک خط پہنچایا ہے۔ مس ریشا یہ خط لے کر آئی ہیں۔ انہیں اس لئے یہاں بھیجا گیا ہے کہ یہ یہاں نہیں ہیں اس لئے انہیں میرے آفس والے نہیں جانتے ہوں گے اس لئے اس خط کے بارے میں کسی کو علم نہ ہو سکے گا۔“ سرسلطان نے کہا اور سامنے رکھا ہوا ایک بڑا سالفافہ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ یہ لفافہ سفید رنگ کا تھا۔ عمران نے لفافے میں سے سرخ رنگ کے دو کاغذ بآہر نکالے۔ یہ گریٹ لینڈ کے ہوم سیکرٹری کے سرکاری پیڈ ہے۔ عمران ان پر ناٹپ شدہ تحریر پڑھنے لگا۔ اس خط میں ہوم سیکرٹری گریٹ لینڈ کی طرف سے حکومت پاکیشیا کے لئے ایک خصوصی پیغام تھا کہ پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرست سیکرٹری سرجان آرنلڈ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے ناشان میں پراسرار طور پر غائب ہو گئے تھے۔ اس علاقے کی پولیس اور انتظامیہ نے بڑی کوششیں کیں لیکن سرجان آرنلڈ کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ حکومت پاکیشیا کو جب اس گمشدگی کی روپورٹ دی گئی تو حکومت نے یہ کیس سنٹرل انٹلی جنس یورڈ کو دے دیا لیکن سنٹرل انٹلی جنس یورڈ ابھی تک نہ ہی سرجان آرنلڈ کو برآمد کر سکی ہے اور نہ ہی ان کا کوئی سراغ لگا سکی ہے۔ چنانچہ گریٹ لینڈ کے ہوم سیکرٹری نے اس خط کے ذریعے حکومت پاکیشیا سے درخواست کی تھی کہ وہ سرجان آرنلڈ کی کسی بھی طرح برآمدگی کو یقینی بنائیں اور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لوں”—— سرسلطان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران اور ریٹا کے حوالے کیا جائے تاکہ سرجان آرنلڈ کو حقیقی طور پر برآمد کیا جاسکے”—— عمران نے خط پڑھا اور پھر سوالیہ نظرؤں سے سرسلطان کی طرف دیکھنے لگا۔

”تشریف رکھیں۔ مخلف کی ضرورت نہیں ہے۔ دیسے عمران بیٹھ۔ میری طرف سے بھی اپنے چیف کو سفارش کرونا کیونکہ سرجان آرنلڈ کی اس طرح گم شدگی پاکیشیا کی عزت کا مسئلہ بن گیا ہے۔“ سرسلطان نے سنجیدہ لبجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سنگ رومن سے باہر چلے گئے۔

”یہاں پاکیشیا آ کر مجھے پہلی بار احساس ہو رہا ہے کہ یہاں کے بزرگ اپنے سے چھوٹوں سے کس قدر شفقت اور محبت کا برداشت کرتے ہیں۔“—— ریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بزرگوں کے علاوہ ابھی آپ کو یہ بھی تجربہ ہو گا کہ یہاں کے نوجوان بھی اپنے ہم عمروں سے بڑا محبت بھرا سلوک کرتے ہیں۔“—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریٹا بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

”لیکن آپ کا برداشت تو مجھ سے بیجد روکھا پھیکا سا ہے۔“—— ریٹا نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ ریٹا خاصی ذہین اور صاف گوئی لڑکی ہے۔ ”یہ بھی یہاں کی روایت ہے کہ بزرگوں کے سامنے ایسا ہی برداشت کیا جائے۔“—— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ریٹا ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

”بہت خوب۔ آپ واقعی بیجد حاضر جواب ہیں۔ بہر حال میں آپ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یہ کیس سترل اٹھیلی جنس یورو سے واپس لے کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کیا جائے تاکہ سرجان آرنلڈ کو حقیقی طور پر برآمد کیا جاسکے۔“—— عمران نے خط پڑھا اور پھر سوالیہ نظرؤں سے سرسلطان کی طرف دیکھنے لگا۔

”مس ریٹا سرجان آرنلڈ کی صاحبزادی ہیں اور یہ بھی فارن سروس سے متعلق ہیں۔ اس سے پہلے یہ یونائیٹڈ کارمن میں تعینات تھیں۔

اپنے والد کی گم شدگی کی وجہ سے انہوں نے خاص طور پر یہاں اپنا تبادلہ کرایا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے والد کے سلسلے میں تمہیں کچھ باتیں بھی بتانا چاہتی ہیں جن سے ان کی برآمدگی میں مدد مل سکتی ہے۔“—— سرسلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ فرمائیں مس ریٹا۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔“—— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کیس پر کام کرے گی۔“—— مس ریٹا نے چونک کر مرست بھرے لبجے میں کہا۔

”اس کا فیصلہ تو چیف کر سکتے ہیں۔ آپ جو کچھ بتائیں گی وہ بھی چیف تک پہنچا دیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ آپ کوئی ایسی بات بتا سکیں جس کی وجہ سے چیف یہ کیس لینے پر رضامند ہو جائیں ورنہ تو ایسے کیس سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے۔“—— عمران نے پاسٹ لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ باتیں کریں۔ میں اس دوران کچھ ضروری سرکاری کام نہیں

”اوکے مس ریٹا۔ آپ بے فکر ہیں۔ میں چیف کے نوٹس میں یہ ساری باتیں لے آؤں گا۔ اگر واقعی وہاں کسی پراجیکٹ کے سلسلے میں یہ ساری کارروائی ہوئی ہے تو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ چیف اس کیس پر ضرور کام کرے گا۔ دیسے آپ کے پاس اپنے ڈیڈی کی کوئی تصویر تو ہو گی۔“ — عمران نے کہا تو ریٹا نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر میز پر رکھے ہوئے اپنے پرس کو کھول کر اس نے ایک لفافہ نکالا اور اس لفافے میں سے ایک پاسپورٹ سائز کی تصویر نکال کر اس بنے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ایک نظر تصویر کو دیکھا اور پھر اسے واپس ریٹا کی طرف بڑھا دیا۔

”رکھ لجھئے۔ میرے پاس اس کی اور کاپیاں ہیں۔“ — ریٹا نے کہا۔

”شکریہ۔“ — عمران نے کہا اور تصویر جیب میں رکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

”اب آپ کا اور میرا رابطہ کہاں اور کب ہو گا۔“ — ریٹا نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو جلد ہی فون کروں گا سفارت خانے میں۔“ — عمران نے جواب دیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر گری سنجدگی تھی۔

”اب مجھے اجازت سرسلطان۔ میں نے عمران صاحب کو سب کچھ بتا دیا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ چیف سے سفارش کریں

کو جو کچھ بتانا چاہتی ہوں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے ڈیڈی حکومت گریٹ لینڈ کے ایک خاص پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ حکومت گریٹ لینڈ ناشان سے مغرب کی سمت تقریباً تمیں کلو میٹر کے فاصلے پر ایک علاقہ ہے جس کا نام راگا ہے اس علاقے میں حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ مل کر ایک سائنسی پراجیکٹ مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ جسے خفیہ رکھا جانا مقصود تھا۔ ڈیڈی ناشان اسی مقصد کے لئے گئے تھے تاکہ وہاں کا سروے کر کے اپنی حکومت کو روپورٹ کر سکیں۔ لیکن انہیں انغو اکر لیا گیا۔“ — ریٹا نے کہا تو عمران کے چہرے پر یکخت گمری سنجدگی آگئی۔

”کیا اس پراجیکٹ کا علم حکومت پاکیشیا کو تھا۔“ — عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے پہلے بتایا ہے دونوں حکومتیں مل کر یہ پراجیکٹ مکمل کرنا چاہتی تھیں اور بغیر حکومت پاکیشیا کے وہاں کیسے کوئی پراجیکٹ مکمل کیا جاسکتا ہے۔“ — ریٹا نے جواب دیا۔

”کس قسم کا پراجیکٹ تھا یہ۔“ — عمران نے پوچھا۔

”مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اس پراجیکٹ کو سا سک پراجیکٹ کہا جاتا ہے اور یہ بات بھی مجھے ڈیڈی کی ذاتی ڈائری سے معلوم ہوئی ہے ورنہ سرکاری طور پر اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔“ — ریٹا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہے۔۔۔ سرسلطان نے جیران ہوتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔
”کیا مطلب۔ آپ کو علم ہی نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو
اس کی تفصیلات کا علم نہ ہو کیونکہ بحیثیت سیکرٹری خارجہ آپ کو یہ تو
معلوم ہونا چاہئے کہ دونوں حکومتوں کے درمیان کوئی سائنسی معابدہ
ہوا ہے۔۔۔ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”مجھے علم ہوتا تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ بہر حال میں سیکرٹری وزارت
سائنس سے معلوم کرتا ہوں۔۔۔“ سرسلطان نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی انہوں نے رسیور اٹھالیا۔

”سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت جماں بھی ہوں ان سے
بات کرو۔۔۔“ سرسلطان نے تحکمانہ لبھے میں اپنے پی اے سے کہا
اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ واقعی تم نے عجیب بات بتائی ہے اگر ایسی بات ہوتی تو صدر
صاحب ضرور کوئی نہ کوئی اشارہ کرتے۔۔۔“ سرسلطان نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ریٹا کو کیا ضرورت تھی یہ بات کرنے کی
اور بقول اس کے اس کو بھی سرجان آر نلڈ کی ذاتی ڈائری سے اس کا
علم ہوا ہے سرکاری طور پر نہیں۔۔۔“ عمران نے کہا تو سرسلطان
ایک بار پھر چونک پڑے۔

”ذاتی ڈائری سے۔ حیرت ہے کہ معابدہ سرکاری ہوا ہو اور علم
ذاتی ڈائری سے ہو رہا ہے۔ کہیں اس ریٹا نے اہمیت بنانے کے لئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گے۔۔۔ ریٹا نے سرسلطان کے قریب پہنچ کر کہا۔
”اوکے بے بی۔ عمران کے نوٹس میں آجائے کے بعد مسئلہ آپ
صحیح کر نہانے کے نتائج کا فیصلہ حل ہو گیا۔ آپ کے ذیلی انشاء اللہ جلد ہی
برآمد ہو جائیں گے۔ اب آپ بے فکر رہیں۔۔۔“ سرسلطان نے
کہا۔

”آپ چلیں گے۔۔۔“ ریٹا نے عمران نے مخاطب ہو کر کہا۔
”نمیں۔ میں نے سرسلطان صاحب سے ضروری گفتگو کرنی ہے۔۔۔
عمران نے اسی طرح سنجیدہ لبھے میں کہا تو ریٹا سرہلااتی ہوئی آفس کے
بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”خیریت۔ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آرہے
ہو۔۔۔“ ریٹا کے دفتر سے باہر جانے کے بعد سرسلطان نے عمران
سے مخاطب ہو کر تشویش بھرے لبھے میں کہا جو اس دوران میز کی سائیڈ
پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

”ریٹا نے بتایا ہے کہ حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ ناشان
کے علاقے میں کوئی سائنسی پر اجیکٹ مکمل کرنا چاہتے تھے اور سرجان
آر نلڈ اسی سلسلے میں وہاں گئے تھے لیکن آپ نے اس کا ذکر مجھے سے
نمیں کیا۔ حالانکہ یہ انتہائی اہم بات تھی۔۔۔“ عمران نے اسی طرح
سنجیدہ لبھے میں کہا۔

”سائنسی پر اجیکٹ۔ نہیں بیٹھ۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی علم
نمیں ہے اور نہ ہی صدر صاحب نے اس طرف کوئی اشارہ کیا

خلط بات تو نہیں کر دی ہو۔—— سرسلطان نے کہا۔

”نہیں۔ وہ ایک ذمہ دار سفارت کا رہے۔ اسے بھی معلوم ہے کہ ایسی باتوں کی باقاعدہ انگوائری کی جاتی ہے۔—— عمران نے کہا۔ اور اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔—— سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے لاڈر کا بٹن بھی آن کر دیا۔

”ڈاکٹر صاحب لائس پر ہیں بات صحیح ہے۔—— دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو ڈاکٹر بشارت۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔—— سرسلطان نے کہا۔

”سرسلطان۔ خیریت ہے آپ تو انتہائی ضروری کام کے سوا اور کسی قسم کے رابطے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اس لئے جب بھی آپ کا فون آتا ہے مجھے تشویش لاحق ہو جاتی ہے۔—— دوسری طرف سے ڈاکٹر بشارت کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور سرسلطان بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”در اصل کام ہی اس قدر ہے ڈاکٹر بشارت کہ وقت ہی نہیں ملتا۔

برحال میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے ناشان میں حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ مل کر کوئی سائنی پریجیکٹ مکمل کرنے والی تھیں اور اس سلسلے میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرست سیکرٹری سرجان آر نلڈ ایک عام سے سیاح کے روپ میں وہاں گئے تو انہیں انگو اکر لیا گیا۔—— سرسلطان نے کہا۔

”آپ تک یہ اطلاع کیسے پہنچ گئی۔—— ڈاکٹر بشارت کے لمحے میں حیرت تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ بہر حال ڈاکٹر بشارت کی اس بات سے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ رہنا نے غلط بیانی نہیں کی۔

”تو کیا واقعی ایسا کوئی معہدہ ہوا ہے۔—— سرسلطان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”معہدہ نہیں ہوا۔ معہدہ ہوتا تو پھر تو لامحالہ آپ کی وزارت بھی اس معہدے میں شامل ہوتی۔ اس پر اجیکٹ کو مکمل طور پر خفیہ رکھنے کی وجہ سے بغیر معہدے کے کام ہو رہا تھا لیکن سرجان آر نلڈ کے انگو ا کی قسم کے رابطے کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اس لئے جب بھی آپ کا فون آتا ہے مجھے تشویش لاحق ہو جاتی ہے۔—— دوسری طرف سے ڈاکٹر بشارت کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور سرسلطان بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”کیا اس پر اجیکٹ کا صدر صاحب کو بھی علم نہیں۔—— سرسلطان نے اس بار حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”صدر صاحب سے اصولی طور پر منظوری لے لی گئی تھی لیکن

ہے۔”— عمران نے بھی سمجھدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس پراجیکٹ کا سائنسی کوڈ نام ساک پراجیکٹ ہے یہ پراجیکٹ اس لئے انتہائی خفیہ رکھا جا رہا تھا کہ اس پراجیکٹ کے ذریعے کافرستان کے انتہائی اہم سرکاری راز خفیہ طور پر حاصل کئے جاسکتے تھے خاص طور پر دفاعی راز۔”— ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

”نام سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس پراجیکٹ کے ذریعے آپ کافرستان اور دوسرے ہمسایہ ملکوں میں ہونے والی ہر قسم کی ٹرانسیسٹر کالز کو مانیز کرتے ہیں۔”— عمران نے کہا۔

”نہ صرف ٹرانسیسٹر کالز بلکہ موacialاتی سیاروں کے ذریعے ہونے والی ہر قسم کی فون کالز بھی۔”— ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

”اب یہ کس پوزیشن میں ہے۔”— عمران نے کہا۔

”ابھی تعلق کا سروے ہو رہا تھا ابھی تو پراجیکٹ کی مشینزی تک نہیں آئی۔”— ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

”اس پراجیکٹ میں فرست سکریٹری سرجان آرنلڈ کا کیا روں تھا۔”— عمران نے کہا۔

”سرجان آرنلڈ دراصل ایسے پراجیکٹ کی فزیلٹی رپورٹ تیار کرنے کے ماہر ہیں۔ انہیں خفیہ رکھنے کے لئے سفارت خانے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔”— ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

”کیا فرست سکریٹری لگائے بغیر وہ فزیلٹی رپورٹ تیار نہ کر سکتے تھے۔ اب بھی تو وہ وہاں عام سیاح کے روپ میں گئے تھے۔”— عمران

”صرف زبانی۔”— ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

”لیکن اب یہ کیس صدر صاحب کی درخواست پر سیکرٹ سروس کے چیف نے لے لیا ہے اور ان کا نمائندہ خصوصی میرے پاس موجود ہے علی عمران۔ اس معاهدے کے سلسلے میں بھی اس نے مجھے بتایا ہے ورنہ مجھے تو علم نہیں تھا۔ آپ اس سے براہ راست بات کر لیں۔ دیسے اب آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ چیف صاحب کے کیا اختیارات ہیں۔”— سرسلطان نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ مجھے ان اختیارات کا بھی علم ہے اور عمران صاحب کی طبیعت کا بھی۔”— دوسری طرف سے ہستے ہوئے جواب دیا گیا تو عمران نے رسیور سرسلطان کے ہاتھ سے لے لیا۔

”اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا تو نام سن کر آدمی خود بخود ہشاش بشاش ہو جاتا ہے اور اس کے چہرے پر بشاشت آجائی ہے کیونکہ اسے بیٹھنے بٹھائے بشارت جو مل جاتی ہے۔”— عمران نے بڑے معصوم سے لمحے میں کہا تو دوسری طرف ڈاکٹر بشارت بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

”پھر ہم سے تو ہمارا نام بہتر ہوا۔ بہر حال اس وقت چونکہ کام کا رش ہے اس لئے ایسی باقی پھر کبھی سی۔ آپ فرمائیں کہ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔”— ڈاکٹر بشارت نے سمجھدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ کس ناٹپ کا پراجیکٹ ہے اور اس وقت کس پوزیشن میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے کہا۔

”مجھے اس تفصیل کا تو علم نہیں ہے یہ سارا کام حکومت گریٹ لینڈ کا تھا جب یہ پراجیکٹ تیار ہو جاتا تب اسے ہمارے حوالے کیا جاتا اس وقت باقاعدہ سرکاری طور پر معاملہ بھی کیا جاتا“ ڈاکٹر بشارت نے کہا۔

”آپ کے مہریں نے بھی تو اس کی فزیلٹی رپورٹ تیار کی ہو گئی“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کام گریٹ لینڈ نے اپنے ذمے لیا تھا کیونکہ وہ اس کی مشینری کے بارے میں بہتر سمجھ سکتے ہیں“ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

”یہ پراجیکٹ کس طرح آپ تک پہنچا تھا“ عمران نے کہا۔

”میں چھ ماہ پہلے ایک سائنسی دورے کے سلسلے میں گریٹ لینڈ کیا تھا۔ وہاں مجھے ایک خصوصی سینار میں شرکت کی دعوت دی گئی یہ سینار اس ساسک پراجیکٹ کے سلسلے میں تھا حکومت گریٹ لینڈ نے ایسے پراجیکٹ دو اور افریقی ملکوں میں لگائے ہوئے ہیں جو وہاں انتہائی

کامیابی سے کام کر رہے ہیں اور اس کی تفصیلات جب میرے سامنے آئیں تو میں نے اس میں پوری طرح دلچسپی لی۔ پھر اس پر باضابطہ بات چیت ہوئی اور میں نے صدر صاحب سے مل کر اسے ڈسکس کیا اور اس کی اصولی منظوری لے لی اور پھر اس کی فزیلٹی رپورٹ تیار ہو رہی تھی کہ یہ سلسلہ شروع ہو گیا“ ڈاکٹر بشارت نے جواب

دیا۔

”کوئی خاص جگہ تو منتخب ہو گی ہوگی“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ناشان سے شمال کی طرف ایک علاقہ ہے اروکا۔ وہاں کا خیال تھا“ ڈاکٹر بشارت نے جواب دیا۔

”اوکے۔ بیہد شکریہ جناب“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ واقعی حریت انگلیز بات ہے کہ بالا بالا ہی سب کچھ کیا جا رہا تھا اس کے باوجود کسی کو اس کا علم ہو گیا اور انہوں نے سرجان آرنلڈ کو اغوا کر لیا“ سرسلطان نے کہا۔

”ہاں۔ ہے تو سب کچھ حریت انگلیز۔ لیکن بقول ڈاکٹر بشارت چونکہ یہ پراجیکٹ کافرستان کے خلاف استعمال ہونا تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ کافرستانی ایجنسیوں نے اس کا سراغ لگا لیا ہو اور انہوں نے اس سلسلے میں کارروائی کرتے ہوئے سرجان آرنلڈ کو بھی اغوا کیا ہو۔“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور سرسلطان نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو کیوں اغوا کیا گیا ہے یقیناً سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس ساری واردات کا کسی نہ کسی طرح علم ہو گیا ہو گا“ عمران نے کہا اور سرسلطان چونکہ پڑے۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض اغوا ہو گیا ہے۔ کیوں“ سرسلطان نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کما۔

”وہ تین روز سے گم ہے اور ابھی تک جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق وہ یہاں کے ایک مقامی سمنگر کے ساتھ ایمر جنسی میں ناشان گیا اور پھر وہاں غائب ہو گیا ہے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ لیکن اسے کیا معلوم ہو سکتا ہے؟“ — سرسلطان نے حیرت بھرے لبجے میں کما۔

”کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے جو اسے انداز کیا گیا ہے بہر حال اب ایک لائن آف ایکشن سامنے آگئی ہے اس لئے اب اس پر کام کیا جا سکتا ہے۔ مجھے اجازت۔ خدا حافظ۔“ — عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دیران پہاڑی علاقے کے درمیان اوپر کو جاتی ہوئی ایک ننگ سی سڑک پر ایک سیاہ رنگ کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے چوٹی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جیپ میں ڈرائیور کے ساتھ ایک ایکریمی نوجوان آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ جیپ کا ڈرائیور بھی ایکریمی ہی تھا۔ یہ بہادرستان کا پہاڑی علاقہ تھا تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جیپ ایک سائیڈ روڈ پر مڑی اور پھر اسی تیز رفتاری سے یونچے اترتی ہوئی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی تھوڑی دیر بعد جیپ وادی میں پہنچ کر رک گئی جہاں ہر طرف پہاڑی چٹانیں اور پہاڑیاں ہی موجود تھیں۔ اس عمارت کو اس انداز میں تعمیر کیا گیا تھا جیسے یہ بھی دیران پہاڑی کا حصہ ہو۔ اس کے علاوہ اس عمارت کی ساخت اور انداز تعمیر بتا رہا تھا کہ یہ عمارت خصوصی طور پر بیم پروف بنائی گئی ہے۔ عمارت کے بڑے دروازے کے سامنے دو مسلح ایکریمی موجود تھے جن

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے جسموں پر باقاعدہ یونیفارم تھی۔ جیپ جیسے ہی گیٹ کے سامنے رکی وہ دونوں فوجی الرٹ ہو گئے اس کے ساتھ ہی ادھیز عمر ایکری بی بی ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سیاہ بھاری فریم کا چشمہ تھا۔ سر کے بال آؤچے سے زیادہ غائب تھے لیکن چہرہ چوڑا اور بھرا ہوا تھا۔ یہ اس عمارت کے انچارج سرجیمس تھے۔

”ولیل کم جناب رابرٹ منی“۔۔۔ سرجیمس نے اٹھ کر آنے والے کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ آپ سے مل کر بید خوشی ہوئی ہے“۔۔۔ رابرٹ منی نے مصافحہ کرتے ہوئے رسی فقرہ کہا۔ اس کا الجہ بے حد سپاٹ تھا۔

”تشریف رکھیں“۔۔۔ سرجیمس نے کہا اور رابرٹ منی شکریہ ادا کر کے میز کے سامنے پڑی ہوئی آرام کری پر بیٹھ گیا۔

”آپ پہلے کچھ پینا پسند کریں گے“۔۔۔ سرجیمس نے کہا۔

”نمیں جناب۔ کام کے اوقات میں کام پہلے“۔۔۔ رابرٹ منی نے جواب دیا اور سرجیمس نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر اس نے رابرٹ منی کی طرف بڑھا دی۔

”پہلے اسے دیکھ لیجئے۔ پھر بات ہو گی“۔۔۔ سرجیمس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور انٹھایا اور

اپنے پی اے کو دو پیگ بھجوانے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔

رابرٹ منی فائل کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہال کا اندر ورنی دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت ایکری بی بی کی ٹرے انٹھائے اندر داخل ہوئی۔ ٹرے میں شراب کے دو پیگ رکھے ہوئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”لیں سر۔ آئیے سر“۔۔۔ اس فوجی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس ادھیز عمر آدمی کے آگے آگے چلتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ فوجی نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے“۔۔۔ دروازے پر لگے ہوئے ڈور فون سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”مہمان آگئے ہیں سر“۔۔۔ فوجی نے جواب دیا۔ ”اوکے۔ تم جاسکتے ہو“۔۔۔ ڈور فون سے کہا گیا اور فوجی تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے قدم انٹھاتا واپس چلا گیا۔

”کون آیا ہے“۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسی آواز نے پوچھا۔

”رابرٹ منی“۔۔۔ آنے والے نے جواب دیا۔

”اوکے“۔۔۔ ڈور فون سے جواب ملا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور رابرٹ منی اندر داخل ہوا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں ایک طرف بڑی سی آفس نیبل موجود تھی۔

تھے۔ اس لڑکی نے ایک پیگ رابرٹ منی کے سامنے اور دوسرا پیگ سرجیس کے سامنے رکھا اور خاموشی سے واپس چلی گئی۔

”ساتھ ساتھ اس سے بھی شوق فرماتے رہیں“ — سرجیس نے اپنا پیگ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”شکریہ“ — رابرٹ منی نے کہا اور پیگ اٹھا کر اس نے چسکیاں لینی شروع کر دیں لیکن اس کی نظریں مسلسل فائل پر جمی ہوئی تھیں۔ فائل میں چھے صفحے تھے۔ رابرٹ منی نے ایک ایک کر کے سب کو پڑھا اور پھر فائل بند کر اس نے میز پر رکھ دی۔

”اس فائل سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حکومت گریٹ لینڈ پاکیشا میں سارک سنتر بنانے کے لئے کام کر رہی ہے“ — رابرٹ منی نے جام میں سے آخری چسکی لے کر خالی جام واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہا۔ اور اگر حکومت گریٹ لینڈ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی تو پھر یہاں بہادرستان میں واقع ہمارا خفیہ سنتر خفیہ نہ رہے گا۔ اس طرح ایکریمیا کے مفادات کو زبردست نقصان پہنچے گا حالانکہ حکومت گریٹ لینڈ سے ہمارا معاملہ ہے کہ وہ اس علاقے میں سارک سنتر نہیں بنائے سکتے“ — سرجیس نے کہا تو رابرٹ منی بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا آپ اس کی تفصیل بتانا پسند کریں گے سرجیس“ — رابرٹ منی نے کہا۔

”ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی جو گریٹ لینڈ میں کام کرتی ہے۔ اس نے حکومت کو اطلاع دی کہ حکومت گریٹ لینڈ پاکیشا میں خفیہ طور پر حکومت پاکیشا کے ساتھ مل کر سارک سنتر قائم کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ ہمارے لئے یہ اطلاع انتہائی چونکا دینے والی تھی۔ کیونکہ گریٹ لینڈ اور ایکریمیا کے درمیان اس سلسلے میں باقاعدہ معاملہ موجود ہے کہ وہ اس علاقے میں ایسا کوئی سنتر قائم نہیں کریں گے جبکہ افریقہ میں ایکریمیا نے ایسے علاقے مخصوص کر دیے تھے جہاں ایکریمیا ایسے سنتر قائم نہیں کرے گا اور وہاں گریٹ لینڈ کے خفیہ سنتر کام کرتے رہیں گے چنانچہ حکومت ایکریمیا نے حکومت گریٹ لینڈ سے اس سلسلے میں جب باقاعدہ بات کی تو حکومت گریٹ لینڈ نے اس اطلاع کو غلط قرار دیا لیکن ہمارے ایجنسٹ بہرحال کام کرتے رہے اور پھر ہمیں اطلاع ملی کہ سرجان آر نلڈ جو افریقہ میں ایسے سنتر کا انچارج ہے اور اس کی مشینری کی تنصیب کا ماہر ہے اسے پاکیشا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کا فرست سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے تو ہم چونک پڑے۔ چنانچہ حکومت ایکریمیا کے ایجنسٹوں نے یہاں کے ایک مقامی گروپ کی مدد سے سرجان آر نلڈ کی گرانی شروع کر دی۔ ایکریمی ایجنسٹ خود اس کے سامنے نہ آئے کیونکہ گریٹ لینڈ کے ایجنسٹ بھی یہاں کام کر رہے تھے۔ مقامی گروپ سے اطلاع ملی کہ سرجان آر نلڈ ایک عام سیاح کے روپ میں پاکیشا کے پہاڑی علاقے ناشان کی سیاحت کے لئے گئے ہیں جس پر ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ سب درست ہے جو ہم سوچ رہے ہیں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

چنانچہ ہم نے بہادرستان کے آدمیوں کے ذریعے سرجان آرنلڈ کو ناشان سے اغوا کرا لیا۔ ہم نے ان سے جو انگوائری کی اس سے صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ ناشان کے کسی علاقے میں حکومت گریٹ لینڈ انتہائی خفیہ طور پر ایسا سنٹر قائم کرنا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں کافی کام بھی ہو چکا ہے۔ اس پر ہمیں شک پڑ گیا کہ شاید ایسا سنٹر پہلے ہی قائم ہو چکا ہو لیکن مزید تفصیل معلوم نہ ہو سکی کیونکہ سرجان آرنلڈ اس انگوائری کے سلسلے میں ہلاک ہو گئے تھے۔ ادھر حکومت گریٹ لینڈ کو یہ معلوم ہو گیا کہ سرجان آرنلڈ کو بہادرستان کے آدمیوں نے اغوا کیا ہے اس نے حکومت پاکیشا اور حکومت بہادرستان سے رابطہ کیا لیکن حکومت بہادرستان نے سرجان آرنلڈ کے اغوا سے لاعلمی ظاہر کر دی۔ پھر اطلاع ملی کہ حکومت پاکیشا نے سرجان آرنلڈ کا کیس پاکیشا کی سنٹر ائمیل جس کو ریفر کر دیا ہے اور اس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے سرجان آرنلڈ کی تیار کردہ کوئی فائل بھی حاصل کر لی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں اطلاع ملی کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض سرجان آرنلڈ کے اغوا کے سلسلے میں اس مقامی گروپ تک پہنچ گیا ہے جس کی مدد سے سرجان آرنلڈ کو اغوا کیا گیا ہے اور وہ اس مقامی گروپ کے چیف کو ساتھ لے کر ناشان پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے اس سپرنٹنڈنٹ کو بھی اور اس مقامی گروپ کے چیف کو بھی وہاں سے اغوا کرا لیا۔ اس چیف کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن اس سپرنٹنڈنٹ کو زندہ رکھا گیا ہے کیونکہ ہم نے اس سے سرجان آرنلڈ والی فائل حاصل کرنی ہے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لیکن یہ فائل اس کے آفس میں نہیں ہے اس نے خفیہ طور پر اسے کسی بenk لا کر میں رکھا ہوا ہے اور یہ آدمی اس بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ ہم نے مشینزی کے ذریعے بھی اس کا ذہن چیک کیا ہے لیکن مشین کے ذریعے یہ جواب ملا ہے کہ ایسی کوئی فائل نہیں ہے۔ ہم مغلکوک ہو گئے۔ میں نے حکومت سے بات کی تو انہوں نے آپ کو بھجوایا ہے کہ آپ ایسی انگوائری کے ماہر ہیں۔ سرجیس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مطلوب یہ کہ آپ وہ فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس نے بenk لا کر میں رکھی ہوئی ہے۔“— رابرٹ مرنی نے کہا۔

”اس سپرنٹنڈنٹ کے بقول اس فائل کو اس نے بenk لا کر میں رکھا ہوا ہے لیکن تفصیل وہ نہیں بتاتا۔“— سرجیس نے کہا۔

”اگر اس سپرنٹنڈنٹ کو ہلاک کر دیا جائے تو اس فائل کا کیا ہو گا۔“— رابرٹ مرنی نے کہا۔

”بقول اس سپرنٹنڈنٹ کے ایک ماہ بعد بenk کے حکام اس فائل کو اس کے ڈائرکٹر جنرل کو خود بخود بھجوادیں گے۔“— سرجیس نے جواب دیا۔

”کیا وہ بہت سخت جان آدمی ہے کہ آپ کے آدمی اس سے کچھ حاصل نہیں کر سکے حالانکہ آپ یہاں بہادرستان میں ایکریمیا کی ٹاپ ایجنٹی کے چیف ہیں۔“— رابرٹ نے حریت بھرے لمحے میں کہا۔

”وہ سخت جان بھی نہیں ہے۔ معمولی سے تشدید سے بے ہوش ہو

”اوکے۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں جلد ہی آپ کو مثبت رپورٹ دوں گا۔“— رابرٹ مرنی نے کہا اور سرجیمس کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ وارن کی طرف بڑھ گیا۔

”آئیے سر۔“— وارن نے کہا اور تیزی سے اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ اس ہال نما کمرے میں داخل ہوا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جاتا ہے لیکن انتہائی ضدی بھی ہے۔ اصل بات پھر بھی نہیں بتاتا۔ عجیب سا آدمی ہے۔ کبھی احقوں جیسی باتیں شروع کر دیتا ہے کبھی فلاسفوں جیسی۔“— سرجیمس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ایسے لوگوں کو ڈیل کرنے کا ماہر ہوں۔ کہاں ہے وہ۔“— رابرٹ نے کہا تو سرجیمس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا۔

”وارن کو بھیجو۔“— سرجیمس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اندر وہی دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس اور مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

”لیں سر۔“— نوجوان نے مودبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

”یہ رابرٹ مرنی ہیں جی آئی جی کے ثارچر سیل کے چیف۔ یہ اس پرمنڈنٹ فیاض سے پوچھ گچھ کے لئے خصوصی طور پر ایکریمیا سے آئے ہیں۔ انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس پرمنڈنٹ فیاض سے ملوا اور سنو۔ پرمنڈنٹ کے سلسلے میں جو کہیں گے اس کی تعقیل تم پر فرض ہوگی۔“— سرجیمس نے کہا۔

”لیں سر۔“— وارن نے مودبانہ لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رابرٹ مرنی۔ یہ اس ٹاپ ایجنٹی ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی چیف ہے وارن۔“— سرجیمس نے وارن کا تعارف رابرٹ مرنی سے کرتے ہوئے کہا۔

واپس آئیں تو فرست سیکرٹری سرجان آر نلڈ بر آمد ہو چکا ہو۔ ورنہ وہ اسے نوکری سے برخاست کر دیں گے۔ چنانچہ سرشنڈنٹ فیاض نے اس کیس پر کام شروع کر دیا۔ اس نے سفارت خانے اور ارڈر گروکے لوگوں سے انسپکٹر ٹولز کے ذریعے معلومات کرائیں تو اسے اطلاع مل گئی کہ ایک مقامی سمگلر اور مقامی ہوٹل کا مالک کاؤنٹ سرجان آر نلڈ کی رہائش گاہ کے ارڈر گرد دیکھا گیا تھا چنانچہ اس نے جا کر کاؤنٹ کو پکڑا تو اس نے بتایا کہ وہ سرجان آر نلڈ کی نگرانی کرتا رہا تھا اور سرجان آر نلڈ کے پیچھے ناشان گیا تھا۔ وہاں سرجان آر نلڈ کو وہاں سے ایک مقامی گروپ نے اغوا کیا ہے اور وہ جا کر اسے برآمد کرائیں کرے۔ چنانچہ فیاض اسے ساتھ لے کر ایئر پورٹ پہنچا اور پھر وہاں سے باہی ایئر بینڈنچ کی گئی تھی۔ اس کا سرخ و سفید رنگ زرد ہو رہا تھا۔ چہرے پر اس طرح ویرانی نظر آ رہی تھی جیسے کوئی مردہ صدیوں بعد قبر سے نکل آیا ہو۔ جس کری پر وہ بیٹھا ہوا تھا اس کری کے پائے فرش میں نصب تھے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے ہتھڑی میں جکڑے ہوئے تھے۔ اسے یہاں آئے ہوئے آج چوتھا روز تھا۔ اس دوران اسے کوڑوں سے انتہائی بیداری سے زود کوب کیا گیا تھا۔ اس کی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ اس قدر ظلم اس نے زندگی میں کبھی برداشت نہیں کیا تھا لیکن اب اسے معلوم ہو رہا تھا کہ شاید اسے قبر بھی نصیب نہ ہو۔ سر عبدالرحمٰن نے اسے گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرست سیکرٹری کے اغوا کا کیس یہ کہہ کر دیا تھا کہ وہ غیر ملکی دورے پر جا رہے ہیں جب وہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہ سرجان آرنلڈ کی تیار کردہ ایک اہم فائل اس کے قبضے میں ہے۔ اس فائل کا خیال اسے اس لئے آیا تھا کہ سرجان آرنلڈ کے سامان سے، جو کاؤنٹ نے قبضے میں لے لیا تھا واقعی ایک فائل بھی ملی تھی جو سوپر فیاض نے قبضے میں لے لی تھی لیکن اس فائل میں سوائے سر آرنلڈ کی ذاتی یادداشتیں کے اور کچھ نہ تھا اور فیاض نے کاؤنٹ کے ساتھ ناشان جانے سے پہلے یہ فائل اپنے دفتر بھجوادی تھی لیکن اب اس نے انہیں بتایا کہ یہ فائل اس نے بنک لا کر میں رکھی ہوئی ہے اور اگر اسے ہلاک کر دیا گیا تو یہ فائل خود بخود ڈا�یکٹر جنل کے پاس پہنچ جائے گی۔ اسے معلوم تھا کہ اس فائل کے حصول کے لئے اسے لامحالہ زندہ رکھا جائے گا لیکن اس بنک لا کرنے کے بارے میں پوچھ گئے کے لئے اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے اس تشدد کو سہ گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک وہ یہ سمجھتے رہیں گے کہ فائل موجود ہے تب تک وہ اسے زندہ رکھنے پر مجبور ہوں گے ورنہ تو وہ اسے ایک لمحے میں گولی سے اڑا دیتے۔ اس کے ذہن میں یہ سکیم تھی کہ وہ انہیں ساتھ لے جانے کا چکر دے کر ایک بار ان کی قید سے رہا ہو گیا تو پھر وہ انہیں سنبھال لے گا لیکن یہ لوگ اسے پوچھ گئے کہ کی گئی تھی اور اس کے زخمیں کی بینڈنگ بھی کرو دی گئی تھی لیکن بہر حال وہ یہاں قید تھا اسے کھانا بھی دوسرا آدمی کھلاتا تھا کیونکہ اس کے ہاتھ مستقل طور پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ مسلسل یہ

سوچ رہا تھا کہ کس طرح یہاں سے رہائی حاصل کرے لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں عمران کا خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اگر کسی طرح عمران کو معلوم ہو جائے تو وہ لازماً اسے یہاں سے چھڑوا سکتا ہے لیکن عمران تک پیغام کیسے پہنچایا جائے“۔۔۔ اس نے بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس بارے میں کوئی ترکیب سوچتا اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ایکری بی اندر داخل ہوا۔ چھرے میرے سے وہ ایک معزز آدمی دکھائی دیتا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں سفا کی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ فیاض کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی شکار اپنے پسندیدہ شکار کو دیکھتا ہے۔ اس کے پیچھے دو ایکری بی تھے جن میں سے ایک کے ہاتھ میں خوفناک کوڑا تھا جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ فیاض سے ہوئے انداز میں آنے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس اسے بتا رہی تھا کہ اس پر تشدد کا کوئی نیا دور شروع ہونے والا ہے۔ وہ بے اختیار سُم سا گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندر ہمرا سا چھانے لگا تھا۔ آنے والے نے ایک طرف رکھی ہوئی کرسی اٹھائی اور فیاض کے سامنے رکھ کر وہ اس پر بیٹھ گیا۔

”میرا نام رابرٹ منی ہے اور میں ایکری بیسا سے خاص طور پر تمہارے لئے آیا ہوں“۔۔۔ آنے والے نے بھاری سی آواز اور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کرخت لجھے میں کما۔

"نج-نج-جم۔ میرا نام فیاض ہے۔ سو پر فیاض۔ میں پاکیشیا سنزل اٹھلی جس بیورو کا پرنسپل ہوں"۔ فیاض نے بوکھلائے ہوئے لجھے میں کہا تو رابرٹ منفی بے اختیار نہیں پڑا۔

"تم پرنسپل پاکیشیا میں تھے۔ یہاں نہیں"۔ رابرٹ منفی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگ۔ کیا مطلب۔ یہ پاکیشیا نہیں ہے"۔ فیاض نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا کیونکہ اب تک اس کا خیال یہی تھا وہ پاکیشیا میں ہی ہے۔

"نہیں۔ یہ پاکیشیا نہیں ہے اور اس بات سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہاں اگر تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی بھی علیحدہ کر دی جائے تو تمہاری چینیں سننے والا کوئی نہ ہو گا"۔ رابرٹ منفی نے ایک بار پھر کرخت لجھے میں کہا تو فیاض نے بڑے مایوسانہ انداز میں ایک طویل سانس لیا۔ اس کی یہ آخری امید بھی دم توڑ گئی تھی کہ بہر حال وہ پاکیشیا میں ہے اور جلد ہی اس کے ملکے کا کوئی نہ کوئی آدمی اس کا کھون گلتے ہوئے یہاں تک پہنچ کر اسے رہا کرالے گا۔

"سنو پرنسپل فیاض۔ مجھے ایکریمیا میں انسانوں پر تشدد کرنے کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا ہے۔ میں اس انداز میں تشدد کرتا ہوں کہ آدمی مربجھی نہیں سکتا اور زندہ بھی نہیں رہ سکتا اور میں انسان کی کھال اس کی کھوپڑی سے چھیننا شروع کرتا ہوں اور پیروں تک کی

کھال بالکل اس طرح علیحدہ کر دیتا ہوں جیسے جانور کو ہلاک کرنے کے بعد اس کی کھال اتاری جاتی ہے لیکن میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ تشدید کیا جائے۔ مجھے ایکریمیا سے یہاں اس لئے بلوایا گیا ہے کہ میں تم سے فائل حاصل کروں جو بقول تمہارے تم نے کسی بملک لا کر میں رکھی ہوئی ہے"۔ رابرٹ منفی نے کہا۔

"میں وہ فائل تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں تم میرے ساتھ چلو میں لا کر سے وہ فائل نکال کر تمہیں دے دوں گا"۔ فیاض نے کہا۔

"تم پہلے اس بملک کا نام اور لا کر کا نمبر بتا دو۔ بس۔ بھر میں تمہارے ساتھ چلوں گا"۔ رابرٹ منفی نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو بس اتنا معلوم ہے کہ وہ بملک لا کر میں ہے"۔ فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے فائل کا تو اس نے صرف چکر چلا رکھا تھا۔ وہ کس بملک اور کس لا کر کے بارے میں بتاتا اور اگر بتا بھی دیتا تب بھی وہاں سے فائل تو بہر حال نہ ملنی تھی اور اس کے بعد اس کا جو حشر انہوں نے کرنا تھا اس کا خیال اس کے ذہن میں تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم پر تشدید کیا جانا ضروری ہے۔ اوکے"۔ منفی نے یک لفٹ انٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے عقب میں کھڑے ہوئے کوڑا بردار سے اس طرح کوڑا جھینا جیسے اگر ایک لمحہ مزید اس کے ہاتھ میں کوڑا نہ آتا تو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس کا ہاتھ مفلوج ہو کر رہ جاتا۔ اس کے چڑے پر شعلے سے رقص کرنے لگے تھے اور آنکھوں سے غصے کی تیز لہری ابھر رہی تھی۔
”تم۔ تمہاری یہ جرات کہ تم منی کو بنا نے سے انکار کرو۔“— منی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر ابھی فیاض نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ منی کا بازو گھوما اور شائیں کا آواز کے ساتھ ہی فیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں یکخت آگ بھڑک اٹھی ہو۔ وہ بے اختیار ہو کر چیختے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یکخت اندر ہمرا سا چھا گیا۔ پھر اسے ہوش آیا تو اسے اپنا طلق گیلا سا محسوس ہوا لیکن جسم میں دیسے ہی آگ بھڑک رہی تھی۔ اس کے منہ سے بے اختیار چینیں نکلنے لگیں۔

”بولوفا کل کہا ہے۔ ورنہ۔“— منی نے غراتے ہوئے کہا۔
”وہ۔ وہ عمران کے پاس ہے۔ علی عمران کے پاس۔“— فیاض نے یکخت چیختے ہوئے کہا۔

”کون علی عمران۔“— منی نے یکخت چونک کر پوچھا۔
”ڈائریکٹر جزل سر عبدالرحمن کا اکلوتا بیٹا ہے۔ میرا دوست ہے۔
میں نے اسے فائل دی تھی کہ وہ اسے کسی بنک لا کر میں رکھ دے۔
میرے لئے وہ کام کرتا ہے۔“— فیاض نے ہچکیاں لے لے کر روٹے ہوئے کہا۔ اس کی حالت واقعی لمحہ بے لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سانس ابھی رک جائے گا اور پھر یکخت ایک بار پھر اس کے ذہن میں اندر ہمرا سا چھا گیا۔ پھر جب

اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بستر لینا ہوا تھا اور اس کے جسم میں درد کی لہریں غائب ہو چکی تھیں۔ اس نے انٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا کہ وہ اپنے جسم کو حرکت بھی نہیں دے سکتا۔ اس کے جسم کو بستر کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ صرف اس کا سر اور گردن حرکت کر سکتے تھے۔

”یہ میں کہاں آگیا ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے۔“— فیاض نے سراٹھا کر اور گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کے ذہن میں پہلا تاثر یہی ابھرا تھا کہ وہ کسی ہسپتال میں ہے لیکن اب گردن گھما کر دیکھنے پر محسوس ہوا کہ یہ ہسپتال نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک عام سا کمرہ ہے اور بس۔ پھر اس سے پہلے کو وہ مزید کچھ کہتا اچانک دروازہ کھلا اور فیاض نے بے اختیار ایک مایوسانہ طویل سانس لیا کیونکہ دروازے سے وہی رابرٹ منی داخل ہو رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈیس فون تھا۔ وہ بستر کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔
”میں نے تمہیں ہڈیاں بچانے کا آخری موقع دیا ہے اس علی عمران کا فون نمبر بتاؤ اور اس سے میرے سامنے بات کو تاکہ یہ بات کنفرم ہو سکے کہ واقعی وہ فائل اس کے پاس ہے اور اسے کہو کہ تمہارا آدمی اس کے پاس پہنچ رہا ہے اور وہ اس آدمی کو فائل دے دے۔ بولو کیا نمبر ہے۔“— رابرٹ منی نے کہا۔

”وہ۔ وہ بہت غلط آدمی ہے۔ وہ اس طرح نہیں مانے گا۔ تم مجھے تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا سانس ابھی رک جائے گا اور پھر یکخت ایک بار پھر اس کے ذہن میں اندر ہمرا سا چھا گیا۔ پھر جب

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گا اور تمہیں دے دوں گا"۔۔۔ فیاض نے روتے ہوئے لجھے میں
کہا۔
”ویکھ لو سوپر فیاض۔ انسان کو ہلاک کرنا ہمارے لئے انتہائی معمولی
سی بات ہے اور جہاں مفاداں حکومتوں کے ہوں وہاں انسانوں کی کوئی
قیمت نہیں ہوتی۔ ہم تمہیں ہلاک کر کے بھی اس عمران سے فائل
حاصل کر سکتے ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم زندہ رہو۔ میرا وعدہ ہے
کہ جیسے ہی فائل یہاں پہنچے گی تمہیں زندہ اور صحیح سلامت واپس
پا کیشیا پہنچا دیا جائے گا"۔۔۔ رابرت مرفنی نے زم سے لجھے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کراؤ بات۔ اب جو میری قسمت میں ہو گا وہی ہو گا۔
میں کب تک اپنی قسمت سے لاٹ سکتا ہوں"۔۔۔ فیاض نے ماہی سانہ
لجھے میں کہا۔

”نمبر بتاؤ"۔۔۔ رابرت مرفنی نے کہا تو فیاض نے عمران کا فون نمبر
 بتا دیا۔

”پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتاؤ"۔ رابرت
مرفنی نے پوچھا تو فیاض نے دونوں رابطہ نمبر بھی بتا دیئے۔

”اگر اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں کہاں سے بات کر رہا ہوں تو پھر
میں کیا بتاؤں گا اسے"۔۔۔ فیاض نے کہا۔

”تم اسے کہنا کہ تم پاکیشیا سے ہی بول رہے ہو۔ بہادرستان کا نام
نہ لیتا"۔۔۔ رابرت مرفنی نے نمبر لیں کرتے ہوئے کہا اور فیاض

نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے گھنٹی
بجھنے کی آواز سنائی دی۔ فون پیس میں لاڈر کا بٹن آن تھا اس لئے
فیاض کو دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔
”سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے رسیور اٹھائے
جانے کے بعد عمران کے باروچی سلیمان کی آواز سنائی دی۔
”کیا یہ علی عمران کا نمبر ہے"۔۔۔ رابرت مرفنی نے پوچھا۔
”جی ہاں۔ آپ کون صاحب بول رہے ہیں"۔۔۔ سلیمان کی
حیرت بھری آواز سنائی دی۔
”عمران صاحب کہاں ہیں۔ ان سے پرشفنڈنٹ فیاض صاحب بات
کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ رابرت مرفنی نے کہا۔
”وہ تو موجود نہیں ہیں۔ آپ فیاض صاحب کی بات مجھ سے
کرائیں"۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔
”نہیں۔ انہوں نے عمران سے ہی بات کرنی ہے۔ کس نمبر پر ہوں
گے وہ"۔۔۔ رابرت مرفنی نے کہا اس کا لجھ بے حد سرد تھا۔
”مجھے معلوم کرنا پڑے گا۔ آپ پانچ منٹ بعد دوبارہ فون کر
لیں"۔۔۔ سلیمان نے کہا تو مرفنی نے اوکے کہہ کر بٹن آف کر دیا۔
”میرا جسم تم نے کیوں باندھ رکھا ہے۔ میں تو زخمی ہوں۔ میں کیا
کر سکتا ہوں"۔۔۔ فیاض نے کہا۔

”میں ابھی آرہا ہوں"۔۔۔ رابرت مرفنی نے کوئی جواب دینے کی
بجائے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس دروازے کی طرف مڑ گیا اور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کو چونکہ فائل کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے اس لئے اس نے صاف انکار کر دینا ہے اور اس کے بعد یہ ظالم لوگ واقعی اس کی ہڈیاں توڑ ڈالیں گے لیکن وہ واقعی مجبور تھا۔ بے بس تھا۔ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا کہ وہ انہیں صاف بتا دے کہ ایسی کوئی فائل سرے سے ہے ہی نہیں اور اس نے جھوٹ بولا ہے لیکن دوسرے لمحے وہ یہ سوچ کر ڈر گیا کہ جیسے ہی انہیں یقین آگیا وہ اسے ایک لمحہ پچکپائے بغیر گولی مار دیں گے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رابرٹ مرنی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی موجود تھے۔

”اسے کھوں دو اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو بے شک گولی مار دینا۔“ رابرٹ مرنی نے کما اور بستر کے ساتھ پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دونوں آدمی تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے کلب کھولنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی فیاض بستر کی گرفت سے آزاد ہو گیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا جبکہ دونوں مسلح آدمی بستر سے ہٹ کر اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے مرنی کا اشارہ ملتے ہی وہ اسے گولیوں سے اڑا دیں گے۔ مرنی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کارڈ لیس فون کے بین پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بار پھر سلیمان کی آواز سنائی دی۔ لاوڈر کی وجہ سے آواز فیاض کو صاف سنائی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

دے رہی تھی۔

”عمران صاحب کا پتہ چلا۔ فیاض صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ — رابرٹ مرنی نے کہا۔

”ہاں ہو لڈ آن کریں۔“ — سلیمان نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) برباد خویش بول رہا ہوں۔“ — عمران اپنے مخصوص لمحے میں کہہ رہا تھا اور عمران کی آواز سن کر فیاض کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بننے لگے۔

”یہ لوکر بات اس سے۔“ — مرنی نے فون پیس فیاض کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور فیاض نے فون پیس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

”عمران۔ میں فیاض بول رہا ہوں۔“ — فیاض کا لمحہ انتہائی دردناک تھا۔

”ارے کیا ہوا تمہیں۔ کہاں غائب ہو گئے تھے۔ تمہاری بیوی نے تو میرا ناک میں دم کر رکھا ہے۔“ — عمران کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”عمران۔ پلیز میری بات سنجیدگی سے سنو۔ جو فائل میں نے تمہیں بیک کے لاکر میں رکھنے کے لئے دی تھی وہ اب مجھے چاہئے لیکن میں خود تمہارے پاس نہیں آ سکتا اور اپنا آدمی بھیج رہا ہوں۔ تم یہ فائل لاکر سے نکلا کر اسے دے دو۔“ — فیاض نے ڈرتے ڈرتے کہا کیونکہ اسے سو فیصد یقین تھا کہ عمران نے فوراً کہنا ہے کون سی فائل،

اور رابرٹ منی یقیناً مغلکوں ہو جائے گا۔
”تو اس میں روئے کی کیا بات ہے۔ بحیچ دو آدمی۔ میں نے تمہاری
فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ البتہ میری فیس اس آدمی کے ہاتھ بھجو
دینا۔ ورنہ فائل نہیں دوں گا۔“ — عمران نے جواب دیا تو فیاض کا
چڑہ لیکھتے کھل سا اٹھا۔

”فیس بھی بھجو دوں گا۔ تم فائل اسے ضرور دے دینا۔“ — فیاض
نے اس بار صرت بھرے لبجے میں کہا۔

”کما تو ہے کہ میں نے تمہاری فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ مجھے تو
اپنی فیس سے غرض ہے۔ پھر کب بحیچ رہے ہو آدمی۔“ — عمران
نے کہا۔

”جلد ہی پہنچ جائے گا۔“ — فیاض نے کما تو اسی لمحے رابرٹ
منی نے ہاتھ بڑھا کر اس سے فون پیس لے لیا اور اس کا بیٹھن آف کر
دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم نے واقعی سچ بولا تھا۔ بہر حال تم نے اپنی
زندگی بچالی ہے۔ اب اس عمران کا پورا پتہ بتاؤ۔“ — منی نے کما
تو فیاض نے جلدی جلدی اسے فلیٹ کا نمبر اور پتہ بتادیا۔

”اوکے۔ فی الحال تم آرام کرو۔ جب فائل آجائے گی تو پھر تم سے
بات ہو گی۔ دونوں مسلح محافظ باہر موجود رہیں گے۔ اگر تم نے فرار
ہونے کی کوشش کی تو پھر تمہاری قبر بیس بنے گی۔ ورنہ فائل پہنچ
جانے کے بعد تمہیں رہا کر دیا جائے گا۔“ — منی نے کرسی سے

اثتحت ہونے کما اس کے لبجے میں صرت کی جھلکیاں موجود تھیں۔
”ٹھیک ہے۔ میں نے فرار ہو کر کما جانا ہے۔“ — فیاض نے
کما تو منی سر ہلا تا ہوا مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں مسلح
افراد بھی اس کے پیچے ہی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ فیاض خاموش
بیٹھا انہیں جاتا ریکھتا رہا۔ جب ان کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہو
گیا تو فیاض نے بے اختیار ایک طویل سائنس لیا۔

”اب عمران خود ہی تم نہ لے گا۔“ — فیاض نے صرت
بھرے لبجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آ گیا کہ ہو سکتا
ہے کہ یہ کوئی آدمی وہاں پا کیشیا سے ہی بھجوادیں اور اس آدمی کو یہاں
کا سرے سے علم ہی نہ ہو تو اس کا صرت بھرا چڑہ ایک بار پھر کملا سا
گیا۔

”مجھے خود یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب سوچنی چاہئے۔“ — فیاض نے
کما اور پھر آہستہ سے بستر سے نیچے اتر آیا اور کمرے میں شلنے لگا لیکن
چلتے ہوئے اسے احساس ہوا کہ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی
پیدا ہوتی ہیں تو وہ بستر پر لیٹنے کی بجائے اسی کری پر بیٹھ گیا جس کری پر
رابرٹ منی بیٹھا ہوا تھا لیکن کری پر بیٹھتے ہی اچانک اس کے ذہن میں
ایک خیال آگیا تو وہ بے اختیار چوک پڑا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ اس
کری کے پائے تو فرش میں نصب نہیں ہیں اور یہ ہے بھی لوہے کے
راڑز کی بنی ہوئی۔ اس لئے اس کری کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا
سکتا ہے لیکن اس کمرے سے باہر کیا ہے اور وہ کس قسم کی جگہ میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گیا جبکہ فیاض اس طرح کری پڑھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے اچانک روح نکل گئی ہو۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران کے پاس فائل تو سرے سے ہے ہی نہیں اس لئے وہ کیا فائل دے گا لیکن وہ دس ہزار روپے لے کر اس آدمی کو بھگا دے گا اور نتیجہ اس کی موت کے سوا اور کیا نکلے گا اس لئے وہ کری پڑھیر سا ہو گیا تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا اور بے اختیار ہچکیاں لے لے کر رونے لگا لیکن ظاہر ہے وہ کب تک روتا۔ آخر کار ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ اٹھا اور دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور منی ہاتھ میں کارڈیس فون پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی دونوں مسلح آدمی موجود تھے۔

”ہمارا آدمی اس عمران کے پاس پہنچا۔ اس نے دس ہزار روپے وصول کر لئے اور پھر یہ کہہ کر ہمارے آدمی کو ٹرخا دیا کہ فیاض نے فائل کا نمبر تو بتایا ہی نہیں ہمارے آدمی نے اس کے فلیٹ سے ہی مجھے فون کیا ہے اور فائل نمبر پوچھا ہے۔ میں اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم خود اس عمران سے بات کرو اور سنو۔ اب اگر اس نے ہمارے آدمی کو فائل نہ دی تو پھر تمہارا جو حشر ہو گا تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے“۔ رابرٹ منی نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے فون پیس کا بٹن پر لیس کر دیا۔

”ہیلو پار کر۔ کیا تم لائن پر ہو“۔ منی نے تیز لمحے میں کہا۔
”لیں سر“۔ دوسری طرف سے ایک مودبائی آواز سنائی دی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

قید ہے۔ اس کا اسے علم نہ تھا اور ساتھ ہی اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو اگر اسے گولی نہ بھی ماری گئی تو بھی اس کا حشر عبرت ناک ہو گا۔ وہ کری پڑھا کافی دیر تک ایسی باتیں سوچتا رہا کہ اچانک دروازہ کھلا اور فیاض نے چونکہ کر گردن موڑی تو رابرٹ منی اندر داخل ہو رہا تھا فیاض جلدی سے کری سے انٹھ کھڑا ہوا۔ رابرٹ منی کے ہاتھ میں کارڈیس فون موجود تھا۔

”تم نے یہ بتایا نہیں کہ فیس کا کیا چکر ہے“۔ منی نے فیاض کے قریب پہنچ کر کرخت لمحے میں کہا۔ ایک لمحے کے لئے تو فیاض کا دل چاہا کہ وہ منی کا گلا دونوں ہاتھوں سے دبادے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ باہر موجود مسلح آدمی معمولی سی آواز سنتے ہی اندر آ جائیں گے اور اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائے گا۔

”میں اسے فیس کے طور پر ہر ماہ دس ہزار روپے دیتا ہوں“۔ فیاض نے کہا۔

”کس بات کی فیس“۔ منی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔
”فائل کی حفاظت کی۔ جب بھی کسی اہم فائل کی حفاظت کرنی ہوتی ہے میں اسی کے ذریعے ہی بک لا کر میں رکھوارتا ہوں اس طرح فائل محفوظ رہتی ہے“۔ فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو میں اپنے آدمی کو کہہ دوں کہ وہ دس ہزار روپے اسے دے دے“۔ منی نے کہا تو فیاض نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”اوکے“۔ منی نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ

بولے والے کا الجھہ البتہ مقامی تھا۔
”فیاض صاحب بات کر رہے ہیں۔ تم رسیور عمران کو دے دو۔“ - مرفی نے کہا۔

”لیں سر“ - پار کرنے اسی طرح مودبانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کما اور مرفی نے فون پیس فیاض کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“ - - دوسرے لمحے عمران کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”عمران۔ میں فیاض بول رہا ہوں۔ فیں تمہیں مل گئی ہے اب تم سرجان آرنلڈ والی فائل اس آدمی کے حوالے کر دو پلیز۔“ - فیاض نے رو دینے والے لجھے میں کہا۔

”اوہ۔ تو تمہیں سرجان آرنلڈ والی فائل چاہئے۔ لیکن وہ فائل تو میں نے تمہارے کہنے پر پیش لا کر میں رکھا دی تھی اور تمہیں معلوم ہے کہ پیش لا کر صرف صبح کے نوبجے سے گیارہ بجے تک کھولے جاتے ہیں۔ اس لئے تم اپنے آدمی کو کہہ دو کہ وہ کل گیارہ بجے آجائے تو میں فائل نکلا کر رکھ لوں گا۔ وہ لے جائے“ - - عمران نے اس بار سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم فائل ضرور نکلا رکھنا۔ میرے آدمی کو کل فائل بہر حال ملنی چاہئے۔ مجھے اس فائل کی انتہائی سخت ضرورت ہے“ - - فیاض نے کہا۔

”جب مجھے فیں مل گئی ہے تو میں نے کیا کرنا ہے اس سرکاری

فائل کا۔ بے نکر رہو۔ تمہارے آدمی کو کل گیارہ بجے فائل مل جائے گی۔ اپنے آدمی سے بات کرلو“ - - عمران نے کما تو مرفی نے فیاض کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

”ہیلو۔ پار کر بول رہا ہوں“ - - دوسرے لمحے پار کر کی آواز سنائی دی۔

”پار کر۔ کل گیارہ بجے تم نے عمران سے فائل حاصل کرنی ہے اور پھر جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے تم نے اسی طرح کرنا ہے“ - مرفی نے کہا۔

”لیں سر“ - - دوسری طرف سے پار کرنے اسی طرح مودبانہ لجھے میں کما تو مرفی نے فون آف کر دیا۔

”پیش لا کر کا مجھے بھی علم ہے۔ اس لئے میں بھی خاموش ہو گیا ہوں۔ اب کل تم سے بات ہو گی اور یہ بھی سن لو کہ میرے حکم پر میرے آدمیوں نے تمہارے ہاتھ آزاد کئے ہیں کیونکہ تم نے بہر حال ہم سے تعاون کیا ہے لیکن اس کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا اور نہ ہی کوئی غلط حرکت کرنا۔ ورنہ تم اس کا انجمام جانتے ہو“ - مرفی نے انتہائی سخت لجھے میں کما اور فیاض نے منہ سے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سرہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ مرفی تیزی سے مڑا اور واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ فیاض واپس کری پر بیٹھ گیا۔ اس کے دل میں ایک بار پھر امید کا شعلہ بھڑک اٹھا تھا کیونکہ عمران نے جس سنجیدگی سے بات کی تھی اور جس طرح پیش لا کر کا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کہہ کر کل گیارہ بجے تک کی ملت لے لی تھی اس سے فیاض کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ اسے عمران کی صلاحیتوں کا علم تھا اس لئے اسے اب امید لگ گئی تھی کہ عمران یقیناً کھون لگا کر اس کی رہائی کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ پیدا کر لے گا اس لئے اس کے دل میں خاصاً اطمینان سا پیدا ہو گیا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ریٹا نے اسے جو کچھ بتایا تھا۔ سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت نے اس سے قطعی مختلف بات کی تھی۔ ریٹا کے مطابق یہ سنتر ناشان سے مغرب کی سمت را گانا می علاقے میں بنایا جانا تھا جبکہ ڈاکٹر بشارت کے مطابق یہ سنتر ناشان سے شمال کی جانب اروپا کا نامی علاقے میں بننا تھا اور سرجان آرنلڈ بھی غائب تھے اور سوپر فیاض بھی۔ وہ اب دانش منزل اس لئے جا رہا تھا تاکہ وہاں جا کر وہ صندر کی رپورٹ خود سن سکے کیونکہ اس نے سرسلطان کے پاس جانے سے پہلے بلیک زیر و کوہدایت کر دی تھی کہ وہ صندر کو پیش ہیلی کا پڑ کے ذریعے ناشان بھجوا کر سپرنڈنٹ فیاض کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرے۔ اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ سرجان آرنلڈ کی گم شدگی کا کیس

سنٹرائیلی جس بیورو کے ذمے لگایا گیا ہے لیکن مقامی آدمی کاؤنٹ کا روول اس میں اور ہے۔ فیاض جیسے آدمی کا اس طرح ایم جسی میں کاؤنٹ کے ساتھ ناشان جانے اور پھر اس کے غائب ہو جانے والی بات اسے پریشان کر رہی تھی کیونکہ بظاہر ان میں اسے کوئی ربط نظر نہ آ رہا تھا۔ دانش منزل پہنچ کر اس نے کار کھلے صحن میں روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ پھر وہ جیسے ہی آپریشن روم میں دخل ہوا بلیک زیر و احترام آٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو۔ صدر کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے“۔ عمران نے سلام دعا کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لجھے میں کما۔

”ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں آئی لیکن آپ کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ معاملات صرف پرمنڈنٹ فیاض کی گشادگی تک محدود نہیں ہیں“۔ بلیک زیر نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لجھے میں کما۔

”ہاں۔ معاملات نے ایک نیارخ اختیار کر لیا ہے“۔ عمران نے کما اور پھر سرسلطان کے پاس جانے۔ وہاں رہتا سے ہونے والی ملاقات اور گریٹ لینڈ کے ہوم سیکریٹی کی طرف سے لکھے گئے خط سمیت سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

”اوہ۔ تو اصل مسئلہ یہ تھا لیکن اس میں پرمنڈنٹ فیاض کی گشادگی کا کیا کردار ہے“۔ بلیک زیر نے کما۔

”اسی بات پر تو میں خود حیران ہو رہا ہوں۔ یہ تو کافی بڑا کیس ہے۔ اس میں سوپر فیاض اور ایک مقامی بدمعاش کا کیا روول ہو سکتا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہے“۔ عمران نے کما اور پھر اس نے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

”صاحب یہاں موجود ہیں“۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”میں عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ کیا بات ہے“۔ عمران نے اس بار اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کما۔

”صاحب جی۔ ابھی فون آیا ہے جس میں کوئی غیر ملکی بول رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ علی عمران کا نمبر ہے جس پر میں نے اس سے پوچھا کہ کون بول رہا ہے تو اس نے کہا کہ عمران صاحب کما ہیں۔ ان سے پرمنڈنٹ فیاض بات کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر میں نے انہیں کہا کہ آپ موجود نہیں ہیں۔ فیاض سے میری بات کراؤ تو اس غیر ملکی نے کہا کہ فیاض صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ میں نے انہیں کہا کہ وہ پانچ منٹ بعد فون کریں۔ میں اس دوران آپ کو تلاش کرتا ہوں جس پر رابطہ ختم ہو گیا۔ اس پر میں نے یہاں فون کیا ہے“۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کما۔

”تم ایسا کرو کہ پیشل روم میں جا کر فون کا رابطہ دانش منزل کے پیشل فون سے کر دو“۔ عمران نے کما۔

”جی صاحب“۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ فیاض غیر ملکیوں کی تحويل میں ہے۔ لیکن

یہ غیر ملکی کون ہو سکتے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تو بعد میں سوچیں گے۔ فی الحال یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ فیاض مجھ سے کیوں رابطہ کرنا چاہتا ہے اور وہ غیر ملکی اس بات پر کیسے آمادہ ہو گئے ہیں کہ مجھ سے اس کا رابطہ کرادیں"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کمیں تو میں آنے والی کال کے منع کو چیک کر لوں"۔
بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ تم جا کر مشین آن کر دو اور کال کے منع کو چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی خاص بات سامنے آجائے"۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو انہ کراس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لیبارٹری کی طرف چاتا تھا پھر تقریباً سات آٹھ منٹ کے وقت کے بعد چیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے رسیور انھا تے ہی سلیمان کی آواز میں کہا۔

"عمران صاحب کا پتہ چلا۔ فیاض صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور عمران فوراً ہی پہچان گیا کہ بولنے والا ایکریمی ہے۔

"ہاں۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ عمران نے سلیمان کے لمحے میں کہا اور رسیور پر ہاتھ رکھ کر چند لمحوں بعد اس نے رسیور سے ہاتھ اٹھایا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) برباد خویش بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے اس بارا پنی اصل آواز میں کہا۔
"عمران میں فیاض بول رہا ہوں"۔۔۔ فیاض کی آواز سنائی دی لیکن اس کا لمحہ اور بات کرنے کا انداز سن کر عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ فیاض کا لمحہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت انتہائی بے بسی اور خوف کے عالم میں بات کر رہا ہے۔

"ارے کیا ہوا تمہیں۔ کہاں غائب ہو گئے تھے۔ تمہاری بیوی نے تو میرا ناک میں دم کر رکھا ہے"۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر چمکتے ہوئے لمحے میں کہا کیونکہ اب اسے معاملے کی کسی حد تک سمجھ آگئی تھی کہ وہ غیر ملکی اپنے کسی مقصد کے لئے فیاض سے زبردستی فون کرا رہا ہے اور عمران کی آواز وہ غیر ملکی بھی سن رہا ہو گا۔ اس لئے عمران نے اس لمحے میں بات کی تھی تاکہ اسے یہ شک نہ پڑے کہ عمران مغلکوں ہو گیا ہے۔

"عمران۔ پلیز میری بات سمجھ دیں"۔۔۔ جو فائل میں نے تمہیں بنک کے لاکر میں رکھنے کے لئے دی تھی وہ اب مجھے چاہئے۔ لیکن میں خود تمہارے پاس نہیں آ سکتا اور اپنا آدمی بھیج رہا ہوں۔ تم یہ فائل لاکر سے نکلا کر اسے دے دو"۔۔۔ فیاض نے کہا لیکن اس کا لمحہ بتا رہا تھا کہ وہ بات کرتے ہوئے سما ہوا ہے اور عمران نے بے اختیار اس انداز میں سرہلا دیا جیسے وہ اب ساری صورت حال کو سمجھ گیا ہو۔ حالانکہ نہ ہی فیاض نے اسے کوئی فائل دی تھی اور نہ ہی فیاض کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس سے ملاقات ہوئی تھی لیکن فیاض کی بات سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے ان غیر ملکیوں کو چکر دے رکھا ہے کہ اس نے کوئی فائل عمران کو دی ہوئی ہے جو اس نے بک لا کر میں رکھی ہوئی ہے۔

”تو اس میں رونے کی کیا بات ہے۔ بھیج دو آدمی۔ میں نے تمہاری فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ البتہ میری فیض اس آدمی کے ہاتھ پر بھجوا دینا۔ ورنہ فائل نہیں دوں گا۔“ — عمران نے کہا۔

”فیض بھی بھجوا دوں گا۔ تم فائل اسے ضرور دے دینا۔“ — دوسری طرف سے فیاض کی آواز سنائی دی لیکن اس بار اس کا لجھ سن کر ہی عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ فیاض کے لجھ میں اس بار زندگی کی لہر موجود تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ فیاض جو کچھ چاہتا تھا وہ عمران نے پورا کر دیا تھا۔

”کہا تو ہے کہ میں نے تمہاری فائل کا اچار تو نہیں ڈالنا۔ مجھے تو اپنی فیض سے غرض ہے۔ پھر کب بھیج رہے ہو آدمی۔“ — عمران نے کہا۔

”جلد ہی پہنچ جائے گا۔“ — فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ رہا۔ اب اسے بلیک زیرو کا انتظار تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو واپس آگیا لیکن اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار تھے۔

”عمران صاحب۔ یہ کال جنوبی ایکریمیا سے کی جا رہی تھی۔“ — بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”جنوبی ایکریمیا سے۔ اتنی دور سے۔ نہیں اتنی دور کی کال اس قدر صاف اور واضح نہیں ہو سکتی۔ یہ کال تو کہیں قریب سے ہی کی جا رہی تھی۔“ — عمران نے کہا۔

”اسی بات نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے۔ مشین کے مطابق کال جنوبی ایکریمیا سے ہو رہی تھی لیکن آواز کی پاور لائنگ شو کرنے والا میزرا بتا رہا تھا کہ کال قریب سے ہو رہی ہے۔“ — بلیک زیرو نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میزرا پر کیا ریڈنگ تھی۔“ — عمران نے ہونٹ بھیپتے ہوئے پوچھا۔

”تھری تھری۔ فور تھری ون۔“ — بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں اس کی فراخ اور صاف پیشانی پر لکھریں ہی ابھر آئی تھیں۔

”دنیا کا نقشہ لے آؤ۔ وہ نقشہ جس میں طول بلد اور عرض بلد کی مکمل گرافنگ دی گئی ہے۔“ — چند لمحوں بعد عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو سرہلا تا ہوا کرسی سے اٹھا اور لا بھر ری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے فون کار سیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس۔“ — رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جوزف۔“ — عمران نے کہا۔

”لیں بس“۔۔۔ جوزف نے یکنہت چوکنا انداز میں کہا۔

”میرے فلیٹ پر جاؤ۔ وہاں کوئی آدمی سوپر فیاض کا نمائندہ بن کر آ رہا ہے۔ جیسے ہی وہ آدمی وہاں پہنچے اسے بے ہوش کر کے یہاں دانش منزل پہنچا دینا۔ جوانا کو ساتھ لے جاؤ۔ وہ باہر کی نگرانی کرے گا۔ اگر اس کا کوئی اور ساتھی ہو تو جوانا اسے بے ہوش کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے گا لیکن اصل آدمی کو تم نے خود دانش منزل پہنچانا ہے۔“۔ عمران نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیں بس“۔۔۔ دوسری طرف سے کما گیا اور عمران نے رسیور رکھا اور ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسیور انھا کراس نے اس پر فریکونسی ایڈ جسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اور“۔۔۔ فریکونسی ایڈ جسٹ کرنے کے بعد اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔ اور“۔۔۔ چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان۔ چونکہ فون یہاں دانش منزل کے ساتھ ڈائریکٹ ہے۔ اس لئے میں نے ٹرانسیور کال کی ہے۔ جوزف اور جوانا کو میں فلیٹ پر بھج رہا ہوں۔ فیاض کسی آدمی کو فلیٹ پر بھجا رہا ہے۔ جوزف اسے بے ہوش کر کے دانش منزل پہنچا دے گا جبکہ جوانا باہر نگرانی کرے گا۔“۔ عمران نے کہا۔

”جی صاحب۔ لیکن فیاض صاحب بخیریت تو ہیں نا۔ اور“۔

سلیمان نے کہا۔

”فی الحال تو زندہ ہے۔ باقی اللہ ہربانی کرے گا لیکن تم اس کے لئے اتنے پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ اور“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ آپ کا اکلوتا فائز ہے اور میں آپ کا اکلوتا باورچی۔ باقی آپ خود بمحض سکتے ہیں۔ اور“۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگھرا وہ نہیں۔ تمہارے حریرہ جات بنتے رہیں گے۔ اور اینڈ ہل“۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسیور آف کر دیا۔ اس دوران بلیک زیرو نقشہ لے کر واپس کری پر آ کر بیٹھ چکا تھا۔ اس نے نقشہ کھولا اور عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”تھری تھری۔ فور تھری دن ہی بتایا تھا ناں تم نے۔“۔ عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ ساؤنڈ ویوز پاور لائسنس میز پر یہی تھا۔“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے قلمدان میں سے ایک پسل اٹھائی اور پھر اس نے نقشے پر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔ پھر کافی دیر کے غور و خوض کے بعد اس نے ایک جگہ دارہ سالگا دیا۔

”میز جو کچھ بتا رہا ہے اس کے مطابق تو یہ کال بہادرستان کے اس جنوپی پہاڑی علاقے سے ہو رہی تھی لیکن مشین تو اسے جنوپی ایکرہ بیٹا رہی ہے۔ آخر یہ کیا چکر ہے۔“۔۔۔ عمران نے کہا لیکن دوسرے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اوہ دیری بیڈ۔ تو یہ ہے اصل معاملہ"۔۔۔ عمران نے اچھلتے ہوئے کہا۔
"کیا ہوا عمران صاحب"۔۔۔ بلیک زیر و نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جو مسئلہ سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اب حل ہوا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے سر سے شنوں کے حساب سے بوجھا اتر گیا ہو۔

"کیا۔ کچھ مجھے بھی تو سمجھائیں"۔۔۔ بلیک زیر و نے حیرت بھرے لمحے میں کہا تو عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے نقشہ بند کر دیا۔

"سر جان آرنلڈ کے انگوں کا مسئلہ تو میں نے تمہیں بتایا تھا اور وزارت سامنس کے سیکریٹری ڈاکٹر بشارت کے مطابق حکومت پاکیشیا اور حکومت گریٹ لینڈ کے ساتھ مل کر ناشان کے قریب ساسک پراجیکٹ قائم کر رہی ہیں۔ اس پراجیکٹ کے ذریعے نہ صرف ہمسایہ ملکوں میں ہونے والی تمام ٹرانسپورٹ کالز کو باقاعدہ مانیٹر کیا جائے گا بلکہ موالی سیاروں کے ذریعے جو فون کالز ہوتی ہیں ان کو بھی مانیٹر کیا جا سکتا تھا۔ اس طرح ہمسایہ ملکوں کے دفاعی راز حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اور ان کے دفاعی نظام پر بھی نظر رکھی جا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی فوجوں کی نقل و حرکت اور ان کی دفاعی اور جارحانہ پالیسی کو بھی چیک کیا جاسکتا ہے اور یہ ساری کارروائی ملکی دفاع کے لئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انتہائی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ لیکن سر جان آرنلڈ ناشان سے انگوں کیا گیا۔ اس کا کیس سنٹرائفیل جس بیورو کو سونپا گیا تو فیاض ایک مقامی بد معاش کے ساتھ ناشان گیا۔ وہاں سے دونوں ہی غائب ہو گئے۔ اب فیاض کی فون کال آئی ہے اور مشین کے مطابق جنوبی ایکریمیا سے کی جا رہی ہے لیکن ساؤنڈ ویوز پاور لائسنس کے مطابق یہ کال بہادرستان کے جنوبی پہاڑی علاقے سے کی جا رہی ہے اور بہادرستان کا یہ جنوبی علاقہ پاکیشیا کے شمال پہاڑی علاقے سے ملحقہ ہے اور کال چیک کرنے والی مشین اسے جنوبی ایکریمیا سے کیا جانا ثابت کرتی ہے۔ جس جگہ سے کال کی جا رہی ہے وہاں ایسی جدید مشینزی نصب ہے جو اس علاقے کی کال کو مواصلاتی سیارے کی مشینزی کو کنشول کرتے ہوئے اسے جنوبی ایکریمیا جتنے فاصلے اور سمت کو ظاہر کر سکتی ہے۔ اگر ساؤنڈ ویوز پاور لائسنس میزراں مشین کے ساتھ مسلک نہ ہوتا تو یقیناً ہم یہی سمجھتے کہ فیاض جنوبی ایکریمیا سے بات کر رہا ہے اور ایسی مشینزی اگر بہادرستان کے اس ویران پہاڑی علاقے میں موجود ہے تو یقیناً وہاں انتہائی جدید ساسک پراجیکٹ خفیہ طور پر پہلے سے موجود ہے اور جس طرح کال کا منع ہونا بھی ایکریمیا ظاہر کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سنٹرائفیڈ ہے پھر فیاض سے پہلے جس غیر ملکی نے بات کی ہے وہ بھی لمحے کے لحاظ سے ایکریمی ہی تھا۔ ان لوگوں کو یقیناً یہ علم ہو گیا ہو گا کہ حکومت گریٹ لینڈ اور حکومت پاکیشیا ناشان میں ساسک پراجیکٹ قائم کرنے والے ہیں تو وہ چونکہ پڑے۔ کیونکہ اس طرح ان

کا پراجیکٹ بھی سامنے آ سکتا تھا۔ سرجان آر نلڈ کے پاس یقیناً اس پراجیکٹ کے بارے میں تفصیلات موجود ہوں گی۔ اس لئے انہوں نے سرجان آر نلڈ کو انگو اکر لیا لیکن اس سے تفصیلات نہ ملیں اور انہیں اطلاع مل گئی کہ یہ کیس سنشل انٹیل جس بیورو کو ریفر کیا گیا ہے اور سوپر فیاض بھی خلاف تفع شاید کسی ثبوت کی وجہ سے صحیح ٹریک پر چل پڑا ہو گا۔ اس لئے اسے بھی انگو اکر لیا گیا۔ سوپر فیاض اپنی زندگی بچانے کی حد تک انتہائی ہوشیار آدمی ہے اس نے یقیناً تشدد اور موت سے بچنے کے لئے کسی فائل کا سارا لے لیا ہو گا کہ اس کے پاس کوئی انتہائی اہم فائل ہے اور اس نے یہ فائل بک لا کر میں میرے ذریعے رکھی ہوئی ہے تاکہ یہ لوگ فائل حاصل کرنے کے لئے مجھ سے رابطہ کریں اور اس طرح مجھے فیاض کے بارے میں علم ہو جائے اور میں کارروائی کر کے فیاض کو ان کی قید سے چھڑوا سکوں۔

عمران نے کما تو بلیک زیرو نے میز کی سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر تھیں کے تاثرات ابھر آئے۔

”مکمال ہے۔ یہ آپ کی ہی ذہانت ہے کہ آپ نے اس قسم کا تجویہ کر لیا جو مجھے سو فیصد درست معلوم ہوتا ہے۔“

بلیک زیرو نے تھیں بھرے لجھے میں کہا۔

”انہی تجویں کے زور پر تو تم سے چیک وصول کرتا ہوں اور اس سے کچھ دال روئی چل جاتی ہے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا کمرے میں تیز سیٹ کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

آواز سنائی دی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ بلیک زیرو نے بھل کی سی تیزی سے میز کے کنارے پر موجود بے شمار ٹہنوں میں سے ایک ٹہن پر لیں کیا تو سامنے دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی جس میں دانش منزل کے گیٹ سے باہر جوزف کی کار موجود تھی اور جوزف اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔

”جوزف اس فیاض کے نمائندے کو لے آیا ہو گا۔“

عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس ٹہن کو آف کر کے اس نے دوسرے ٹہن پر لیے۔ سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب دانش منزل کا جہازی سائز کا گیٹ خود بخود کھلتا نظر آ رہا تھا اور گیٹ کھلتے ہی جوزف کا ریس بیخنا نظر آیا اور دوسرے لمحے اس کی کار دانش منزل میں داخل ہو گئی۔

”اے کہہ دو کہ لے آنے والے کو پیش گیٹ روم میں پہنچا دے۔“

عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر دبایا تو میز کی سائیڈ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح انھوں نے اور اس میں سے ایک چھوٹا سا مائیک باہر آ گیا۔

”جوزف۔ ظاہر بول رہا ہوں۔ جسے تم لے آئے ہو۔ اے پیش گیٹ روم میں پہنچا دو۔“

بلیک زیرو نے اصل لمحے میں کہا اور مائیک کا ٹہن آف کر دیا۔ کار رک چکی تھی اور جوزف کا رکھنے کا عقبی دروازہ کھول کر کسی کو گھیٹ کر باہر نکال رہا تھا۔ عمران کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جب جوزف کا رک سے گھسیئے جانے والے

آدمی کو کاندھے پر لاد کر پیشل گیست روم کی طرف بڑھا تو اس بے ہوش آدمی کا چہرہ سکرین پر نظر آنے لگ گیا۔
”اوہ۔ یہ تو مقامی آدمی ہے“۔۔۔ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لجئے میں کہا۔

”اب انہوں نے بہادرستان سے تو آدمی نہ بھیجا تھا۔ یہیں کسی گروپ سے آدمی بھیج دیا ہو گا“۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور انٹھ کھڑا ہوا۔

”میں اس سے ضروری پوچھ گچھ کر لوں۔ اس دوران اگر پیش فون پر کال آ جائے تو اسے پیشل گیست روم کو ڈائریکٹ کر دیتا“۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیر و نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران جب پیشل گیست روم کے دروازے پر پہنچا تو جوزف باہر آ رہا تھا۔

”نگرانی کا کیا ہوا“۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”جوانا فلیٹ سے باہر تھا۔ یہ اکیلا ہی آیا تھا۔ اس لئے میں نے جوانا کو واپس رانا ہاؤس بھجوادیا پہے“۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم بھی رانا ہاؤس جا سکتے ہو“۔۔۔ عمران نے کہا اور پیشل گیست روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ فرش پر مقامی آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی گردن مخصوص انداز میں شیڈھی نظر آ رہی تھی۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس نے ایک دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو دیوار کا ایک چھوٹا سا حصہ سر کی آواز کے ساتھ ہی ایک طرف ہٹ گیا اور لوہے کے راذز سے بنی ہوئی ایک کری ایک جھٹکے سے باہر آ گئی۔ عمران نے جھک کر اس بے ہوش آدمی کو اٹھا کر اس کری پر بٹھا دیا اور پھر کری کے بازو پر لگے ہوئے ایک بٹن کر پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی کھٹاک کھٹاک کی آواز سے کری کے راذز برآمد ہوئے اور دوسرے لمحے اس آدمی کا جسم راذز میں جکڑا جا چکا تھا۔ عمران نے اس آدمی کے دونوں بازوؤں کو بھی کری کے بازوؤں پر رکھ کر علیحدہ علیحدہ راذز میں جکڑ دیا اور پھر اس نے خلا میں ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبایا تو کری کھسکتی ہوئی آگے بڑھ آئی اور اس کے ساتھ ہی دیوار کا اوہ حصہ برابر ہو گیا۔ کری کے پاپیوں میں باقاعدہ میسے لگے ہوئے تھے۔ عمران نے کری کو گھیٹ کر کمرے کے عین درمیان میں کیا اور پھر خود جا کر وہ دروازے کے قریب رکھی ہوئی ایک کری پر بیٹھ گیا۔ اس کری کے بازو پر مختلف بٹن لگے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک بٹن دبایا تو کری پر بیٹھے ہوئے آدمی کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ یہ جھٹکا اتنا زور دار تھا کہ ایک جھٹکے کے بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راذز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کہما کر رہ گیا۔ اس نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر

حیرت کے ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے اور خوف کے ان تاثرات کو دیکھ کر عمران کامنہ بن گیا کیونکہ یہ تاثرات بتارہ ہے تھے کہ یہ آدمی کوئی تجربہ کا ریکارڈ ایجنسٹ نہیں ہے بلکہ کوئی عام ساغندہ ہے جبکہ عمران نے اسے باقاعدہ تربیت یافتہ ایجنسٹ سمجھتے ہوئے یہ ساری کارروائی کی تھی۔

”کیا نام ہے تمہارا“۔۔۔ عمران نے سرد لبجے میں کہا تو وہ آدمی چونکہ عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”م۔ م۔ میرا نام پار کر ہے۔ م۔ م۔ مگر یہ سب کیا ہے تم کون ہو“۔ پار کرنے انتہائی گھبرائے ہوئے اور خوفزدہ سے لبجے میں کہا۔

”تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے“۔۔۔ عمران نے پوچھا۔ ”لک۔ لک۔ کاؤنٹ گروپ سے۔ میں کاؤنٹ کا اسٹنٹ ہوں“۔۔۔ پار کرنے اسی طرح خوفزدہ سے لبجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ پار کر ایک عام سابد معاش ہے۔

”تمہیں کس نے فلیٹ پر بھیجا تھا“۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”ایکریمیا سے لارڈ کے چیف بیس نے۔ اس نے کہا تھا کہ فلیٹ پر جا کر میں ایک آدمی علی عمران سے ملوں اور اسے دس ہزار روپے دے کر اس سے ایک فائل حاصل کروں اور میں جا کر کموں کے میں سنٹرل انٹلی جس پوروں کے پرشنڈنٹ فیاض کا آدمی ہوں اور پھر فائل حاصل کر کے اسے ایکریمیا کے سفارت خانے کے فرست سینکڑی کو

پہنچا دوں“۔۔۔ پار کرنے جواب دیا۔
”لارڈ کا چیف بیس کون ہے“۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
”جنوبی ایکریمیا کا ایک بڑا گروپ ہے۔ ہمارے گروپ کا بیس کاؤنٹ اس کے لئے کام کرتا ہے۔ کاؤنٹ سنٹرل انٹلی جس کے پرشنڈنٹ فیاض کے ساتھ ناشان گیا ہوا ہے لیکن پھر اس کی وہاں سے کوئی خبر نہیں آئی اس کی عدم موجودگی میں میں بطور چیف کام کرتا ہوں“۔۔۔ پار کرنے جواب دیا۔

”میرا نام علی عمران ہے۔ لیکن اگر میں فائل نہ دوں تو تم کیا کرو گے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں نے کیا کرتا ہے۔ میں لارڈ کو جا کر فون پر اطلاع کر دوں گا“۔۔۔ پار کرنے سادہ سے لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا فون نمبر ہے اور کہاں کا ہے“۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
”جنوبی ایکریمیا کا کوئی علاقہ ہے وکٹوریہ۔ وہاں کا نمبر ہے“۔۔۔ پار کر نے جواب دیا اور ساتھ ہی ایک نمبر بھی بتا دیا۔

”اس نمبر سے پہلے رابطہ نمبر بھی تو ملانا پڑتا ہو گا وہ رابطہ نمبر کیا ہے“۔۔۔ عمران نے کہا اور پار کرنے رابطہ نمبر بھی بتا دیا۔

”دیکھو پار کر۔ تم ایک عام سے آدمی ہو جبکہ یہ حکومتی معاملات کر کر میں ایک آدمی علی عمران سے ملوں اور اسے دس ہزار روپے دے بھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ناوانست طور پر اس خوفناک چکر میں پھنس گئے ہو۔ جس میں تمہیں گولیوں سے بھی اڑایا جا سکتا ہے اور پھانسی پر بھی لٹکایا جا سکتا ہے اور نہ صرف تم بلکہ تمہارے پورے خاندان کا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بھی یہی خر ہو سکتا ہے کیونکہ حکومتیں اپنے معاملات میں بیجہ سفاک ہوتی ہیں اس لئے تمہاری بچت اسی میں ہے کہ تم ہم سے تعاون کرو ورنہ۔۔۔ ” عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”مم۔۔۔ میں تعاون کروں گا۔ اس کمرے کا ماحول ہی مجھے خوفزدہ کر رہا ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بڑا اور لمبا سلسلہ ہے اور میں تو واقعی ایک عام سا آدمی ہوں پلیز تم جس طرح کوئی میں اسی طرح کرنے کے لئے تیار ہوں میری جاں بخشی کر دو۔۔۔ ” پار کرنے کماتو عمران نے انٹھ کر اپنی پشت پر دیوار پر باٹھ رکھا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار وہاں سے سرک گئی۔ اب اندر ایک الماری کی طرح کا ایک خانہ نظر آ رہا تھا اس نے خانے میں سے ایک کارڈ لیں فون انھیا اور پھر وہ فون لئے پار کر کے قریب آگیا۔

”میں نمبر ملا رہا ہوں۔ دوسری طرف سے لارڈ خود بولے گا۔“

” ” نہیں جناب۔ اس کا نائب رابرٹ منفی بات کرے گا۔ اسی نے اسی مجھے ادکام دیئے تھے۔۔۔ ” پار کرنے جواب دیا۔

” تم نے اس سے کہنا ہے کہ عمرن نے دس ہزار روپے وصول کر لئے ہیں اور کہا ہے کہ چونکہ فائل کا نمبر نہیں بتایا گیا اس لئے فائل نہیں مل سکتی۔ اگر وہ پوچھے کہ تم کہاں سے بول رہے ہو تو تم نے کہتا ہے کہ تم فلیٹ سے ہی بول رہے ہو۔۔۔ ” عمران نے پار کر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”نہیک ہے۔ جیسے آپ کہیں گے میں ویسے ہی کروں گا میں آپ سے پورا پورا تعاون کروں گا۔۔۔ ” پار کرنے جواب دیا تو عمران نے رابطہ نمبر پر لیں کر کے پار کر کا بتایا ہوا نمبر پر لیں کر دیا اس کے ساتھ ہی لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا دوسری طرف سے کچھ دیر بعد گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی پھر رسیور انھالیا گیا۔

”یہ۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔ لجہ ایکری ہی تھ۔ میں پاکیشیا سے پار کر بول رہا ہوں جناب۔ رابرٹ منفی سے بات کرائیں۔۔۔ ” پار کرنے کہا۔

”ہولڈ آن کرو۔۔۔ دوسری طرف سے کما گیا۔“

”ہیلو۔ رابرٹ منفی بول رہا ہوں پار کر۔ فائل مل گئی ہے۔۔۔ وہ آواز سنائی دی جو فیاض سے بات کرنے سے پہلے بول رہا تھا۔

” ” نہیں جناب۔ میں فلیٹ پر پہنچا تو وہاں ایک نوجوان موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ اس کا نام عمران ہے میں نے اس سے فائل طلب کی تو اس نے مجھ سے دس ہزار روپے لئے اور پھر کہا کہ مجھے کس نمبر کی فائل چاہئے میں نے اسے بتایا کہ مجھے نمبر کا علم نہیں ہے۔ مجھے تو بس فائل چاہئے تو اس نے کہا کہ اس کے پاس توبتی فائل میں ہیں اس لئے بغیر نمبر کے وہ کیسے فائل دے سکتا ہے چنانچہ میں اب اس کے فلیٹ سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں۔ آپ نمبر بتا دیں تاکہ اس سے فائل لی جاسکے۔۔۔ ” پار کرنے کہا۔

” ” عمران موجود ہے فلیٹ میں۔۔۔ ” دوسری طرف سے کما گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سامنے آجائے گی”۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرِ نے اشبات میں سر ہلا دیا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لیبارٹری کو جاتا تھا کچھ دیر بعد عمران نے پیش فون کا رسیور انھایا اور ایک بار پھر وہی نمبر اور پار کر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کیا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔
”پار کر بول رہا ہوں۔ رابرٹ منی سے بات کرو“۔ عمران نے پار کر کے لبھے میں کہا۔

”ہو لڈ آن کریں“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو رابرٹ منی بول رہا ہوں“۔ چند لمحوں بعد رابرٹ منی کی آواز سنائی دی۔

”پار کر بول رہا ہوں جناب۔ فائل نمبر آپ نے بتانا تھا جناب“۔
عمران نے پار کر کی آواز اور لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہو لڈ آن کرو“۔ رابرٹ منی نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر رابرٹ منی کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو پار کر۔ کیا تم لائن پر ہو“۔ رابرٹ منی کی تیز آواز سنائی دی۔

”لیں سر“۔ عمران نے مودبانہ لبھے میں جواب دیا۔

”فیاض صاحب بات کر رہے ہیں تم رسیور عمران کو دے دو“۔
راابرٹ منی نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”جی ہاں“۔ پار کرنے جواب دیا۔
”پانچ منٹ بعد دوبارہ کال کرنا۔ میں اس دوران نمبر معلوم کر لوں“۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی فون آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما تو کری پر جکڑے ہوئے پار کر کی کنپنی پر مزدی ہوئی انگلی کا ہک پڑا تو پار کر کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ عمران تیزی سے مڑا اس نے کارڈ لیس فون واپس اس خانے میں رکھا اور خانہ بند کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے دروازہ کھولا اور پھر باہر برآمدے میں آکر اس نے دروازہ بند کر کے باہر سے پیش لاک لگایا اور پھر تیز قدم انھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

”کوئی خاص بات معلوم ہوئی“۔ بلیک زیرِ نے احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
”فی الحال تو کوئی خاص بات سامنے نہیں آئی اب میں نے انہیں یہاں سے کال کرنا ہے تم بھی اندر جا کر دوبارہ چینگ میشن آن کرو۔ خاص طور پر ساؤنڈ دیویز پاور میٹر کو چیک کرنا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے“۔ بلیک زیرِ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اور سنو۔ اب چونکہ یہاں سے کال ہونی ہے اس لئے تم نے ایس ایم میشن بھی ساتھ ہی آن کر دینی ہے پھر صحیح صورت حال

"یہ سر"۔۔۔ عمران نے پار کر کے لبھے میں مودبانہ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد عمران نے اپنے اصل لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ میں فیاض بول رہا ہوں۔ فیں تمہیں مل گئی ہے اب تم سرجان آرنلڈ والی فائل اس آدمی کے حوالے کر دو پلیز"۔۔۔ فیاض کی روٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ تو تمہیں سرجان آرنلڈ والی فائل چاہئے لیکن وہ فائل تو میں نے تمہارے کہنے پر پیش لا کر میں رکھ دی تھی اور تمہیں معلوم ہے کہ پیش لا کر صرف صحیح نوبجے سے گیارہ بجے تک کھولے جاتے ہیں اس لئے تم اپنے آدمی کو کہہ دو کہ وہ کل گیارہ بجے آجائے تو میں فائل نکلا کر رکھ لوں گا وہ لے جائے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم فائل ضرور نکلا رکھنا۔ میرے آدمی کو کل فائل بہر حال واپس لٹھنی چاہئے۔ مجھے اس فائل کی انتہائی سخت ضرورت ہے"۔۔۔ فیاض نے کہا۔

"جب مجھے فیں مل گئی ہے تو میں نے کیا کرنا ہے اس سرکاری فائل کا۔ بے فکر رہو تمہارے آدمی کو کل گیارہ بجے فائل مل جائے گی۔ اپنے آدمی سے بات کر لو"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ایک لمحے

کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ بول پڑا۔

"ہیلو پار کر بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے اس بار پار کر کے لبھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پار کر کل گیارہ بجے تم نے عمران سے فائل حاصل کرنی ہے اور پھر جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے تم نے اسی طرح کرنا ہے"۔ اس بار دوسری طرف سے فیاض کی بجائے رابرٹ مرٹن کی آواز سنائی دی۔

"یہ سر"۔۔۔ عمران نے پار کر کے لبھے میں جواب دیا اور دوسری طرف سے رابطہ آف ہوتے ہی عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"عمران صاحب۔ کال اب بھی جنوبی ایکریمیا میں ہی رسیو کی جا رہی ہے لیکن میسر ریڈنگ وہی پہلے جیسی ہی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ایس ایم مشین نے کیا ظاہر کیا ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہی جنوبی ایکریمیا کا علاقہ"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انتہائی جدید ترین مشینزی استعمال ہو رہی ہے۔ اب ایکریمین سفارت خانے کے فرست سیکرٹری سے بات کرنی پڑے گی کہ اس نے فائل کماں بھیجنی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”لیکن اس طرح تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم ان کی راہ پر لگ گئے ہیں۔“— بلیک زیر و نے کہا۔

”میں نے کل گیارہ بجے تک کا وقت اسی لئے لیا ہے تاکہ ہم اس دوران کوئی لا جھ عمل طے کر لیں اور تمہاری بات خھیک ہے اگر فرست سیکرٹری پر فوری ہاتھ ڈال دیا گیا تو یقیناً اس کی اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر فیاض کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔“— عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ یہ جو لوگ بھی ہیں وہ بہر حال سیکرت ایجنسٹ نہیں ہیں اگر وہ سیکرت ایجنسٹ ہوتے تو آپ کا نام سختے ہی وہ کھٹک جاتے۔ پھر وہ ایک عام سے بد معاش کو آپ کے فلیٹ پر فاکل لینے نہ بھیجتے۔ یہ یا تو سائنس دان ہیں یا پھر اس سا سک پر اجیکٹ کے سیکورٹی کے لوگ ہیں۔“— بلیک زیر و نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن اب میرے سامنے اس وقت دو پرائم ہیں ایک تو یہ کہ کیا ہمارا مشن صرف اس سرجان آرنلڈ اور سوپر فیاض کو برآمد کرنا ہے یا ہمیں اس سا سک پر اجیکٹ کو بھی بتاہ کرنا ہے جو ہمارے خیال کے مطابق بہادرستان میں قائم ہے اور دوسری بات یہ کہ یہ بہادرستان والی بات ابھی تک صرف آئیڈے تک ہی محدود ہے ہو سکتا ہے۔ ہمارا آئیڈا یا غلط ہو اس لئے یہ بھی کنفرم کرنا ہے کہ کیا واقعی ایسا سفر بہادرستان میں موجود ہے بھی یا نہیں اور اگر ہے تو کہاں

ہے۔“— عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیر و کوئی جواب دیتا عمران نے پیش فون کی بجائے دوسرے فون کا رسیور انھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے نو سیکرٹری وزارت خارجہ۔“— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراو۔“— عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”یہ سر۔“— دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں۔“— چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ جس پر اجیکٹ کی بات سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت کر رہے تھے ایسا ہی ایک سفر ایکریمیا نے بھی بہادرستان میں پہلے سے قائم کر رکھا ہے اور ایکریمیا نے اس سفر کی وجہ سے ہی گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرست سیکرٹری سرجان آرنلڈ کو انغو کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سنشل اٹھیلی جس کے سپرنڈنٹ فیاض کو بھی انغو کر رکھا ہے۔ میں اب یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سفر پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف کام کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر تو اس سفر سے پاکیشیا کے دفاع کو نقصان ہو رہا ہے تو پھر اس سفر کو بتاہ کر دیا جائے۔ دوسری صورت میں صرف سرجان آرنلڈ اور سوپر فیاض کو ہی برآمد کرائے جانے پر ہی اتفاق کر لیا جائے۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے کہا۔

"یہ تو انتہائی اہم معاملہ ہے کیا واقعی بہادرستان میں ایکریمیا نے ایسا سفر قائم کر رکھا ہے"۔۔۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"سو فیصد تو نہیں کہا جا سکتا لیکن بظاہر ایسا ہی لگتا ہے"۔ عمران نے گول مول ساجواب دیا۔

"عمران بیٹھے۔ صرف اندازے پر معاملہ آگے نہیں بڑھایا جا سکتا تم ایکریمیا اور پاکیشیا کے درمیان تعلقات اور ان کی عہدگیوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ اگر واقعی ایکریمیا نے بہادرستان میں ایسا سفر قائم کر رکھا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس سفر سے وہ لازماً پاکیشیائی دفاع کو بھی مانیز کر رہا ہو گا اور یہ بات ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اور اس میں یقیناً بہادرستانی حکومت بھی ملوث ہو گی حالانکہ بہادرستان کی رویاہ سے لڑائی کے لئے پاکیشیا نے جو کچھ کیا ہے اور جس قدر قربانیاں دی ہیں اور اب تک دے رہا ہے۔ ایسی صورت میں بہادرستانی حکومت کو پاکیشیا کی رضامندی کے بغیر ایسا سفر قائم کئے جانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے تھی یا اگر وہ کسی وجہ سے مجبور تھا تو وہ اس کی اطلاع بہر حال ہمیں ضرور دیتا اور بحیثیت سیکرٹری وزارت خارجہ اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ ایسی کوئی اطلاع اب تک ہمیں نہیں ہوئی اس لئے اس سفر کے خلاف کام تو بہر حال کرنا پڑے گا لیکن اگر وہاں سفر نہ ہوا اور پاکیشیا سیکرت سروس نے کارروائی کر دی تو پھر

بہادرستان کے ساتھ ہمارے تعلقات میں بے شمار چیزوں کیاں پیدا ہو سکتی ہیں اس لئے حتی طور پر یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ وہاں سفر موجود بھی ہے یا نہیں"۔۔۔ سرسلطان نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے سرکاری طور پر یہ طے کر کے مجھے بتائیں کہ اگر وہاں سفر موجود ہو تو ہمارا رد عمل کیا ہونا چاہئے۔ باقی جو کچھ آپ نے کہا ہے میں نے آپ کی بات سمجھ لی ہے میں کارروائی اس انداز میں کروں گا کہ آپ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم کہاں سے بات کر رہے ہو۔ میں تمہیں وہاں فون کروں گا"۔۔۔ سرسلطان نے کہا۔

"دانش منزل سے بات کر رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ "او کے۔ میں سیکرٹری دفاع سیکرٹری وزارت سامنس اور صدر مملکت سے یہ سارا معاملہ ڈسکس کر کے تمہیں فون کرتا ہوں۔ خدا حافظ"۔۔۔ سرسلطان نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"رسلطان کی بات تو درست ہے اگر واقعی وہاں سفر نہ ہوا تو یہن الاقوامی سطح پر معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں"۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا۔

"ویکھو کیا جواب آتا ہے اس کے بعد کوئی حتی لا جھ عمل طے کر لیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس آدمی کیا کرنا ہے جو پیشل گیٹ روم میں ہے"۔۔۔ بلیک وہاں سفر نہ ہوا اور پاکیشیا سیکرت سروس نے کارروائی کر دی تو پھر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

زیرو نے کہا۔

”اے چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ رابٹ مرنی اس سے ہوئی میں بات کرے اور اس کی گشادگی سے وہ مخلوق ہو جائیں گے ویسے اس نے وعدہ تو کر لیا ہے کہ وہ ہم سے تعاون کرے گا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسیور اپنی طرف کھسکایا اور اس کا بٹن آن کر دیا کیونکہ پہلے سے اس پر اس کی اپنی فریکونسی ایڈ جسٹ تھی اس لئے اسے دوبارہ فریکونسی ایڈ جسٹ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

”ہیلو ہیلو۔ عمران کانگ۔ اور۔“— عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ اور۔“— چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان اب فلینٹ کے فون کا رابطہ دانش منزل کے پیش روم سے آف کر دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اور۔“— عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔ اور۔“— دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو عمران نے اور ایندھ آں کہہ کر ٹرانسیور آف کر دیا اور پھر اس نے فون کا رسیور انٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس۔“— رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جوزف۔ کار لے کر دانش منزل آ جاؤ اور جسے لے آئے تھے اسے پیشل گیٹ روم سے انھا کر لے جاؤ۔“— عمران نے کہا۔

”لیں باس۔“— دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی اور عمران نے رسیور رکھا اور کری سے انھوں کھڑا ہوا۔

”جب تک جوزف آئے۔ میں اس پار کر کو مزید سمجھا دوں ہاکہ کل تک کی مددت قائم رہ سکے۔“— عمران نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”لیں سر۔ پوری دنیا میں ساسک سنترز کی سیکورٹی کی ذمہ داری جی آئی جی پر ہے“۔۔۔ والموت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”راہرث منی جی آئی جی کا آدمی ہے“۔۔۔ پیشل سیکرٹری نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ جی آئی جی کے ٹارچر سیل کا چیف ہے لیکن آپ یہ سب اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے“۔۔۔ والموت نے کہا۔

”مجھے بہادرستان سے روپورٹ ملی ہے کہ راہرث منی نے پاکیشیا کے علی عمران سے فون پر رابطہ کیا ہے۔ آپ علی عمران کے بارے میں کچھ جانتے ہیں“۔۔۔ پیشل سیکرٹری نے کہا۔

”جی نہیں۔ مجھے تو اس آدمی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے اور نہ ہم نے پہلے یہ نام سنایا ہے۔ کون ہے یہ“۔۔۔ والموت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے منی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا کا سب سے خطرناک ایجنسٹ سمجھا جاتا ہے اور بہادرستان میں ساسک سنتر پاکیشیا سے خفیہ طور پر بنایا گیا تھا۔ اس سنتر سے پاکیشیا، شوگران، آران اور ارڈرگرد کے اور دوسرے ممالک کو مائنٹر کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر پاکیشیا کو چیک کیا جاتا ہے کیونکہ پاکیشیا ایسی پیش رفت میں بہت تیز جا رہا ہے لیکن تمہارے آدمی نے اس علی عمران پاس ہی ہے ناں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کری پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ پر بڑھا کر سامنے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھالیا۔

”لیں“۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے بار عرب لجھے میں کہا۔

”سر پیشل سیکرٹری بات کرنا چاہتے ہیں“۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کراو بات“۔۔۔ ادھیڑ عمر نے اسی طرح بار عرب لجھے میں کہا۔

”ہیلو باب بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی باوقار آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ والموت بول رہا ہوں“۔۔۔ ادھیڑ عمر نے قدرے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہادرستان میں ساسک پر اجیکٹ کی سیکورٹی آپ کی ایجنسی کے پاس ہی ہے ناں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اگر ایسا ہے بھی سبی تو فکر کی کون سی بات ہے۔ ساسک سنتر تک اول تو کسی کا پہنچنا ہی محال ہے اور اگر کوئی پہنچ بھی جائے تو اس سنتر کو اس انداز میں تغیر کیا گیا ہے کہ اسے کسی بھی صورت کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا اور اگر اس کے باوجود آپ چاہیں تو پھر وہاں سیکورٹی مزید سخت کی جاسکتی ہے۔“— والموت نے جواب دیا۔

”تم پہلے رابرٹ منی سے بات کر کے اس سے تفصیل معلوم کرو کہ اس نے کیوں عمران سے رابطہ کیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ تفصیل جانتا انتہائی ضروری ہے تاکہ اسے پیش نظر رکھ کر آئندہ کا لائچہ عمل تیار کیا جاسکے۔ میں نصف گھنٹے بعد پھر فون کروں گا۔“— پیشل سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ والموت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر میز کی دراز کھولی اور اس میں رکھے ہوئے سرخ رنگ کا کارڈ لیس فون باہر نکلا اور پھر اسے آن کر کے اس نے اس پر نمبر پر لیس کر دیئے۔

”لیں“— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”جی آئی جی چیف بول رہا ہوں“— رابرٹ منی سے بات کراو۔“— والموت نے تحکما نہ لجھے میں کہا۔

”لیں سر“— دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمیلو۔ رابرٹ منی بول رہا ہوں“— چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ لجھے مودبانہ تھا۔

”والموت بول رہا ہوں منی“— والموت نے سخت لجھے میں

سے رابطہ کر کے اس پورے سنتر کو داؤ پر لگادیا ہے۔“ پیشل سیکرٹری نے تمحظی لجھے میں کہا۔

”جناب رابرٹ منی سنتر میں تو نہیں گیا۔ وہاں تو ہمارا سیکورٹی آفیسر مارٹن کام کر رہا ہے اور وہاں کی سیکورٹی کے انتظامات بھی انتہائی محفوظ ہیں۔ رابرٹ منی تو بہادرستان میں واقع ایکریمیا کی ملٹری خفیہ ایجنٹی ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنتر میں گیا ہے جہاں اس نے ایک پاکیشیائی کی زبان کھلوانی ہے۔ اس سنتر کا چیف سرجیس ہے۔ چونکہ وہ پاکیشیائی ساسک سنتر کے سلسلے میں ہی ایم ٹارگٹ نے گرفتار کیا تھا اس لئے سرجیس نے مجھے کوئی ماہر بھیجنے کے لئے کہا اور میں نے رابرٹ منی کو بھیج دیا۔ دیسے بھی سراس ایم ٹارگٹ کے خفیہ سنتر اور ساسک سنتر دونوں میں ایسی خصوصی مشینفری نصب ہے کہ اگر وہاں سے کال کی بھی جائے تو کال کا منع جنوبی ایکریمیا ہی ٹریس ہو گا اس لئے کسی نظرے کا کوئی امکان ہی نہیں رہتا۔“— والموت نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا تو مجھے بھی علم ہے اور پاکیشیائیکرٹ سروس سے ان دونوں سنترز کو خفیہ رکھنے کے لئے یہ سارا سیٹ اپ تیار کیا گیا تھا اور اس سیٹ اپ کے لئے انتہائی جدید ترین اور انتہائی قیمتی مشینفری نصب کی گئی تھی لیکن وہ علی عمران دراصل انسان کم اور شیطان زیادہ ہے۔ اس کا ریکارڈ ہے کہ اس سے جو چیز جتنی خفیہ رکھی جائے وہ اسے اتنا ہی جلد تلاش کر لیتا ہے۔“— پیشل سیکرٹری نے جواب دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کما۔
”لیں بس“— رابرٹ منی نے پہلے کی طرح مودبانہ لجھے میں
کما۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے پاکیشیا کے کسی علی عمران سے فون پر
رابطہ قائم کیا ہے“— والموت نے کما۔

”لیں بس“— رابرٹ منی نے جواب دیتے ہوئے کما۔
”یہ رابطہ کیوں کیا گیا ہے۔ اس کا پس منظر کیا ہے۔ تفصیل سے
بناو“— والموت نے اور زیادہ تحکمانہ لجھے میں کما۔

”باس۔ حکومت ایکریمیا کے ایجنٹوں کو اطلاع ملی تھی کہ حکومت
پاکیشیا حکومت گریٹ لینڈ کے ساتھ مل کر پاکیشیا میں ایک ساسک
پراجیکٹ قائم کرنا چاہتی ہے حالانکہ ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کے
درمیان معاهدہ بھی ہے کہ گریٹ لینڈ ایشیا کے اس علاقے میں کوئی
ساسک پراجیکٹ نہ قائم کرے گا۔ اس اطلاع پر طے کیا گیا کہ اس
ساسک پراجیکٹ کی تفصیلات حاصل کی جائیں کہ یہ کس نائب کا
پراجیکٹ ہے۔ اس سلسلے میں اطلاع ملی کہ ایک ماہر سرجان آرنلڈ کو
پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کا فرست سیکرٹری مقرر کیا گیا
ہے جو بہادرستان سے ملحقہ پاکیشیائی علاقے ناشان کا خفیہ دورہ کر رہا
ہے۔ چنانچہ بہادرستان میں ایم ٹارگٹ ایجنٹی کے چیف سر جمس کو
حکم دیا گیا کہ سرجان آرنلڈ کو وہاں سے اغوا کر کے ایم ٹارگٹ کے
خفیہ ستر لایا جائے اور پھر اس سے معلومات حاصل کی جائیں چنانچہ یہ

کام کر دیا گیا۔ لیکن سرجان آرنلڈ سے پوری انکوارری نہ ہو سکی اور وہ
ہلاک ہو گیا۔ پھر اطلاع ملی کہ سرجان آرنلڈ کا کیس سنفل انٹیلی جس
بیورو کو دیا گیا ہے اور جس مقامی گروپ نے سرجان آرنلڈ کی نگرانی
کی تھی اور اس کے اغوا میں مدد کی تھی۔ سنفل انٹیلی جس کا
سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کے چیف کو ساتھ لے کر ناشان پہنچا ہے جس پر
اس مقامی آدمی کو تو ہلاک کر دیا گیا لیکن اس سپرنٹنڈنٹ کو اغوا کر کر
ایم ٹارگٹ کے خفیہ ستر لایا گیا کہ اس سے یہ معلوم ہو سکے کہ سر
جان آرنلڈ کی تیار کردہ ساسک سنفل کے بارے میں اہم فائل اس نے
کس بندک کے لا کر میں رکھی ہوئی ہے۔ فیاض زبان نہ کھول رہا تھا اس
لنے سر جمس نے آپ کو کال کیا اور آپ نے مجھے یہاں ایم ٹارگٹ
کے خفیہ ستر بھیج دیا۔ میں نے اس فیاض سے معلوم کر لیا کہ اس نے
سرجان آرنلڈ کی فائل اپنے دوست علی عمران کے ذریعے کسی بندک
لا کر میں رکھی ہوئی ہے۔ یہ فائل حاصل کرنا ضروری تھی چنانچہ میں
نے اس فیاض سے عمران کو فون کرایا۔ اس نے فیس مانگی اور فائل
دینے پر آمادگی ظاہر کر دی تو میں نے اس مقامی گروپ کے آدمی کو
عمران کے فلیٹ پر بھیجا۔ وہاں سے اس آدمی نے کہا کہ عمران فائل کا
نمبر طلب کر رہا ہے جس پر میں نے فیاض کی بات عمران سے کرائی۔
فیاض نے اسے بتایا کہ اسے سرجان آرنلڈ والی فائل چاہئے تو اس
عمران نے بتایا کہ وہ فائل پیش لے کر میں ہے اور پیش لے کر صبح نوبجے
سے گیارہ بجے تک کے لئے کھولے جاتے ہیں چنانچہ وہ کل اسے نکلا

رکھے گا۔ اس پر اس آدمی کو میں نے کہہ دیا کہ وہ کل گیارہ بجے عمران سے فائل لے کر ایکریمین سفارت خانے کے فرست سیکرٹری تک پہنچا دے جو اسے پہلے ہیڈ کوارٹر بھیجا اور وہاں سے یہ فائل یہاں بہادرستان بھیج دی جاتی۔ یہ ہے ساری بات”۔ رابرٹ مرنی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ یہ علی عمران کون ہے“۔ والموت نے سرد لبجے میں کہا۔

”فیاض کا دوست ہے۔ فیاض نے بتایا ہے کہ وہ سنترل انٹلی جنس یورو کے ڈائریکٹر جنل کالرکا ہے۔ اس نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے لیکن کوئی کام نہیں کرتا۔ فارغ رہتا ہے اور یہی فیاض ہی اسے فائننس کرتا ہے“۔ رابرٹ مرنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ یہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ بہادرستان کا سامسک سنتر پاکیشیا سے خفیہ رکھا گیا تھا۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے جبکہ تم نے اسے اوپن کر دیا“۔ والموت نے انتہائی تلخ لبجے میں کہا۔

”اوپن کر دیا۔ وہ کیسے باس۔ میں نے تو اسے نہیں بتایا کہ میں بہادرستان سے بات کر رہا ہوں یا فیاض بہادرستان سے بات کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ سامسک سنتر کی طرح ایم ٹارگٹ ایجنٹی کے اس

خفیہ سنتر کا سیٹ اپ ایسا رکھا گیا ہے کہ اگر وہ لوگ کال چیک کریں گے تو انہیں معلوم ہو گا کہ یہ کال جنوبی ایکریمین سے کی جا رہی ہے اب آپ خود سوچیں کہ بہادرستان اور جنوبی ایکریمین میں کتنا فاصلہ ہے۔ جس آدمی کو میں نے فائل لینے بھیجا ہے اسے یہ معلوم نہیں کہ کال بہادرستان سے کی جا رہی ہے۔ اسے کال ایکریمین کے لارڈ گروپ کی طرف سے کی گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ لارڈ گروپ فرضی نام ہے۔ اس کے علاوہ فائل وہ ایکریمین سفارت خانے کے فرست سیکرٹری کو پہنچائے گا اور فرست سیکرٹری کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ فائل بہادرستان بھیجی جائے گی وہ تو اسے ایکریمین میں ہمارے ہیڈ کوارٹر کو بھیجے گا جہاں سے فائل بہادرستان بھیجی جائے گی۔ اس کے علاوہ سامسک سنتر کا تو درمیان میں کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ اب آپ بتائیں کہ اگر وہ خطرناک ایجنٹ ہے بھی تو وہ کس طرح سامسک سنتر کے بارے میں معلوم کرے گا“۔ رابرٹ مرنی نے تلخ لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری وضاحت قابل قبول ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں“۔ والموت نے رابرٹ مرنی کے جواب سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

”باس۔ آپ اعلیٰ حکام کو بتا دیں کہ جی آئی جی کمزور نہیں ہے۔ اگر ان ساری باتوں کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سامسک سنتر کے بارے میں علم ہو جاتا ہے تو پھر کیا ہو گا۔ ہم اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیں۔۔۔ رابرٹ مرنی نے کہا۔
”او کے۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم اپنی کارروائی جاری رکھو۔۔۔“ وموت
نے کہا اور فون آف کر دیا۔

”پیشل سیکرٹری صاحب خواخواہ ہر ایک سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔
ایک پسمندہ ملک کی سکرت سروس ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے۔۔۔“ وموت
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر آدھے گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی<sup>جع اٹھی تو وموت نے رسیور انھال لیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ پیشل
سیکرٹری بات کرنا چاہتے ہیں تو اس نے فوراً بات کرانے کا کہہ دیا۔</sup>
”ہیلو۔۔۔“ دوسری طرف سے پیشل سیکرٹری کی آواز سنائی
دی۔

”لیں سر۔ میں وموت بول رہا ہوں۔۔۔“ وموت نے مودبانہ
لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رابرٹ مرنی سے بات ہوئی ہے۔۔۔“ پیشل سیکرٹری نے
پوچھا۔

”لیں سر۔ میری اس سے تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ آپ بے
فکر رہیں۔ رابرٹ مرنی بیجد ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے بہادرستان سنتر
کو اوپن نہیں کیا۔۔۔“ وموت نے جواب دیا۔

”کیا بات ہوئی ہے۔ تفصیل بتاؤ۔۔۔“ پیشل سیکرٹری نے تیز
لمحے میں کہا تو وموت نے رابرٹ مرنی سے ہونے والی گفتگو دو ہر دی۔

”ہونہ۔ بات تو اس کی ٹھیک ہے لیکن اس کے باوجود اس عمران
کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مجھے چیف سیکرٹری اور دیگر اعلیٰ
حکام سے بات کرنا پڑے گی۔ عمران اگر ایم ٹارگٹ ایجنٹی کے خفیہ
سنتر تک پہنچ گیا تو پھر وہ سا سک سنتر کے بارے میں بھی معلومات
حاصل کر لے گا اور ہم سا سک سنتر کو کسی صورت بھی رسک میں نہیں
ڈال سکتے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا۔۔۔“ پیشل
سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وموت نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”خواخواہ کا خوف۔۔۔“ وموت نے بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر
میز پر رکھی ہوئی فائل کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔
”تقرباً ایک گھنٹے سے چند منٹ پہلے پیشل سیکرٹری کی دوبارہ کال آ
گئی۔

”لیں۔۔۔“ وموت نے مودبانہ لمحے میں کہا۔
”مسٹر و الموت۔ میری اعلیٰ حکام سے تفصیل سے بات ہوئی ہے۔
بہادرستان سا سک سنتر کی سیکورٹی جی آئی جی کے پاس ہی رہے گی لیکن
وہاں کا انچارج ریڈ ایجنٹی کا چیف ایجنٹ جوڑی ہو گا۔ جوڑی کو مکمل
ہدایات دے دی گئی ہیں۔ وہ آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ آپ اسے
بہادرستان سا سک سنتر کے بارے میں بریف بھی کر دیں اور سنتر میں
احکامات بھی بھجوادیں کہ وہ اب جوڑی کے ماتحت کام کریں
گے۔۔۔“ پیشل سیکرٹری نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اس کی کیا ضرورت تھی جناب۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کو جی آئی جی کی کارکردگی پر اعتماد نہیں رہا۔“— والموت نے تنخ لجھے میں کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے والموت۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ عمران کس قدر خوفناک ایجنت ہے۔ جیسے ہی اعلیٰ حکام کے نوٹس میں یہ بات آئی تو وہاں زلزلہ سا آگیا۔ خصوصی طور پر ہنگامی مینگ کال کی گئی اور پھر یہ فیصلہ کیا گیا۔“— پیش سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ والموت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر ساتھ پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں باس۔“— دوسری طرف سے ایک مودبانتہ آواز سنائی دی۔

”رافیل۔ ریڈ ایجنسی کا چیف ایجنت جوڑی مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ جیسے ہی وہ آئے اسے میرے پاس بھجوادینا۔“— والموت نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو والموت چونک پڑا۔

”لیں کم ان۔“— اس نے اوپنجی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوت تھا۔ وہ خاصاً قد آور اور وجیسہ نوجوان تھا۔ فراخ پیشانی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا مالک نوجوان۔

”سر میرا نام جوڑی ہے اور میں ریڈ ایجنسی کا چیف ایجنت ہوں۔“— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا تو والموت اٹھ کھڑا ہوا۔ ”خوش آمدید مشر جوڑی۔ میں آپ کا ہی منتظر تھا۔“— والموت نے کہا اور پھر اس نے مصافحو کر کے جوڑی کو میز کی دوسری طرف پڑی کری پر بیٹھنے کا کہہ دیا۔

”شکریہ جناب۔ میں نے بھی جی آئی جی کی کارکردگی کی بہت تعریفیں سنی ہوئی ہیں لیکن آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہو سکی۔“— جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس کارکردگی کا کیا فائدہ کہ ہم پر اعتماد نہیں کیا جا رہا اور ایک پسمندہ ملک کے ایک معمولی سے ایجنت سے خوفزدہ ہو کر اعلیٰ حکام ریڈ ایجنسی کو حرکت میں لا رہے ہیں۔“— والموت سے نہ رہا گیا تو آخر کار وہ بول ہی پڑا اور اس کی بات سن کر جوڑی بے اختیار مسکرا دیا۔

”جناب۔ جسے آپ پسمندہ ملک کا ایک معمولی سا ایجنت کہہ رہے ہیں وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنت سمجھا جاتا ہے اور شاید آپ کو یقین نہ آئے تو میں بتا دوں کہ اس علی عمران کا نام سنتے ہی اسرائیل، ایکریمیا، یورپ، یونائیٹڈ کارمن کے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا ہے اور نہ صرف حکومتی ایوانوں بلکہ دنیا بھر کی وسیع، منظم اور انتہائی باوسائیں تنظیمیں اس سے اس طرح خوفزدہ رہتی ہیں جیسے آدمی موت سے خوفزدہ رہتا ہے۔ ریڈ ایجنسی کا نکراو اس سے کئی بار ہو چکا ہے۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہماری لا بھری میں اس کی باقاعدہ فائل موجود ہے"۔۔۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا واقعی"۔۔۔ والموت کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے جوڑی کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ سر۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ درست کہہ رہا ہوں"۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ لوگ کیسے اس کا مقابلہ کریں گے۔ آپ تو پہلے ہی اس سے خوفزدہ ہیں"۔۔۔ والموت نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوڑی نہ پڑا۔

"خوفزدہ ہونے والی کوئی بات نہیں۔ ہم ریڈ ایجنٹوں کو ایسے ایجنٹوں سے نہنہ کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے اس لئے ہم ایسے ایجنٹوں کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں اور انہیں شکست بھی دے سکتے ہیں لیکن یہ بات بھی ہماری تربیت کا حصہ ہے کہ ہم مخالف ایجنٹ کو کمزور نہ سمجھیں بلکہ اس کی تمام صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا مقابلہ کریں اور میرا خیال ہے کہ اگر عمران ایکریمیا کی کسی ایجنسی سے خوفزدہ ہو سکتا ہے تو وہ ریڈ ایجنسی ہے"۔۔۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے تو نہ ہے کہ سپر ایجنٹ بلیک ایجنٹ ہوتے ہیں۔ کیا آپ ریڈ ایجنٹ ان سے بھی سپر ہوتے ہیں"۔۔۔ والموت نے کہا۔

"یہ سر۔ بلیک ایجنس کا نمبر ہم سے دوسرا ہوتا ہے۔ اس سے ہی

آپ ریڈ ایجنٹوں کے بارے میں جان سکتے ہیں اور میں چیف ریڈ ایجنٹ ہوں"۔۔۔ جوڑی نے بڑے فخریہ لمحے میں کہا۔

"کیا آپ پاکیشیا جا کر اس عمران کا خاتمه نہیں کر سکتے"۔۔۔ والموت نے کہا۔

"ضرور کر سکتے ہیں۔ یہ کام ہمارے لئے مشکل نہیں ہے۔ لیکن ایسا کام اس وقت کیا جاتا ہے جب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو"۔۔۔ جوڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں"۔۔۔ والموت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے تفصیل بتائیں کہ یہ سارا کیا سلسلہ ہے۔ مجھے تو چیف نے صرف اتنا کہا ہے کہ حکومت ایکریمیا کے بہادرستان میں واقع کسی سائنسی خیہہ پر ایجینٹ کو جس کی سیکورٹی جی آئی جی کے ذمہ ہے پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور اعلیٰ حکام نے یہ طے کیا ہے کہ اب اس پر ایجینٹ کا سیکورٹی انچارج مجھے بنا دیا جائے تاکہ میں اس سنتر کو اس علی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے بچا سکوں اور اس سلسلے میں تفصیل کے لئے مجھے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے"۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

"میں آپ کو شروع سے بتاتا ہوں تاکہ اس سارے سلسلے کا صحیح پس منظر آپ سمجھ سکیں"۔۔۔ والموت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرجان آرنلڈ کے انگو اپھر پرنٹنڈنٹ فیاض کے انوا سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لے کر رابرٹ منی کی بتائی ہوئی پوری تفصیل دو ہرادی۔

"رابرٹ منی کے مطابق عمران اس کال یا اس آدمی کے ذریعے بہادرستان میں واقع ایم ٹارگٹ اینجنسی کے خفیہ سُنتر کو ٹریس نہیں کر سکتا تو پھر ساسک سُنتر کو کیا خطرہ ہے"۔ جوڑی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بہادرستان کے اس سُنتر کے بارے میں علم نہیں ہے تو عمران کو کیسے علم ہو جائے گا"۔ الموت نے منہ بناتے ہوئے ناخوشنگوار سے لجھے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ عمران سُنتر انٹیلی جسپ یورو کے ڈائریکٹر جنل سر عبد الرحمن کا لڑکا ہے اور اس کی پرنسپلٹ فیاض سے بڑی گھری دوستی ہے۔ فیاض کو غائب ہوئے کئی روز ہو گئے ہیں اس لئے لامحالہ عمران کو اس کی گمشدگی کا علم ہو گیا ہو گا۔ ایسی صورت میں فیاض کی کال کو وہ لازماً ٹریس کرنے کی کوشش کرے گا اور وہ واقعی مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اگر فیاض بہادرستان کے ایم ٹارگٹ کے خفیہ سُنتر میں رہا تو عمران لامحالہ وہاں تک پہنچ جائے گا اور پھر اس کے لئے ساسک سُنتر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا اور اسے ٹریس کر لینا مشکل نہ ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ موجودہ صورت میں دونوں سُنترز کو بچانے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ فیاض کو وہاں سے پہلے جنوبی ایکریمیا شفت کر دیں اور پھر وہاں سے اسے اس انداز میں باہر نکالیں کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنوبی ایکریمیا میں قید تھا۔ اس طرح اگر عمران کو کسی قسم کا کوئی شک ہو گا تو دور ہو جائے گا اور اگر ہو سکے تو سرجان آرنلڈ کی لاش کو بھی جنوبی ایکریمیا میں پہنچا دیں اور اس فیاض کو دکھا دیں لیکن اس میں مسئلہ صرف اتنا رہ جائے گا کہ وہ فائل جو عمران کے پاس ہے وہ اس سے کیسے حاصل کی جاسکتی ہے"۔ جوڑی نے کہا تو الموت کے چہرے پر حیرت کے

تاثرات ابھر آئے

”گذ۔ آپ لوگ واقعی بیجہد ہیں ہیں۔ آپ نے جو حل بتایا ہے وہ بے حد شاندار ہے۔ فائل کی آپ فکر نہ کریں۔ فائل بعد میں بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس وقت فوری طور پر تو ساک سنٹر کو خفیہ رکھنے کا پرائبم سامنے ہے اور اس سلسلے میں آپ کی تجویز واقعی شاندار ہے۔“— والموت نے تحسین آمیز لمحے میں کہا تو جوڑی مسکرا دیا۔

”تو پھر آپ رابرٹ مرنی کو ہدایات دے دیں کہ وہ اس پر فوری عملدر آمد شروع کر دے۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ اب مجھے وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں۔“— جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ آپ کی واقعی اب وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ رابرٹ مرنی بیجہد ہیں ہے۔ میں اسے تفصیل سے ہدایات دے دیتا ہوں وہ آسانی سے یہ سارا کام کر لے گا۔“— والموت نے کہا تو جوڑی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے والموت کو سلام کیا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی والموت نے میز کی دراز کھولی اور سرخ رنگ کا کارڈ لیس فون نکال کر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے تاکہ رابرٹ مرنی کو اس بارے میں تفصیلی ہدایات دے سکے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیر و احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو۔ بہادرستان میں سنتر کے بارے میں کوئی اطلاع آئی ہے یا نہیں۔“— عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ابھی تھوڑی دیر پسلے سرسلطان کی کال آئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہاں کی حکومت کو ایسے کسی سائنسی سنتر کا علم نہیں ہے۔“— بلیک زیر و نے جواب دیا۔

”بغیر حکومت کی اجازت کے اتنا بڑا سنتر تو بنایا بھی نہیں جاسکتا۔ آخر اس کی عمارت تیار کی گئی ہو گی۔ اس میں مشینی نصب کی گئی ہو گی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا آئینڈیا غلط ہے۔“— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا کسی سائنسی طریقے سے اسے حقی طور پر ٹریس نہیں کیا جا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سلکا۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ میری سردار سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس مضمون کے ماہرین سے تفصیلی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکیشیا میں ایسی کوئی مشینزی موجود نہیں ہے جو ایسے سنتر کو ٹریس کر سکے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شوگران سے بھی بات کی ہے وہاں البتہ مشینزی موجود ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں خصوصی طور پر چینکنگ کریں گے اور پھر پورٹ دیں گے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ گیارہ بجے اس آدمی پار کر کیا کہیں گے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے فیاض کی جان بچانے کے لئے اور اس معاملے کو ٹریس کرنے کے لئے ایک فائل اپنے طور پر تیار کر لی ہے۔ پار کر فائل لے جائے گا اور پھر ہدایات کے مطابق وہ یہ فائل ایکریمین سفارت خانے کے فرست سیکرٹری کے حوالے کرے گا۔ اس کے بعد اس فرست سیکرٹری کی نگرانی ہو گی کہ وہ یہ فائل کہاں بھیجا ہے۔ اس سلسلے میں بھی میں نے انتظامات کر لئے ہیں۔ اس کے بعد اصل صورت حال سامنے آئے گی۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نجاح اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایک مشٹو۔“ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لمحے میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں صاحب موجود ہیں۔“ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی سکے۔“ عمران نے اس بار اصل لمحے میں کہا۔

”فیاض صاحب کی کال آئی ہے۔ وہ فوری طور پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ پانچ منٹ بعد پھر فون کریں گا کہ اس دوران آپ کو تلاش کر سکوں۔ اس لئے یہاں فون کیا ہے۔“ سلیمان نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”فیاض کی کال۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم فون کا رابطہ دانش منزل کے پیش فون سے ملا دو۔ میں بات کر لوں گا۔“ عمران نے کہا۔

”جی صاحب۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”فیاض نے پھر کال کی ہے۔ تم لیبارٹری جا کر ایک بار پھر چیک کرو۔“ عمران نے بلیک زیرو سے کہا تو وہ سر ہلا تا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھا لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد پیش فون کی گھنٹی نجاح اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”عمران میں فیاض بول رہا ہوں جنوبی ایکریمیا کے دار الحکومت کے

ایرپورٹ سے"--- دوسری طرف سے فیاض کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"جنوبی ایکریمیا کے ایرپورٹ سے۔ کیا مطلب۔ وہ رابرٹ من کہاں ہے اور وہ فالکن وغیرہ"--- عمران نے کہا۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے عمران۔ میں ان کی قید سے رہا ہو گیا ہوں اور اب ایک گھنٹے بعد فلاٹ چلنے والی ہے۔ میں رات کو پاکیشیا پہنچ جاؤں گا اور عمران۔ اب مجھے واقعی حقیقی معنوں میں احساس ہوا ہے کہ تم میرے دوست ہو۔ تم نے واقعی میری زندگی بچالی ہے۔ اگر تم اس فالکن کی حامی نہ بھرتے تو وہ لوگ مجھے اسی لمحے کو مار کر ہلاک کر دیتے۔ میں تمہارا احسان مند ہوں"--- فیاض نے ہرے خلوص بھرے لمحے میں کہا۔

"تم مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم کاؤنٹ کے ساتھ ناشان کیا کرنے کے تھے اور پھر وہاں سے جنوبی ایکریمیا کیسے پہنچ گئے۔ پوری تفصیل بتاؤ"--- عمران نے کہا۔

"وہاں پاکیشیا آ کر بتا دوں گا۔ بڑی لمبی کہانی ہے اور میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں اتنی لمبی کال کامل ادا کر سکوں۔ یہ رقم بھی میرے ایک ہمدرد نے مجھے ادھار دی ہے تو میں پاکیشیا آنے کے قابل ہوا ہوں"--- فیاض نے کہا۔

"تمہاری فلاٹ کس وقت پہنچ گی"--- عمران نے پوچھا۔
"رات گیارہ بجے کا وقت بتایا گیا ہے"--- فیاض نے جواب

دیا۔

"کیا نمبر ہے فلاٹ کا"--- عمران نے پوچھا تو فیاض نے نمبر بتا دیا۔

"اوکے۔ صحیح ہے۔ پھر ملاقات ہو گی"--- عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر حیرت اور تعجب کے تاثرات جیسے جسم ہو کر رہ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"کیا رپورٹ ہے"--- عمران نے پوچھا۔
"کال جنوبی ایکریمیا سے ہی کی جا رہی ہے اور اس بار ساؤنڈ پاور میٹر کی ریڈنگ پسلے سے مختلف ہے"--- بلیک زیرو نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ریڈنگ ہے"--- عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے ریڈنگ بتادی۔

"مجھے بھی فیاض کی پہلی کال اور موجودہ کال کے درمیان آواز کا فرق صاف محسوس ہو رہا تھا"--- عمران نے کہا۔

"اس کا کیا مطلب ہوا۔ میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا"--- بلیک زیرو نے لمحے ہوئے لمحے میں کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ فیاض پسلے واقعی بہادرستان میں تھا لیکن پھر راتوں رات اسے کسی خصوصی چارڑو جیٹ طیارے کے ذریعے جنوبی ایکریمیا پہنچایا گیا اور پھر اسے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت فرار ہوا ہوں"--- فیاض نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کرا دیا گیا۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اس ساری کارروائی کی وجہ“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
”وجہ وہی میرا نام“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”آپ کا نام۔ کیا مطلب“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے پہلے یہ نہیں بتایا تھا کہ رابطہ منی شاید مجھ سے واقف
نہیں ہے اس لئے اسے معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ فیاض کا رابطہ کس
سے کرا رہا ہے لیکن یقیناً اس کی اطلاع ایکریمیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچ
گئی ہو گی اور وہ لوگ مجھ سے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس دونوں سے
اچھی طرح واقف ہیں۔ اگر انہوں نے سرجان آرنلڈ کو انغوکیا ہے تو
لازی بات ہے کہ وہ گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کے اس سائنسی پرائیٹ
کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ بہادرستان میں بہر حال ان کا سفتر موجود
ہے اور مشینزی کی مدد سے بہر حال انہیں بھی یقین ہو گا کہ ہم فیاض کی
کال سے اس ستر کا سراغ نہیں لگاسکتے لیکن اس کے باوجود انہیں وہم
ہو گیا ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی نہ کسی طرح بہادرستان ستر کا
سراغ لگا لے گی۔ چنانچہ انہوں نے گیم کھیلی اور فیاض کو بھی جنوبی
ایکریمیا پہنچا کر رہا کر دیا۔ چنانچہ اب جب فیاض خود بتائے گا کہ وہ
جنوبی ایکریمیا میں تھا تو ظاہر ہے اگر مجھے کسی قسم کا کوئی شک
بہادرستان ستر کے بارے میں تھا تو وہ لامحالہ ختم ہو جائے گا۔ بہر حال
اس سے اور کوئی فائدہ ہونہ ہو اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ فیاض کی زندگی
نچ گئی ہے۔ مجھے سب سے زیادہ اس کی فکر تھی“۔۔۔ عمران نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہا۔

”اب جبکہ فیاض وہاں سے رہا ہو گیا ہے تو ظاہر ہے اب وہ فائل کا
سلسلہ بھی تو ختم ہو گیا۔ اب اس ستر کو کیسے ٹیکس کیا جائے گا“۔ بلیک
زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اب وہ ایکریمیں سفارت خانے کے فرست سیکرٹری کی
نگرانی والی بات تو ختم ہو گئی البتہ اب اس فرست سیکرٹری سے یہ
اگلوانا پڑے گا کہ اسے فائل ملتی تو وہ اسے کہاں بھجواتا اور یہ بھی تو ہو
سکتا ہے کہ اسے بھی مزید ہدایات دی جا چکی ہوں“۔۔۔ عمران نے
کہا اور پھر بات ختم کرتے ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی
سے نمبر دا اکل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکریمیں ا۔۔۔ بھی“۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

”سیکورٹی استنسٹ راحت علی سے بات کرائیں۔ میں اس کا
دوست پرنس بول رہا ہوں“۔۔۔ عمران نے بدلتے ہوئے لمحے میں
کہا۔

”ہولڈ آن کریں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ راحت علی بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

”کیا فون محفوظ ہے راحت علی“۔۔۔ عمران نے اس بار اصل
نچ گئی ہے۔ مجھے سب سے زیادہ اس کی فکر تھی“۔۔۔ عمران نے

”اوہ آپ۔ ایک منٹ“—— دوسری طرف سے کما گیا اور لائے پر خاموشی چھا گئی۔

”ہیلو عمران صاحب“—— تھوڑی دیر بعد راحت علی کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا اب فون محفوظ ہے“—— عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ میں آپ کو خود فون کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔ فرست سیکرٹری آڈھا گھنٹہ پہلے ایک چار ٹریڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا چلے گئے ہیں۔ وہ ایک ماہ کی ہنگامی رخصت پر گئے ہیں۔“ راحت علی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی اس لئے میں نے تمہیں کال کی تھی“—— عمران نے جواب دیا۔

”پھر اب وہ پلانگ تو ختم ہو گئی۔ اب تو یہی ہو سکتا ہے کہ میں باقاعدہ نگرانی کرتا رہوں کہ فائل کس آدمی تک پہنچائی جاتی ہے“—— راحت علی نے کہا۔

”نہیں۔ وہ فائل والا سلسلہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے اب کسی نگرانی کی ضرورت نہیں ہے البتہ تمہارا معاوضہ تمہیں دیے ہی مل جائے گا“—— عمران نے کہا۔

”مہینک یو سر“—— راحت علی کی مرسٹ بھری آواز سنائی دی اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر ٹرانسیویٹر پر فریکو نسی ایڈ جسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں۔ اور“—— عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ اور“—— دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان۔ فون کا رابطہ پیش فون سے ختم کر دو۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اور“—— عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب جی۔ اور“—— سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسیویٹر آف کر دیا۔

”فرست سیکرٹری کو اس انداز میں واپس بلوانے کا تو مطلب یہی ہے کہ آپ کا خیال درست ہے“—— بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں اور اب مجھے اس سنٹر کو خود ٹریس کرنا پڑے گا کیونکہ یہ سنٹر پاکیشیا کے دفع اور سلامتی کے خلاف بہت بڑا خطرہ ہے“ — عمران نے جواب دیا۔

”لیکن آپ اسے کیسے ٹریس کریں گے۔ جب حکومت بہادرستان اس سے لاعلم ہے تو پھر۔۔۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اب اس کا سراغ بہادرستان میں ایکریمین سفارت خانے سے ہی ملے گا اور تو بظاہر کوئی صورت نہیں ہے“—— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جو لیا بول رہی ہوں“—— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
”ایکشو“۔۔۔ عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔
”لیں سر“۔۔۔ جولیا کا الجھہ یکنخت مودبانہ ہو گیا۔

”بہادرستان میں ایکریمیا نے ایک خفیہ سائنسی سٹر قائم کر رکھا
ہے جسے سائنسی زبان میں ساسک سٹریا ساسک پراجیکٹ کہا جاتا ہے
اس سٹر سے پاکیشیا کے دفاعی راز سائنسی طور پر چوری کئے جا رہے
ہیں لیکن یہ سٹر اس قدر خفیہ طور پر قائم کیا گیا ہے کہ اس کا علم
حکومت بہادرستان کو بھی نہیں ہے۔ میں اس کی موجودگی اور اس کے
 محل و قوع کے بارے میں حصی رپورٹ چاہتا ہوں ماکہ پھر وہاں ٹیم
بھیجی جا سکے۔ تم صالح کو ساتھ لے کر بہادرستان جاؤ اور وہاں
ایکریمین سفارت خانے سے اس سٹر کا کلیو لگاؤ۔ ویسے غالب امکان
ہے کہ یہ سٹر بہادرستان کے اس پہاڑی علاقے میں قائم کیا گیا ہو گا جو
پاکیشیا کے سرحدی علاقے ناشان سے ملحقہ ہے۔۔۔ عمران نے
کہا۔

”لیں سر“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”فوری طور پر روانہ ہو جاؤ اور ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے اس
سلسلے میں واضح رپورٹ چاہئے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہم نے صرف سٹر کو ٹریس کرنا ہے یا اس کے خلاف کوئی
کارروائی بھی کرنی ہے“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ میں نے پلے بتا دیا

ہے کہ تم نے اسے ٹریس کرنا ہے۔ اس کے خلاف کام کرنے کے لئے
ٹیم بھیجی جائے گی“۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔
”تو کیا آپ ساتھ نہیں جائیں گے جولیا اور صالح کے“۔۔۔ بلیک
زیرو نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”نہیں۔ میں آج رات فیاض سے مل کر کل ٹائیگر کو ساتھ لے کر
ناشان جاؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ ٹائیگر وہاں کے مقامی مجرموں سے
کوئی نہ کوئی کھونج آسانی سے نکال لے گا“۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”جولیا اور صالح کے ساتھ اگر صدر اور تنوری کو بھی آپ بھیج دیتے
تو میرا خیال ہے بتر رہتا“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ یہ اکیلی جولیا پوری سیکرٹ سروس پر بھاری ہے پھر
صالح بھی اس کے ساتھ ہے۔ اس طرح وہ کھل کر کام کرے گی لیکن
اگر صدر کیپن شکلیل یا تنوری ساتھ ہوا تو پھر وہ پوری طرح ذمہ داری
محسوس نہیں کرتی“۔۔۔ عمران نے کہا اور کری سے اٹھ کھڑا ہوا۔
بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران مذکر تیز تیز قدم اٹھا تا
آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کر جلدی سے ڈگی کھول دی اور دربان نے اندر موجود جولیا اور صالحہ کے دو بڑے بڑے بیگ انھا لئے جولیا نے میکسی ڈرائیور کو مل کی ہیمنٹ کی اور پھر وہ دونوں مین گیٹ کی طرف بڑھ گئیں۔ ہوٹل کا ہال انتہائی جدید اور شاندار انداز میں سجا ہوا تھا اور کاؤنٹر بھی بیحدہ سمع و عرض تھا۔ وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئیں اور چند لمحوں بعد انہیں چوتھی منزل پر دو کمرے مل گئے اور وہ دونوں لفت کے ذریعے چوتھی منزل کے کمروں میں پہنچ گئیں۔

”تم اپنے کمرے میں سامان رکھوا کر میرے پاس آ جاؤ۔“ جولیا نے صالحہ سے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد صالحہ اس کے کمرے میں پہنچ گئی۔

”ہاں اب چتاً کس طرح کام کرنا ہے۔“ صالحہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”چیف نے ایک لائن آف ایکشن تو دی ہے کہ کلیو یہاں کے ایکریمین سفارت خانے سے ملے گا۔ اب سوچنا یہ ہے کہ وہاں سے کلیو کیسے حاصل کیا جائے۔ ظاہر ہے اب ہم جا کر انکو اڑی کرنے سے تو رہے۔“ جولیا نے کہا اور صالحہ بے انتیار کھل کھا کر پڑی۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن ہمیں بہترال پکج نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔ اب یہاں بیٹھ کر گئیں ہانکے سے تو کلیو نہیں مل سکتا۔“ صالحہ نے بہتے ہوئے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اس نے رسیور انھایا اور دنبر پریس کر دیئے۔ یہ سروس روم کے نمبر دربان کار کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ میکسی ڈرائیور نے نیچے اتر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بہادرستان کے دارالحکومت میں واقع ہوٹل آشان نیا تعمیر کیا گیا تھا اور سولیات اور شینڈرڈ کے لحاظ سے وہ کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے ہوٹل سے کسی طرح بھی کم نہ تھا۔ بارہ منزلہ شاندار عمارت کا طرز تعمیر انتہائی انوکھا، شاندار اور دلکش تھا۔ میکسی ہوٹل کے کپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر سیدھی اس کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ میکسی کی عقیبی سیٹ پر جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں وہ پاکیشیا سے ابھی بہادرستان پہنچی تھیں اور ایئر پورٹ سے سیدھی اس ہوٹل میں آئی تھیں۔ مین گیٹ کے سامنے جا کر جیسے ہی میکسی رکی وہاں موجود دو باوردی سرخ و سفید رنگ اور اونچے لمبے قد کے دربان تیزی سے آگے بڑھے اور ان میں سے ایک نے جلدی سے عقیبی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ جولیا اور اس کے پیچے صالحہ بھی نیچے اتر آئی جبکہ دوسرا دربان کار کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ میکسی ڈرائیور نے نیچے اتر

تھے جو انہیں پہلے ہی بتا دیئے گئے تھے۔
”سروس روم“—— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”دوہات کافی بھجواد تجھے“—— جولیا نے اپنے کمرے کا نمبر بتاتے ہوئے کہا۔ اسے منزل بتانے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ ہر منزل کے لئے علیحدہ سروس روم بنایا گیا تھا۔

”لیں مس“—— دوسری طرف سے کہا گیا اور جولیا نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔
”پہلے کافی پی لیں پھر سوچیں گے“—— جولیا نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس ہوٹل کے ہال میں تو میں نے ایکریمی ہی بھرے ہوئے دیکھے ہیں ہو سکتا ہے کہ ایکریمین سفارت خانے کے لوگ بھی یہاں آتے ہوں“—— صالحہ نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

”اوہ گذ آئیڈیا۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے“—— جولیا نے کہا لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”لیں کم ان“—— جولیا نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک دیشاندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ٹڑے تھی جس میں ہات کافی کا سامان موجود تھا اس نے ہوٹل کے ہاتھ میں ہات کافی کے برتن ان دونوں کے درمیان موجود بیز پر رکھے تو جولیا نے جیکٹ کی جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر دیشاندر کے ہاتھ میں دے دیا تو دیشاندر کے چہرے پر یکخت انتہائی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سرت کے تماڑات پھیل گئے۔ شاید یہ ٹپ اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھی اس لئے وہ خاصا خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے نوٹ کو جیب میں رکھتے ہوئے بڑے مہذبانہ انداز میں جولیا کا شکریہ ادا کیا۔

”کیا یہاں ایکریمین سفارت خانے کے لوگ بھی آتے ہیں“—— جولیا نے بڑے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

”لیں مس۔ سفارت خانے کے سب لوگ ہمارے ہوٹل ہی آتے ہیں حتیٰ کہ محترم سفیر صاحب بھی تشریف لاتے ہیں اور سفارت خانے کی طرف سے تمام پارٹیاں بھی ہمارے ہوٹل میں ہی دی جاتی ہیں“—— بیرے نے بڑے مہذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے یہاں سے ایکریمیا جانا ہے اس لئے پوچھ رہی تھی اگر کوئی ایسی ٹپ مل جائے جس سے ہمارا کام آسان ہو جائے تو۔۔۔“ جولیا نے کہا اور جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر بیرے کی طرف بڑھا دیا۔
”شکریہ مس۔ لیکن آپ کس کام کی بات کر رہی ہیں“—— بیرے نے سرت بھرے لجھے میں پوچھا۔

”کسی بھی قسم کا کام ہو سکتا ہے“—— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس یہ لوگ بہت روکھے پھیکے سے ہوتے ہیں سلام کرو تو جواب تک نہیں دیتے ہم مقامی لوگوں کے ساتھ تو ان کا رویہ کچھ زیادہ دوستانہ بھی نہیں ہوتا لیکن ہمارے ہوٹل کی استفت میں بھر مس گریٹا

کے ساتھ سب کے بے حد گھرے تعلقات ہیں اور مس گریٹا انتہائی
ملخارڑی ہے تھوڑی سی خدمت پر ہی خوش ہو جاتی ہے آپ کے ہر
قسم کے کام مس گریٹا کی معرفت آسانی سے ہو سکتے ہیں اگر حکم دیں تو
میں اسے کہہ دوں کہ وہ آپ سے مل لے"۔ بیرے نے جواب
دیا۔

"کیا اس وقت مس گریٹا ڈیوٹی پر ہیں؟"۔ جولیا نے کہا۔

"لیں مس۔ ویسے ایک گھنٹے بعد شفت تبدیل ہونے والی ہے"۔
بیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس گریٹا کی رہائش کماں ہے ہم ان سے ان کی رہائش گاہ پر ملنا
زیادہ پسند کریں گی تاکہ ان سے تفصیلی بات ہو سکے"۔ جولیا نے
کہا۔

"مس گریٹا کی رہائش یہاں سے قریب ہی ایک پلازا میں ہے وہ
بھی اس ہوٹل کی ہی ملکیت ہے آشان پلازا۔ یہاں کا سارا بڑا شاف
وہیں رہتا ہے۔ پہلی اور دوسری منزل شاف کے لئے مخصوص ہے جبکہ
باقی آٹھ منزلوں پر دوسرے لوگ رہتے ہیں مس گریٹا کے فلیٹ کا نمبر
بارہ ہے۔ پہلی منزل پر ہے"۔ بیرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ لیکن تم نے مس گریٹا سے کچھ نہیں کہنا۔ ہم خود ہی ان
سے مل کر بات کر لیں گی"۔ جولیا نے کہا۔

"لیں مس"۔ بیرے نے جواب دیا اور مژکر تیز تیز قدم اٹھاتا
کمرے سے باہر چلا گیا اس دوران صالح نے ہاٹ کافی کی دو پالیاں تیار

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کر لی تھیں اس لئے وہ دونوں کافی سپ کرنے لگیں۔

"یہ مس گریٹا کام دے جائے گی"۔ صالح نے کہا۔

"اگر خود نہ دے سکی تو کوئی نہ کوئی شپ بہرحال اس سے مل جائے گی"۔ جولیا نے جواب دیا اور صالح نے اثبات میں سر بلادیا۔ پھر
ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دونوں ہوٹل سے نکلیں اور پیدل چلتی ہوئی آشان
پلازا کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ آشان پلازا کی عالیشان پینڈنگ انہیں
ہوٹل سے نکلتے ہی نظر آگئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ نمبر یارہ کے
سامنے موجود تھیں پلازا انتہائی شاندار اور وسیع تھا فلیٹ اپنی ساخت
کے لحاظ سے لگڑھی بنائے گئے تھے اور فلیٹ کے دروازے کی ساخت
بتابی تھی کہ فلیٹس ساؤنڈ پروف ہیں۔

"حریت ہے کہ بہادرستان میں ایسے رہائش پلازا بنائے گئے
ہیں"۔ صالح نے حریت بھرے لبھے میں کہا تو جولیا بے اختیار
مکرا دی۔

"کسی قوم پر یلغار اسی طرح کی جاتی ہے کہ اسے آسائشوں کا عادی
بنادیا جائے"۔ جولیا نے مکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے کال بتل کے ٹھنپ پر انگلی رکھ دی۔

"کون ہے باہر"۔ ڈور فون سے ایک نسوانی آواز سنائی دی
لبھے سے معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والی نوجوان خاتون ہے۔

"ہم آپ کے لئے اجنبی ہیں لیکن آپ ہمارے لئے اجنبی نہیں
ہیں مس گریٹا"۔ جولیا نے جواب دیا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا

اور دروازے پر ایک نوجوان ایکریمین لڑکی گھریلو لباس میں کھڑی نظر آنے لگی۔ وہ حیرت بھری نظروں سے جولیا اور صالحہ کو دیکھ رہی تھی۔
”کیا آپ ہمیں اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گی؟“— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ سوری۔ دراصل حیرت کی وجہ سے میں سن سی ہو گئی تھی آئیے تشریف لائیے۔“— لڑکی نے قدرے شرمندہ سے لبجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئی۔ جولیا اور صالحہ دونوں اندر داخل ہوئیں تو گریٹا نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ ان دونوں کو انتہائی شاندار انداز میں بجے ہوئے ڈرائیک روم میں لے آئی۔
”بہت شاندار فلیٹ ہے۔“— جولیا نے کہا تو گریٹا بے اختیار

”آپ مجھے سوئس لگتی ہیں جبکہ آپ کی ساتھی شاید۔“— ”گریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان کا تعلق کافرستان سے ہے۔ ان کا نام صالحہ ہے اور میں واقعی سوئس ہوں۔ میرا نام جولیا ہے۔“— جولیا نے باقاعدہ تعارف کرتے ہوئے کہا تو گریٹا نے بڑے گرجو شانہ انداز میں ان سے مصافی کیا۔

”پہلے یہ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گی؟“— گریٹا نے کہا۔

”کچھ نہیں۔ ہم ابھی ہوٹل سے ہی سیدھی آرہی ہیں ہوٹل آشان سے۔ جہاں آپ استنسٹ مینجر ہیں ہم آج ہی بہادرستان پہنچیں گے۔“

ہیں۔“— جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ اچھا تو آپ ہمارے ہی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہیں لیکن آپ کو میرا پتہ کس نے دیا ہے اور آپ کی یہاں تشریف آوری کا کیا مقصد ہے۔ آپ نے اگر کوئی بات کرنی تھی تو آپ ہوٹل میں بھی کر سکتی تھیں۔ آپ ہماری مغزز مسمان ہیں میں خود آپ کے کمرے میں حاضر ہو جاتی۔“— گریٹا نے کہا۔

”اسی ٹکف سے بچنے کے لئے ہم نے ہوٹل میں ملاقات نہیں کی۔ آپ کے بارے میں ہمیں ہوٹل کے ہی ایک آدمی سے معلوم ہوا ہے۔ ہمارا مسئلہ ایکریمین سفارت خانے سے متعلق ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ ہمارا مسئلہ حل کر سکتی ہیں۔ ہم اس کے لئے باقاعدہ معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔“— جولیا نے کہا تو گریٹا کے چہرے پر یکخت اطمینان کے تاثرات ابھر آئے جیسے وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو گئی ہو ورنہ پہلے اس کے چہرے اور آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں نظر نہ آتے تھے۔

”اوہ۔ معاوضے کی کوئی بات نہیں آپ اب میرے پاس چل کر آہی گئی ہیں تو میری مسمان ہیں اب آپ کا مسئلہ حل کرنا تو مجھ پر فرض ہو گیا ہے۔ آپ بتائیں مسئلہ کیا ہے۔“— گریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس گریٹا۔ یہاں بہادرستان میں حکومت ایکریمیا کا ایک خفیہ سائنسی پرائیکٹ کام کر رہا ہے اس پرائیکٹ میں مس صالحہ کا بھائی کام

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کرتا ہے پسلے وہ فون بھی کرتا رہتا تھا اور خط بھی بھیجتا رہتا تھا لیکن اب پچھلے چار پانچ ماہ سے نہ اس کا کوئی فون آیا ہے اور نہ ہی کوئی خط آیا ہے۔ مس صالحہ اپنے بھائی کے لئے سخت پریشان ہیں وہ پر اجیکٹ نے ساسک سنتر کما جاتا ہے انتہائی خفیہ ہے اس لئے جب مس صالحہ نے حکومت بہادرستان سے اس مسئلے میں رجوع کیا تو حکومت بہادرستان کی طرف سے انہیں جواب ملا کہ ایسا کوئی پر اجیکٹ بہادرستان میں موجود ہی نہیں ہے اب یہ اور زیادہ پریشان ہو گئی ہیں کہ اسے کہاں تلاش کریں۔ میں نے انہیں مشورہ دیا ہے کہ لا محلہ بہادرستان میں ایکریمین سفارت خانے کے کسی نہ کسی آدمی کو اس بارے میں ضرور علم ہو گا اور چونکہ وہ ہمیں تو نہیں بتا سکتا اس لئے ہم آپ کے پاس آئی ہیں کہ آپ کسی نہ کسی طرح اس سنتر کا پتہ معلوم کر دیں تاکہ صالحہ وہاں اپنے بھائی سے رابطہ کر سکے یا کم از کم یہ تو معلوم ہو سکے کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ جو لیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی اندر ونی جیب سے نوٹوں کی گذی نکالی اور اسے درمیانی میز پر رکھ دیا۔ یہ بھاری مالیت کے ڈالروں کی گذی تھی۔ گریٹا کی نظریں اس طرح نوٹوں سے چپک گئیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

”یہ گذی آپ کی ہو سکتی ہے بشرطیکہ آپ ہمارے ساتھ مکمل تعاون کریں۔“ جو لیا نے کہا اور گذی دوبارہ انھا کر اس نے جیکٹ کی اندر ونی جیب میں رکھ لی۔

”م۔ م۔ مگر یہ کام کون کر سکتا ہے۔ سفارت خانے میں کون ایسا ہے جو جانتا ہو گا۔ اب میں دیسے تو کسی سے پوچھنے سے رہی کیونکہ جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو یہ ناپ سیکرٹ ہو گا۔“ گریٹا نے بوکھارے ہوئے لمحے میں کہا۔

”یہ سوچنا آپ کا کام ہے لیکن یہ بتا دوں کہ کسی عام آدمی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہو گا یقیناً فرست سیکرٹری یا زیادہ سے زیادہ سیکنڈ سیکرٹری کی سطح کے آدمی کو اس کا علم ہو سکتا ہے۔“ جو لیا نے کہا۔

”سیکنڈ سیکرٹری گلبرٹ تو میرا بہترن دوست ہے اور وہ یہاں ہے بھی طویل عرصے سے لیکن وہ تو انتہائی لاچی آدمی ہے اگر اسے معلوم بھی ہو گا تو وہ یقیناً بھاری معاوضہ لئے بغیر ہرگز نہیں بتائے گا۔“ گریٹا نے کہا تو جو لیا بے اختیار مسکرا دی۔

”معاوضے کی بات آپ چھوڑیں۔ کیا آپ گلبرٹ کو یہاں ابھی بلوا سکتی ہیں۔ یہاں فلیٹ میں۔ ہم اس سے خود سودا کر لیں گی البتہ آپ کا معاوضہ آپ کو دیسے ہی مل جائے گا۔“ جو لیا نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ تو ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ وہ تو سر کے مل چل کر آ جائے گا لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اسے اس بارے میں معلوم ہو۔“ گریٹا نے کہا۔

”اے معلوم نہ ہو گا تو وہ تمہیں کوئی نہ کوئی شپ بہر حال دے دے گا۔ ایسی صورت میں بھی آپ کا معاوضہ بہر حال آپ کو مل جائے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گا۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر میں اسے بلا تی ہوں“۔۔۔ گریٹا نے کہا اور ایک طرف پڑا ہوا فون اٹھا کر اس نے سامنے والی میز پر رکھ دیا۔

”ایک منٹ۔ اسے ہرگز تم یہ نہیں بتاؤ گی کہ ہم یہاں موجود ہیں۔ کیونکہ سفارت خانے کے لوگ اجنیوں سے بے حد محتاط رہتے ہیں۔ آپ اپنے طور پر کوئی بھی بہانہ بنائے کر اسے بلا لیں“۔۔۔ جولیا نے فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھے گئی ہوں“۔۔۔ گریٹا نے اشات میں سرہلاتے ہوئے کہا تو جولیا نے فون سے ہاتھ ہٹالیا۔ گریٹا نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ جولیا نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر فون لاڈر کا بٹن پر لیس کر دیا تو گریٹا نے اشات میں سرہلا دیا۔

”ایکریمین اے۔ مبسمی“۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”سیکنڈ سیکنڈ مسٹر گلبرٹ سے بات کرائیں میں ان کی دوست گریٹا بول رہی ہوں“۔۔۔ گریٹا نے کہا۔

”وہ اپنی رہائش گاہ پر موجود ہیں۔ آپ وہاں براہ راست فون کر لیں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہاں کا نمبر دے دیں“۔۔۔ گریٹا نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ گریٹا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر

اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”لیں“۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لمحہ بتارہ تھا کہ وہ کوئی ملازم ہے۔

”گلبرٹ سے بات کرو۔ میں ان کی دوست گریٹا بول رہی ہوں۔ ہوش آشان کی استفتہ میں بھر گریٹا“۔۔۔ گریٹا نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں مس“۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”مہیلو“۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”گلبرٹ۔ میں گریٹا بول رہی ہوں“۔۔۔ گریٹا نے بے تکلفانہ لمحے میں کہا۔

”اوہ تم۔ آج کیسے فون کیا۔ خیریت ہے“۔۔۔ دوسری طرف سے بھی انتہائی بے تکلفانہ لمحے میں کہا گیا لیکن لمحے میں حیرت کا عصر نمایاں تھا۔

”ایک ماہ ہو گیا ہے تم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ آج جب میں اپنے فلیٹ میں آئی تو الہم دیکھ رہی تھی کہ تمہاری تصویر نظر آگئی بس کچھ نہ پوچھو۔ کیا دل کی حالت ہوئی۔ میں نے فوراً رسیور اٹھایا۔ تم تو مجھے بھول ہی گئے ہو جکہ دیکھو کہ میں تمہارے لئے کس طرح ترب

رہی ہوں“۔۔۔ گریٹا نے بات کرتے ہوئے جولیا اور صالحہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا اور صالحہ دونوں بھی مسکرا دیں۔

”اوہ ڈیر۔ تم بھلا بھلانے والی چیز ہو۔ میں دراصل ایک انتہائی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ضروری کام سے ایکریمیا جھٹی پر چلا گیا تھا کل واپسی ہوئی ہے اور ابھی فارغ ہو کر رہائش گاہ پر آیا تھا اور میں سوچ ربا تھا کہ تم سے فوری طور پر ملاقات کس طرح ہو سکتی ہے کہ تمہاری کال آگئی۔ گلبرٹ نے جواب دیا اور جولیا اور صالحہ دونوں اس کے لیے سمجھے ہے تھی سمجھے گئیں کہ وہ واقعی ماہر شکاری ہے۔ عورتوں کا ذکار ہے۔

"اے ہی تو کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ پھر آجائو پلیز۔ اب تو تمہارے بغیر کسی صورت بھی وقت نہیں گزرے گا۔" گریٹانے بڑے رومانسک سے لجھے میں کہا۔ "لیکن کماں۔ کیا ہو میں آجائوں۔" گلبرٹ نے بے چین سے لجھے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ یہاں میرے فلیٹ میں۔ لگڑی فلیٹ ہے۔ تمہیں یقیناً پسند آئے گا۔ آشان پلازا کا فلیٹ نمبر بارہ۔ فرسٹ سٹوری۔" گریٹانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوے کے۔ میں آ رہا ہوں۔ بس ابھی پانچ منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور گریٹانے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اوہ ابھی آ جائے گا۔ میں نے کہا تھا کہ وہ سر کے بل چل کر آئے گا۔ لیکن اب آپ اس سے کیا بات کریں گی۔ وہ بڑا ہوشیار اور شاطر آدمی ہے۔" گریٹانے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جب دولت اسے نظر آئے گی تو پھر وہ خود ہی سب

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کچھ بتا دے گا اور ہم نے بھی صرف اس سے معلومات ہی لینی ہیں اور کیا کہنا ہے۔" جولیا نے جواب دیا۔

"میری رقم تو مجھے دے دو۔" گریٹانے بے چین سے لجھے میں کہا۔

"وہ بھی مل جائے گی۔ جب ہم نے وعدہ کر لیا ہے تو وعدہ نبھائیں گے بھی سی۔" جولیا نے کہا اور گریٹانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد کال بیل بننے کی آواز سنائی دی تو گریٹانے انٹھ کر دیوار میں لگے ہوئے ہک سے لٹکا ہوا رسیور نکلا اور اس کا بٹن پر لیس کر دیا۔

"کون ہے۔" گریٹانے کہا۔

"گلبرٹ ہوں ڈیر۔" رسیور سے ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"اوے کے۔" گریٹانے کہا اور رسیور واپس ہک میں لٹکا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جولیا اور صالحہ وہیں بیٹھی رہیں۔ چند لمحوں بعد گریٹانے کے ساتھ ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ اندر آتے ہی جولیا اور صالحہ کو دیکھ کر بے اختیار ٹھنک کر رک گیا۔

"اوے۔ او۔ یہ میری فرینڈز ہیں۔ او۔" گریٹانے اسے بازو

سے پکڑ کر اندر لے آتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لجھے میں کہا۔

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ تم یہاں اکیلی ہو۔" گلبرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر ہلکی سی تشویش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"میرا نام جولیانا ہے مسٹر گلبرٹ اور یہ میری فرینڈ ہے صالح۔ اس کا تعلق کافرستان سے ہے"۔۔۔ جولیانے انٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا نام گلبرٹ ہے اور میں گریٹا کا دوست ہوں"۔۔۔ گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصالحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سوری۔ ہم دونوں کو الرجی ہے اس لئے ہم مصالحہ نہیں کر سکتیں۔ تشریف رکھیے"۔۔۔ جولیانے کہا تو گلبرٹ نے ہونٹ بخینچتے ہوئے ایک جھٹکے سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کے چہرے پر یکخت انتہائی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھے اجازت دو گریٹا میری طبیعت نہیں نہیں ہے۔ پھر ملاقات ہو گی"۔۔۔ گلبرٹ نے گریٹا سے مخاطب ہو کر کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"ایک منٹ مسٹر گلبرٹ"۔۔۔ جولیانے کہا تو گلبرٹ تیزی سے مڑا تو جولیا کے اشارے پر صالح نے اپنی جیکٹ کی اندر ورنی جیب سے انتہائی بھاری مالیت کے ڈالروں کی دو گذیاں نکالیں اور جولیا کے ہاتھ میں دے دیں۔

"مسٹر گلبرٹ۔ یہ دونوں گذیاں آپ کی ہو سکتی ہیں بشرطیکہ آپ مجھے ایک معمولی سی بات بتا دیں اور یہ بھی بتا دوں کہ آپ کا نام کبھی اور کہیں بھی سامنے نہیں آئے گا"۔۔۔ جولیانے کہا تو گلبرٹ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ لیکن جولیانے دیکھ لیا

تھا کہ بھاری مالیت کے نوٹوں کی گذیاں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک آگئی تھی۔

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتی ہیں"۔۔۔ گلبرٹ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ ہم آپ سے صرف چند منٹ لیں گی اور یہ بھی آپ کی مرضی ہے کہ آپ کچھ بتائیں یا نہ بتائیں۔ یہ تو صرف ایک سودا ہے"۔۔۔ جولیانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بینھو گلبرٹ پلیز"۔۔۔ گریٹا نے بھی منت بھرے لمحے میں کہا تو گلبرٹ ایک طویل سانس لے کر کری پر بینھ گیا۔ جولیانے نوٹوں کی گذیاں اس کے سامنے رکھ دیں۔

"مسٹر گلبرٹ۔ میری فرینڈ صالح کا بھائی یہاں بہادرستان میں ایکریمیا کے سامنے سفر میں کام کرتا ہے"۔۔۔ جولیانے گلبرٹ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ سامنے سفر"۔۔۔ گلبرٹ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہا۔ اسے سامنے سفر ہی کہا جاتا ہے۔ اب یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ سامنے سفر کیا ہوتا ہے بہر حال یہی اس کا نام ہے گذشتہ کئی ماہ سے صالح کے بھائی کا نہ ہی فون آیا ہے اور نہ خط جس سے ظاہر ہے قدرتی طور پر صالح کو بیجد تشویش ہوئی ہے۔ میں سیاحت کی غرض سے کافرستان گئی ہوئی تھی۔ دیسے میرا تعلق سو ٹکرزاں نہ ہے۔"

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کافرستان میں میری صالح سے گھری دوستی ہو گئی جب اس نے مجھے اپنی پریشانی بتائی تو میں نے حکومت بہادرستان کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا لیکن مجھے بیجید حیرت ہوئی کہ حکومت بہادرستان نے ایسے کسی سفر کے وجود سے ہی سرے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ سفر بہر حال یہاں موجود ہے۔ چنانچہ اس کی تلاش میں ہم دونوں آج ہی کافرستان سے یہاں پہنچی ہیں۔ ہم ہوٹل آشان میں ٹھہری ہیں اور وہیں سے ہمیں مس گریٹا کی ٹپ ملی اور ہم یہاں آگئیں۔ مس گریٹا نے آپ کے متعلق بتایا کہ آپ یہاں ایکریمین سفارت خانے میں سینڈ سیکرٹری ہیں اور طویل عرصے سے ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ کو بہر حال اس سفر کے بارے میں علم ہو گا۔ دولت نیرے لئے کوئی پر ابلم نہیں ہے مجھے صرف اپنی فرینڈ کی پریشانی دور کرنی ہے۔ اس لئے دو صورتیں ہیں یا تو آپ ہمیں اس سفر کا محل و قوع بتا دیں اور یہ دونوں گذیاں آپ کی ہوں گی اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنا آپ کے لئے ممکن نہیں ہے تو پھر آپ صرف اتنا کر دیں کہ صالح کے بھائی کے بارے میں معلوم کر کے ہمیں بتا دیں کہ وہ خیریت سے ہے اور اس نے کیوں فون کیا۔ اس صورت میں بھی یہ دونوں گذیاں آپ کی ہوں گی۔ جو لیا نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا تو گلبرٹ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ کا دوسرا کام ہو سکتا ہے۔ پہلا نہیں"۔ گلبرٹ نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"دوسراؤں سا"۔ جو لیا نے چونک کر کھا۔

"یہی کہ میں آپ کی فرینڈ کے بھائی کے بارے میں وہاں سے معلومات اپنے طور پر حاصل کر کے بتا سکتا ہوں لیکن ان شاپ سیکرٹ سفر کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا"۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"لیکن مسٹر گلبرٹ۔ اس صورت میں آپ کو صالحہ کی بات اس کے بھائی سے فون پر کرانا ہو گی"۔ جو لیا نے کہا۔

"نہیں مس جو لیا۔ ایسا تو کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ انتہائی خفیہ سفر ہے۔ وہاں سے کال کی تو جا سکتی ہے لیکن وہاں کسی صورت بھی کال نہیں کی جا سکتی"۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"پھر آپ کیسے معلوم کریں گے"۔ جو لیا نے کہا۔

"یہ میرا اپنا کام ہے۔ میرا وہاں رابطہ ہے میں معلوم کر لوں گا"۔ گلبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہماری تسلی کیسے ہو گی۔ معاف کیجئے گا۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ ہمیں بس دیسے ہی تسلی دے دیں"۔ جو لیا نے کہا تو گلبرٹ چند لمحے سوچتا رہا۔

"مس صالحہ کے بھائی کا کیا نام ہے اور وہ وہاں کیا کام کرتا نہیں کیا۔ اس صورت میں بھی یہ دونوں گذیاں آپ کی ہوں گی"۔ جو لیا نے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا تو گلبرٹ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ان کے بھائی کا نام صدر ہے اور وہ اس سفر کے کمپیوٹر سے متعلق ہیں"۔ جو لیا نے جواب دیا۔ صالحہ مسلسل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"جہاں تک میری معلومات ہیں وہاں ایک بھی آدمی ایشیائی نہیں ہے۔ پھر صالحہ کا بھائی وہاں کیسے ملازم ہو سکتا ہے"۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

"جہاں مسلسلہ مہارت کا درمیان میں آجائے وہاں اصول توڑ دیئے جاتے ہیں"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور

"ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح مس صالحہ کے بھائی کو ڈریس کر کے ان کی ملاقات مس صالحہ سے کرا دوں۔ لیکن حتیٰ وعدہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہاں انتہائی سخت سیکورٹی ہے"۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"یہ کام کب تک ہو جائے گا"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"کم از کم ایک ہفتہ تو لگ جائے گا"۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

"ایک ہفتہ تو بہت زیادہ ہے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"آپ کو معلوم ہی نہیں ہے کہ اس سنتر کا کیا مسئلہ ہے یہ تو مجھے ان دونوں رقم کی ضرورت ہے اس لئے میں نے حامی بھرلی ہے ورنہ تو میں آپ کو صاف جواب دے دیتا کہ میں ایسے کسی سنتر کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر یہ رقم آپ رکھ لیں اور ہمیں اجازت دیں"۔۔۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اس کے اٹھتے ہی صالحہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ گلبرٹ نے بھلی کی سی تیزی سی میز پر رکھی ہوئی دونوں گذیاں جھپٹیں اور جلدی سے انہیں جیبوں میں رکھ لیا۔ اس کے

چرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات باہر آئے تھے۔
"آئیے مس گریٹا۔ ہمیں دروازے تک تو چھوڑ دیجئے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں"۔۔۔ گریٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان دونوں کے ساتھ جیسے ہی کمرے سے باہر آئی جولیا نے جیکٹ کی اندر وونی جیب سے نوثوں کی گذی نکالی اور خاموشی سے گریٹا کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"بیجد شکریہ"۔۔۔ گریٹا نے مسرت بھرے لبھے میں کہا اور جولیا نے جو اپنے پیغام مسکرا دی۔ چند لمحوں بعد وہ فلیٹ کے دروازے سے باہر پہنچ چکی تھیں۔

"یہ کیا کیا تم نے اس سے وہیں سب کچھ پوچھ لیتا تھا"۔۔۔ صالحہ نے حیرت بھرے لبھے میں کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"میرے ساتھ آجاو۔ جلدی"۔۔۔ جولیا نے کہا اور تیز تیز قدم انٹھاتی وہ گیلری سے نکل کر مین گیٹ سے ہوتی ہوئی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے گیٹ ہال میں پہنچ گئیں۔ یہ گیٹ ہال اس لئے بنایا گیا تھا کہ ملازم اور یہاں رہنے والا کوئی آدمی اگر کسی کو اپنے فلیٹ میں لے جانا پسند نہ کرے تو وہ یہاں اسے بٹھا کر اس سے گفتگو کر لے۔ گیٹ ہال میں کافی ساری میزوں پر عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے باقیں کر رہے تھے۔ یہاں ایک چھوٹا سا ریستوران بھی تھا جہاں سے سامان خور دنوں کی سروکیا جا رہا تھا جولیا ایک طرف رکھی ہوئی خالی میز کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

طرف بڑھ گئی۔ اس نے وہاں بیٹھتے ہی جیب سے ایک چھوٹا سا آله نکالا جو کسی ریموت کنٹرول جتنا تھا اور اس کا ایک بٹن دبا کر اس نے اسے کان سے لگایا۔ اسی لمحے دیش کے آنے پر صالحہ نے اسے جوس لانے کا کہہ دیا اور وہ سرہلا تما ہوا واپس چلا گیا۔

”یہ ڈکٹافون رسیور ہے“۔ صالحہ نے جولیا کی طرف دیکھتے ہو کما اور جولیا نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ تم واقعی بیجد ذہین ہو“۔ صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جولیا نے کوئی جواب نہ دیا وہ خاموش ”کوئی بات ہوئی ہے“۔ چند لمحوں بعد صالحہ نے تجسس بھرے لجھے میں کہا۔ اسی لمحے دیش نے جوس کے دو گلاس لا کر ان کی میز پر رکھ دیئے اور واپس چلا گیا تو جولیا نے آئے کا ایک بٹن دبایا اور اسے میز پر رکھ دیا۔

”گریٹا ڈارلنگ۔ تمہاری وجہ سے میرا بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہے مجھے واقعی رقم کی شدید ضرورت تھی اور یہ رقم تو میری ضرورت سے کئی گناہ زیادہ ہے“۔ گلبرٹ کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا۔ جولیا نے جوس کا گلاس اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔

”لیکن ان بیچاریوں کا کام ہو جانا چاہئے گلبرٹ۔ ایسا نہ ہو کہ رقم واپس کرنی پڑے۔ یہ ہمارے ہوٹل میں نہ مری ہوئی ہیں اور اگر انہوں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے چیف مینجر سے شکایت کر دی تو تم جانتے ہو کہ وہ ان معاملات میں کس قدر سخت ہے“۔ گریٹا کی آواز سنائی دی۔

”تم فکرنا کرو۔ اس سفر کا سیکورٹی انچارج میرا گلاس فیلو ہے اور دوست بھی۔ میں اسے فون کر کے اس سے سب کچھ پوچھ لوں گا۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے“۔ گلبرٹ کی آواز سنائی دی۔

”لیکن تم نے تو کہا تھا کہ وہاں فون کیا ہی نہیں جا سکتا“۔ گریٹا کی آواز سنائی دی۔

”میں نے درست کہا تھا۔ یہ تو سیکورٹی آفیسر مارش نے مجھے ایک خاص نمبر دیا ہوا ہے۔ وہ بھی میری طرح تم جیسی خوبصورت لڑکیوں سے دوستی کا بیجد شوقیں ہے اور ہم اکثر اکٹھے ہی پروگرام بنالیا کرتے ہیں“۔ گلبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے“۔ گریٹا کی اطمینان بھری آواز سنائی دی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر آئے کا بٹن آف کر دیا اور اسے اٹھا کر جیب میں رکھ دیا۔ اس دوران انہوں نے جوس سپ کر لیا تھا اور گلاس خالی ہو چکے تھے۔

”اب کیا پروگرام ہے“۔ صالحہ نے کہا۔

”میں نے اسی لئے وہاں ڈکٹافون لگایا تھا اور خاموشی سے باہر آگئی تھی کہ میں کنفرم کرنا چاہتی تھی کہ گلبرٹ کو واقعی اس بارے میں تفصیلات معلوم ہیں یا نہیں۔ گوئیں نے سفر کے نام پر اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والے تاثرات دیکھ لئے تھے لیکن اس کے باوجود میں

بہر حال چیف کو اطلاع دینے سے پہلے معاملات کو جتنی طور پر کنفرم کرنا چاہتی تھی اور اب معاملات کنفرم ہو گئے ہیں کہ نہ صرف گلبرٹ کو اس سنتر کے بارے میں علم ہے بلکہ وہ اس کے سیکورٹی انچارج کو بھی جانتا ہے اور اسے اس سنتر سے باہر بھی بلواسکتا ہے۔ اب دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ میں چیف کو کال کر کے پوری تفصیل بتا دوں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس گلبرٹ سے اس سنتر کا محل وقوع معلوم کر کے پھر چیف کو کال کروں۔—جو لیانے کما۔

”میرا خیال ہے کہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔—صالح نے کما۔

”مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اب معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے بہر حال ہلاک کرنا پڑے گا اور ساتھ ہی گریٹا کو بھی اور اس پیرے کو معلوم ہے کہ ہم نے گریٹا کے بارے میں اس سے پوچھا تھا۔ اس صورت میں ایسا نہ کہ یہاں کی پولیس فوری طور پر حرکت میں آجائے اور ہم اتنا پھنس کر رہ جائیں۔—جو لیانے کما۔

”ہم فوری طور پر ہوٹل چھوڑ دیں گے اور میک اپ کر کے کسی اور ہوٹل میں شفت ہو سکتی ہیں۔—صالح نے کما۔

”میں دراصل یہ چاہتی ہوں کہ کسی طرح اس گلبرٹ کے ذریعے اس سیکورٹی آفیس مرکز سے ملاقات کر لوں۔ اس سے مجھے جو معلومات ملیں گی وہ زیادہ تفصیلی ہوں گی۔—جو لیانے کما۔

”لبے چکر میں مت پڑو جو لیا۔ جو کچھ چیف نے کما ہے اتنا ہی کو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کیونکہ ہم نے جو کچھ گلبرٹ کو بتایا ہے وہ سب غلط ہے اور اگر اس نے وہاں رابطہ کر لیا تو اسے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے غلط بیانی کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک غائب ہو جائے یا غائب کر دیا جائے۔— صالح نے کما۔

”اوہ۔ وہ یہاں گریٹا کے فلیٹ سے ہی فون کر سکتا ہے۔ اوکے۔ آؤ۔—جو لیا نے کما اور جیب سے نوٹ نکال کر اس نے گلاں کے نیچے رکھا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی گیٹ کی طرف مڑ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بار پھر بارہ نمبر فلیٹ کے دروازے پر موجود تھیں۔ جو لیا نے کال بیتل کا بٹن پر لیس کر دیا۔

”کون ہے باہر۔—گریٹا کی تیز آواز سنائی دی۔

”میں جو لیا ہوں گریٹا۔ آئی ایم سوری۔ تمہیں ڈشرب کر رہی ہوں۔ دراصل گلبرٹ کو صالحہ کے بھائی کے بارے میں ایک اہم بات بتانی بھول گئی تھی۔ اس لئے ہمیں واپس آنا پڑا ہے۔—جو لیا نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ میں آرہی ہوں۔—گریٹا نے جواب دیا۔

”میں گلبرٹ پر وار کروں گی۔ تم نے گریٹا کو سنبھالنا ہے۔—جو لیا نے صالحہ سے سرگوشی کرتے ہوئے کما اور صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور گریٹا دروازے پر نظر آئی۔ اس کے جسم پر انتہائی مختصر سالیاں تھا۔

”آؤ۔—گریٹا نے مسکراتے ہوئے ایک طرف ہٹتے ہوئے

کما۔

”سوری فارڈسٹرنس“۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کما اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے صالح بھی اندر داخل ہوئی تو گریٹے دروازہ بند کر دیا۔

”ادھر بیڈ روم میں۔ ادھر ہے گلبرٹ“۔۔۔ گریٹے مسکراتے ہوئے کما اور ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔

”تو اسے باہر بلا لاؤ“۔۔۔ جولیا نے منہ بنتے ہوئے کما۔

”ارے اب تم سے کیا پردہ ہے۔ آ جاؤ“۔۔۔ گریٹے نے ہنستے ہوئے کما اور پھر وہ قدم بڑھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ جولیا اور صالح دونوں اس کے پیچھے بیڈ روم میں داخل ہوئیں تو گلبرٹ بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر صرف پتلون تھی۔ اور وہ شراب کی بوتل منہ سے لگائے لمبے لمبے گھونٹ لینے میں مصروف تھا۔

”کیا ہوا مس جولیا اور مس صالح“۔۔۔ گلبرٹ نے بڑے اوپاشانہ انداز میں کما تو جولیا نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے شراب کی بوتل پکڑ لی۔

”کون سی شراب پی جا رہی ہے“۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کما اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما تو بوتل گلبرٹ کے سر پر ایک دھماکے سے پڑی اور گلبرٹ جو شاید شراب کا نام بتانے کے لئے منہ کھول رہا تھا چیختا ہوا بیڈ پر گرا۔ اسی لمحے جولیا کو عقب سے گریٹے کی چیخ سنائی دی تو جولیا نے بوتل کا دوسراوار اٹھتے ہوئے گلبرٹ کی کھوپڑی پر

کر دیا اور گلبرٹ کا چہرہ سخن ہو گیا اور اس کا آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جولیا مری تو اس نے گریٹے کو فرش پر گرے ہوئے دیکھا۔ ”بھی بے ہوش ہو چکی تھی۔

”کمیں سے رسی ڈھونڈ لو۔ اب ان دونوں کو باندھنا پڑے گا“۔۔۔ جولیا نے کما تو صالحہ سرہلاتی ہوئی مری اور گرے سے باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد صالحہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں نائیلوں کی باریک رسی کا ایک چکھا موجود تھا۔

”آؤ انہیں گھیٹ کر ڈارٹ گر روم میں لے جائیں۔ وہاں انہیں باندھیں گے۔ یہاں بیڈ روم میں تو میرے لئے ایک ایک لمحہ بھی گزارنا مشکل ہو رہا ہے“۔۔۔ جولیا نے کما تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔

”کیوں۔ وجہ“۔۔۔ صالحہ نے جان بوجھ کر شرارت بھرے لجے میں کما۔

”اگر تمہیں یہ سب کچھ پسند ہے تو پھر تھیک ہے“۔۔۔ جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار کھل کھلا کر نہ پڑی۔

”تم جیسی مغربی ملک میں پیدا ہوئے اور پرورش پانے والی لڑکی کے خیالات سن کر مجھے واقعی حیرت ہوتی ہے کہ انسان اس جد تک بھی بدل سکتا ہے“۔۔۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کما اس دوران ان دونوں نے بیڈ پر بے ہوش پڑے ہوئے گلبرٹ کو گھیٹ کر نیچے فرش

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پر پھینک دیا تھا۔ اس طرح جولیا نے گلبرٹ کا ہاتھ پکڑا جبکہ صالح نے گریٹا کا ہاتھ۔ اور پھر وہ دونوں ہی انسیں فرش پر گھستی ہوئیں بید روم سے باہر لے آئیں۔

”یہ تبدیلی میرے ساتھیوں کی وجہ سے ہے صالح۔ تم نے اب تک دیکھ لیا ہو گا کہ ہمارے ساتھی کس حد تک پاکیزہ خیالات کے مالک ہیں۔“— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تلویر کے متعلق کیا خیال ہے؟“— صالح نے ایک بار پھر شرارت بھرے لمحے میں کہا۔

”تلویر کا کروار انتہائی پاکیزہ ہے۔ تم حیران ہو گی کہ میں نے آج تک تلویر کی آنکھوں میں اپنے لئے شیطانی چمک نہیں دیکھی۔“— جولیا نے کہا تو صالح نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم ٹھیک کمہ رہی ہو جولیا۔ واقعی یہ ساری ٹیم عام مردوں سے ہٹ کر ہے اب عمران زبردست صدر کو میرے ساتھ اٹھانے کی کوشش کرتا رہتا ہے لیکن صدر کی نگاہوں میں میرے لئے ایسی ہی پاکیزگی ہے جیسی دوسرے ساتھیوں کی نظروں میں ہے۔ میں تو بعض اوقات یہ سوچ کر حیران ہو جاتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی پاکیشیا پر خصوصی نظر کرم ہے کہ اس نے اس ملک میں چیف، عمران اور تعلق رکھتے ہیں۔ یہ انسان ہیں اور انسان بہر حال غلطیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہوتا ہے لیکن نجات یہ لوگ کس مشی کے بنے ہوئے ہیں۔“— صالح نے گریٹا کو کری پر بٹھا کر باندھتے ہوئے کہا۔

”کروار کی یہ پاکیزگی دراصل چیف کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ چیف ٹیم

کے ممبروں کی بڑی سے بڑی غلطی معاف کرتا ہے لیکن کروار کا معمولی سے معمولی جھوٹ بھی اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔“— جولیا نے گلبرٹ کو کری پر بٹھا کر اسے رسی سے باندھتے ہوئے جواب دیا۔

”خود چیف کی بھی سمجھ نہیں آتی۔ کیا یہ واقعی اسی دنیا کا باسی ہے یا یہ کسی اور سیارے کی مخلوق ہے؟“— صالح نے کہا تو جولیا بے اختیار نہ پڑی۔

”کیوں۔ تمہیں یہ خیال کیسے آگیا؟“— جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

”چیف کبھی خود سامنے نہیں آتا۔ خود کہیں جاتا نہیں۔ کسی مش میں شامل نہیں ہوتا۔ لیکن باخبر اس طرح رہتا ہے جیسے ہر لمحے ہر ممبر کے ساتھ رہتا ہو۔ آخر یہ سب کچھ وہ کیسے کر لیتا ہے۔ کم از کم ایک انسان تو مسلسل ایسا نہیں کر سکتا۔“— صالح نے بھی آخری گاتھ لگا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار نہ پڑی۔

”تمہاری بات درست ہے۔ چیف واقعی نہ سمجھ آنے والی شخصیت ہے اور صالح بعض اوقات تو میں سوچتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی پاکیشیا پر خصوصی نظر کرم ہے کہ اس نے اس ملک میں چیف، عمران اور دوسرے ساتھی پیدا کر دیئے ہیں ورنہ جس طرح اس ملک کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں نجاتے اس ملک کا کیا حال ہوتا؟“— جولیا نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے گلبرٹ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب گلبرٹ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی۔
”آؤ بیخو“— جولیا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
”اس گرینا کو ہوش میں نہیں لانا“— صالحہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو کچھ ہم نے معلوم کرنا ہے وہ اس گلبرٹ سے ہی معلوم کرنا ہے“— جولیا نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا۔ چند لمحوں بعد گلبرٹ کی آنکھیں ایک جھلکے سے کھل گئیں اور اس نے لا شعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کھما کر رہا گیا۔

”تم۔ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ یہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کون ہو تم۔ یہ۔ یہ“— گلبرٹ نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔
”مسٹر گلبرٹ۔ اب تم ہمیں بتاؤ گے کہ ساسک سنتر کا محل وقوع کیا ہے“— جولیا نے کہا۔

”ساسک سنتر۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ مجھے کسی سنتر کے بارے میں علم نہیں ہے اور سنو۔ میں ایکریمین سفارت خانے کا سینڈسیکرٹری ہوں۔ تم مجھے کیا سمجھتی ہو۔ میرے سامنے بھادرستان کے اعلیٰ ترین حکام ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں چھوڑ دو مجھے اور اپنی جانیں بچالو درنہ میرے ساتھی ابھی یہاں آ جائیں گے اور پھر تمہاری زندگی جیلوں میں سڑتے ہوئے گزر جائے گی“— گلبرٹ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہا۔

”صالحہ۔ جا کر کچن سے چھری اٹھالا و اور ساتھ ہی مرحوم اور نمک کے ڈبے بھی لے آنا۔ میں دیکھتی ہوں کہ گلبرٹ میں کتنی قوت برداشت ہے“— جولیا نے صالحہ سے کہا اور صالحہ سرہلا تی ہوئی اٹھی اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”تم یقین کرو کہ مجھے واقعی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ میں تو تمہیں ڈاچ دے رہا تھا۔ میں نے تو یہ سارا ڈرامہ بھاری رقم حاصل کرنے کے لئے کھیلا تھا ورنہ میرا کسی سائنسی سنتر سے بھلا کیا تعلق ہو سکتا ہے“— گلبرٹ نے اب ایک اور پینتھ بدلتے ہوئے کہا اور جولیا مسکراتی ہوئی اٹھی اور اس نے نے ساتھ پڑی ہوئی کرسی کو اٹھا کر گلبرٹ کے سامنے کر دیا۔ یہ دیکھو۔ میں پہلے اسی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی نا۔ میں نے جانے سے پہلے اس میں یہ انتہائی جدید ڈکٹافون نصب کر دیا تھا یہ ڈکٹافون اس قدر طاقتور ہے کہ اس پورے فلیٹ کے کسی کونے میں بھی اگر سرگوشی کی جائے یہ اسے کچھ کر لیتا ہے۔ یہ میں نے اسی لئے لگایا تھا اور ہم واپس اس لئے چلی گئی تھیں تاکہ میں یہ کنفرم کر سکوں کہ تمہیں واقعی اس بارے میں معلومات حاصل بھی ہیں یا تم صرف دولت کمانے کے لئے یہ کھیل کھیل رہے ہو اور یہ دیکھو یہ ڈکٹافون کا رسیور۔ اس میں گفتگو شیپ کرنے کا بھی جدید ترین سسٹم موجود ہے۔ تم نے ہمارے جانے کے بعد جو گفتگو گرینا سے کی ہے وہ اس میں شیپ شدہ موجود ہے اور ہمیں گفتگو سن کر ہی

والپس آنا پڑا ہے۔۔۔ جولیانے کما اور اس نے نہ صرف رسیور والپس جیکٹ کی جیب میں ڈال لیا بلکہ کرسی کی پشت پر لگا ہوا جدید ترین ڈکٹافون بھی اتار کر جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے صالحہ اندر داخل ہوئی تو اس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا سا چاقو تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں شیشے کے دو ڈبے تھے جن میں ایک ڈبے میں نمک اور دوسرے میں سرخ مرچیں بھری ہوئی صاف نظر آ رہی تھیں۔

”اب آخری موقع دے رہی ہوں تمہیں۔ اگر اپنی زندگی اور اپنا جسم پچانا چاہتے ہو تو اس سفر کے بارے میں تفصیل سے بتا دو ورنہ یہ فلیٹ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے تمہاری چینیں سننے والا بھی کوئی نہ ہو گا۔۔۔ جولیانے سرد لمحے میں کما۔

”مجھے نہیں معلوم۔ یقین کرو۔ مجھے واقعی نہیں معلوم۔“۔۔۔ گلبرٹ نے کما۔

”صالحہ اس کے دونوں بازوؤں پر اس طرح زخم ڈالو کہ خون نہ بکے اور پھر ان زخموں میں سے ایک میں نمک اور دوسرے میں مرچیں بھر دو۔۔۔ جولیانے سرد لمحے میں کما۔

”لیکن ایسا زخم کیسے ڈالا جا سکتا ہے کہ اس سے خون نہ بکے۔۔۔ صالحہ نے جیران ہوتے ہوئے کما۔

”اسے کٹ کما جاتا ہے۔ چاقو کے پھل کو ذرا سائیز ہا کر کے کٹ لگاؤ تو زخم ہو جائے گا لیکن اس میں سے روائی سے خون نہیں نکلے گا۔۔۔ جولیانے اس طرح سمجھاتے ہوئے کما جیسے اس نے مختلف

انداز کے زخم لگانے کی باقاعدہ ٹرینگ لے رکھی ہو اور صالحہ سرہلاتی ہوئی آگے بڑھی۔

”تم یقین کرو میں چ کہہ رہا ہوں۔ تم مجھ پر کیوں یقین نہیں کرتیں۔۔۔“۔۔۔ گلبرٹ نے گھبرائے ہوئے لمحے میں کما لیکن دوسرے لمحے صالحہ کا چاقو والا ہاتھ بھی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ گلبرٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

”گذ صالحہ۔ ایسا ہی زخم دوسرے بازو پر لگا دو۔ شرٹ تو اس نے پہلے سے ہی اتاری ہوئی ہے۔ اس لئے اطمینان سے زخم لگ جائے گا۔۔۔“۔۔۔ جولیانے کما تو صالحہ کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور اب تو کمرے میں جیسے چیخوں کا طوفان سا آگیا۔ گلبرٹ کے حلق سے اس تو اتر سے چینیں نکل رہی تھیں جیسے اس کے گلے میں چینیں مارنے والی مشین نصب کر دی گئی ہو۔

”ارے ارے ابھی سے۔ ابھی تو صرف دو معمولی سے زخم لگے ہیں ابھی تو ان زخموں میں مرچیں اور نمک بھرا جائے گا اور ابھی ایسے ہی بے شمار زخم تمہارے پورے جسم پر لگائے جائیں گے۔۔۔“۔۔۔ جولیانے نے منہ بنتے ہوئے کما۔ جبکہ صالحہ نے خون آکو ڈاکو ایک طرف رکھا اور نمک والا ڈبہ اٹھا لیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ فار گاؤ سیک رک جاؤ۔۔۔“۔۔۔ گلبرٹ نے ہدیانی انداز میں چھپتے ہوئے کما۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آگئی تھیں اور چہرہ اس طرح بگزگیا تھا جیسے اس کے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پورے جسم کے مکڑے اڑا دیئے گئے ہوں۔
”حیرت ہے۔ صرف دو معمولی سے زخموں نے تمہاری یہ حالت کر دی ہے۔ کیسے مرد ہوتے“۔۔۔ جولیا نے کھاتو صالحہ ”یہ چوری کھانے والے بھنوں ہیں جولیا۔ خون دینے والے نہیں ہیں“۔۔۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ہتا تا ہوں۔ پلیز رک جاؤ۔ ان زخموں پر کوئی دوا ڈالو۔ اوہ۔ اوہ۔ فار گاؤں سیک۔ ورنہ میں مر جاؤں گا“۔۔۔ گلبرٹ نے گھٹے گھٹے لبجے میں کہا۔

”ان زخموں پر پانی ڈال دو صالحہ“۔۔۔ جولیا نے کھاتو صالحہ نے نمک کا ذبہ واپس کری پر رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ڈرائیکٹ روم سے باہر نکل گئی۔ اب گلبرٹ نے مسلسل دائیں بائیں سرمارنا شروع کر دیا تھا۔ اس کی حالت انتہائی تیز سے منید بگزتی چلی جا رہی تھی۔ جولیا کے چہرے پر اس کی یہ حالت دیکھ کر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن ظاہر ہے وہ کیا کر سکتی تھی اس لئے خاموش بیٹھی رہی اور پھر گلبرٹ کی گردن ایک طرف کو ڈھنک گئی۔ وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش پانی سے بھرا ہوا ایک جگ م وجود تھا۔

”کیا ہوا اسے۔ بے ہوش ہو گیا ہے“۔۔۔ صالحہ نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”میں نے پہلا آدمی دیکھا ہے جس کا معمولی سی تکلیف میں ری

ایکشن اس قدر شدید ہے۔ شاید یہ بھی کوئی بیکاری ہو گی۔ بہر حال پانی ڈالو اس پر۔ ایمانہ ہو کہ کہیں مرجائے“۔۔۔ جولیا نے کھاتو صالحہ نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے اس کے دونوں زخموں پر پانی کی دھار ڈالنا شروع کر دی۔ تقریباً آدھا جگ ڈالنے کے بعد اس نے کچھ پانی گلبرٹ کے سر پر ڈالا تو گلبرٹ یکخت جھر جھری لے کر ہوش میں آ گیا۔ اس کے حقوق سے چیخ سی نکلی لیکن چیخ میں پسلے جیسی شدت بہر حال نہ تھی۔

”اے پانی پلاو صالحہ“۔۔۔ جولیا نے کھاتو صالحہ نے پانی کا جگ گلبرٹ کے منہ سے لگایا اور گلبرٹ اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگا جیسے صدیوں سے پیاسا رہا ہو۔ پھر صالحہ نے جگ ایک طرف ہٹالیا اور گلبرٹ بے اختیار بے لبے سائنس لینے لگا۔
”تمہاری یہ حالت بتا رہی ہے گلبرٹ کہ تم تشدید برداشت نہیں کر سکتے اور ابھی تو تم پر تشدید ہوا ہی نہیں ایسے زخم تو بیجد معمولی ہوتے ہیں اس لئے تمہارے حق میں بہتری ہے کہ ہمیں تفصیل سے بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہیں نہ صرف زندہ چھوڑ دیا جائے گا بلکہ جو رقم ہم نے تمہیں دی ہے وہ بھی تمہارے پاس رہے گی اور تمہارا نام بھی کبھی سامنے نہیں آئے گا ورنہ۔۔۔“ جولیا نے کہا۔

”تم۔ تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہی ہو۔ تم کون ہو۔ کیا تم غیر ملکی ایجنت ہو“۔۔۔ گلبرٹ نے رک رک کر کہا۔

”نہ ہی ہم ایجنت ہیں اور نہ ہمارا اس سنتر سے کوئی تعلق ہے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہمارا تعلق ایک ایسی تنظیم سے ہے جو معلومات فروخت کرتی ہے۔ ہم اس تنظیم کے لئے کام کرتی ہیں۔ ہم تم سے معلومات لے کر اپنی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر بھجوادیں گی۔ ہماری تنظیم یہ معلومات آگے فروخت کر دے گی اور بس۔ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ یہ معلومات کہاں سے حاصل کی گئیں اور کس سے حاصل کی گئی ہیں”۔— جولیا نے کہا۔

”کیا تم وعدہ کرتی ہو کہ تم مجھے جان سے نہیں مارو گی“۔ گلبرٹ نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔

”میں اپنی بات دوہرانے کی قائل نہیں ہوں گلبرٹ۔ میں تو تمہیں ایک چانس دے رہی ہوں ورنہ صالحہ اپنا کام شروع کر دے گی اور پھر تمہاری زبان خود بخوب سب کچھ بول دے گی“۔— جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”سنو میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں۔ ایکہ بیساکا یہ سائنسی سنتر بہادرستان کے ضلع کوچک میں دیران پہاڑیوں کے اندر ہے۔ یہ پورا سنتر زیر زمین بنایا گیا ہے۔ بظاہر تو یہ عام دیران سی پہاڑیاں ہیں لیکن اندر یہ سنتر ہے اور اس کی چوکیوں پر انتہائی جدید ترین مشینیں لگی ہوئی ہیں جو اس طرح چھپا کر نصب کی گئی ہیں کہ اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ لیکن جیسے ہی کوئی آدمی اس مخصوص ایسے میں داخل ہوتا ہے اس سنتر کے اندر اسے مارک کر لیا جاتا ہے اور اگر اس سے خطرہ محسوس ہو تو اچانک کسی چٹان کے پیچے سے گولی چلتی ہے اور وہ آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کی لاش تک غائب ہو جاتی ہے۔ ایسی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مشین گئیں حتیٰ کہ میزاں تک ارد گرد کی پہاڑیوں میں چھپے ہوئے موجود رہتے ہیں اور یہ سشم چوبیں گھنٹے کام کرتا ہے۔“ گلبرٹ نے کہا۔

”پورا محل وقوع چتا۔ ضلع کوچک تو وسیع علاقہ ہو گا“۔— جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں ایک بار یکورٹی آفیسر مارشن کے ساتھ گیا تھا۔ مارش نے مجھے ایک خصوصی سرخ رنگ کا چمکدار سا کارڈ دیا تھا جو مجھے اپنے کوٹ کی بیرونی جیب پر لگانا پڑا تھا۔ مارش نے بتایا تھا کہ اس کارڈ کی وجہ سے مجھے مشینیں چیک نہیں کریں گی ہم دارالحکومت سے پہلے وافا شرگئے تھے اور پھر وافا سے ہم ضلع کوچک میں داخل ہو گئے تھے۔ پھر ایک چھوٹا سا شر آیا تھا جس کا نام واصل تھا۔ اس واصل سے دیران پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا تھا۔ ہم اس پہاڑی علاقے میں بلندی پر موجود ایک پہاڑی گاؤں تلان پہنچے تھے۔ تلان سے پھر شمال مشرق کی طرف جیپ پر آگے بڑھ گئے تھے اور سڑک اور چوٹی کی طرف جا رہی تھی لیکن تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ہم ایک جگہ پہنچے تھے جہاں سے سایہ ہوئی ہیں جو اس طرح چھپا کر نصب کی گئی ہیں کہ اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ لیکن جیسے ہی کوئی آدمی اس مخصوص ایسے میں داخل ہوتا ہے اس سنتر کے اندر اسے مارک کر لیا جاتا ہے اور اگر اس سے خطرہ محسوس ہو تو اچانک کسی چٹان کے پیچے سے گولی چلتی ہے اور وہ آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کی لاش تک غائب ہو جاتی ہے۔ ایسی

ہی کوئی آدمی نظر آیا۔ پھر دادی میں پہنچ کر مارٹن نے جیپ روک دی اور جیب سے ایک آله نکال کر اس نے ایک بڑی سی چٹان پر رکھا اور اس آلے کا بٹن دبادیا تو چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتی چلی گئی۔ آگے پختہ سڑک جا رہی تھی۔ اس سڑک کا اختتام بھی ایک پہاڑی چٹان پر ہوا۔ وہاں بھی اس نے اس آلے کو رکھ کر بٹن دبایا تو یہ چٹان بھی پہلے کی طرح کھل گئی۔ یہاں سے نیچے سیر ہیاں جاتی تھیں ہم سیر ہیاں اتر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچے جہاں مسلح افراد موجود تھے۔ میں وہاں ایک روز رہا۔ وہاں انتہائی جدید ترین مشینزی نصب ہے جو میری سمجھ میں نہیں آئی البتہ میں نے وہاں سے ایکریمیا میں اپنے بھائی سے فون پر بات چیت کی۔ پھر دوسرے روز اسی طرح ہم واپس آگئے اور مارٹن نے مجھے چھوڑ دیا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے۔۔۔ گلبرٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مارٹن سے رابطہ تم کس فون نمبر پر کرتے ہو“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”جنوبی ایکریمیا کا نمبر ہے“۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

”جنوبی ایکریمیا کا نمبر کیا مطلب“۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”مارٹن نے مجھے بتایا تھا کہ اس سفر کا تعلق براہ راست جنوبی ایکریمیا سے رکھا گیا ہے تاکہ کسی کو اس سفر کے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ وہ بھی میری طرح جشن منانے کا بیجہ شو قین ہے“۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تو مشین یہ نہیں بتائے گی کہ کال بہادرستان سے کی جا رہی ہے بلکہ مشین یہی بتائے گی کہ یہ کال جنوبی ایکریمیا سے کی جا رہی ہے اسی طرح اس سفر میں کال کے لئے جنوبی ایکریمیا کا نمبر رکھا گیا ہے۔ یہاں سے جنوبی ایکریمیا کا نمبر ملایا جائے گا لیکن کال اس سفر میں ہو گی۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا۔

”کیا نمبر ہے“۔۔۔ جولیا نے پوچھا تو گلبرٹ نے رابطہ نمبر اور پھر ایک نمبر بتا دیا۔

”صالح۔ فون اٹھا کر لاو“۔۔۔ جولیا نے صالح سے کہا تو صالح اٹھی اور ایک طرف موجود فون پیس اٹھا کر اس نے جولیا کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

”اب بھی وقت ہے سوچ لو۔ اگر تم نے غلط نمبر بتایا ہے تو صحیح نمبر بتاؤ کیونکہ اگر اس نمبر پر مارٹن نے جواب نہ دیا تو میں تمہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گولی مار دوں گی“۔۔۔ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں نے درست نمبر بتایا ہے۔ تم بے شک اس نمبر پر میری مارٹن سے بات کراؤ“۔۔۔ گلبرٹ نے کہا۔

”تم مارٹن کو کیا کوئے“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”میں اسے پتاوں گا کہ میں ایکریمیا سے واپس آگیا ہوں اور اس سے پوچھوں گا کہ وہ اب کب دارالحکومت آ رہا ہے تاکہ جشن منایا جاسکے۔ وہ بھی میری طرح جشن منانے کا بیجہ شو قین ہے“۔۔۔ گلبرٹ نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور

”ہیڈ کوارٹر سے انتہائی سخت آرڈر آئے ہیں۔ سنٹر سے تا حکم ہانی
نہ کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ کوئی اندر آ سکتا ہے۔“— مارشن نے
جواب دیا۔

”وہ کیوں۔ کیا وجہ؟“— گلبرٹ نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔
”پچھے کہا نہیں جا سکتا شاید کوئی خاص وجہ ہو گی۔ بہر حال فی الحال تو
میں نہیں آ سکتا۔“— مارشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب تک یہ صورت حال رہے گی؟“— گلبرٹ نے کہا۔
”معلوم نہیں۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں؟“— مارشن نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر جب بھی اجازت ملے۔ تم مجھے فون کر
وینا۔“— گلبرٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صالحہ نے اس کے کان سے رسیور ہٹالیا۔

”اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہے۔“— گلبرٹ نے جواب دیا۔
”یہ پنس رابرٹ کا کیا سلسلہ ہے؟“— جولیا نے پوچھا۔

”یہ کوڈ نام ہے۔ مارشن نے یہی نام اپنے سنٹر کے کمپیوٹر میں فیڈ کیا
ہوا ہے تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔“— گلبرٹ نے جواب دیا تو
جولیا نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”صالحہ۔ گلبرٹ کو رہا کر دو۔“— جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات
میں سرہلا دیا اور ایک طرف رکھا ہوا خون آلو دھا قو اٹھا لیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رابطہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے پھر وہ نمبر ڈائل کیا جو گلبرٹ نے
بتایا تھا اور رسیور صالحہ کی طرف بڑھا دیا۔ صالحہ نے رسیور اس کے
ہاتھ سے لے کری پر بند ہے بیٹھے گلبرٹ کے کان سے لگا دیا جب کہ
جولیا نے لاوڈر کا ٹھیک آن کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی
وے رہی تھی۔

”لیں۔“— چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے
ساتھ ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”سیکورٹی آفیسر مارشن سے بات کراو۔ میں اس کا دوست پنس
رابرٹ بول رہا ہوں۔“— گلبرٹ نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائس پر
خاموشی چھا گئی۔

”ہیلو۔ مارشن بول رہا ہوں۔“— چند لمحوں بعد ایک دوسری
آواز سنائی دی۔

”پنس رابرٹ بول رہا ہوں مارشن۔ میں ایکریمیا سے واپس آگیا
ہوں میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں۔“— گلبرٹ نے کہا۔

”اچھا۔ کب آئے ہو؟“— مارشن نے کہا۔
”دو روز ہوئے ہیں۔ پھر اب کب آ رہے ہو جشن منانے کے
لئے۔“— گلبرٹ نے کہا۔

”فی الحال ممکن نہیں ہے۔“— مارشن نے جواب دیا۔
”کیوں۔ کیا ہوا؟“— گلبرٹ کے لبھے میں حیرت تھی۔

”جلدی رسیاں کاٹو۔ میرا تو جسم من ہو گیا ہے“۔۔۔ گلبرٹ نے مرت بھرے لبجے میں کما لیکن دوسرے لمحے صالحہ کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گوما اور کمرہ گلبرٹ کے حلق سے نکلنے والی خوفناک اور کریتاک جیخ سے گونج اٹھا۔ چاقو کا بڑا سا پھل اچانک اس کے سینے میں دستے تک اتر گیا تھا۔ گلبرٹ کے حلق سے دوسری جیخ پوری طرح نہ نکل سکی اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں اور گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔

”مگذ۔ اس کا مطلب ہے کہ قتل کرنے میں تمہیں کافی مہارت حاصل ہے۔ ٹھیک دل میں چاقو اتارا ہے تم نے“۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کما۔

”اس جیسے عیاش اور شیطان صفت آدمی کے دل میں چاقو اتارتے ہوئے نہ جانے مجھے کیوں مرت سی ہوئی ہے جیسے میں نے اس دنیا میں موجود بے شمار شیطانوں میں سے ایک کا تو خاتمہ کر ہی دیا۔“۔ صالحہ نے ایک جھٹکے سے چاقو واپس کھینچے ہوئے کما۔

”اب اس گریٹا کا کیا کریں“۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کما۔

”میرا خیال ہے اس کی شہ رگ میں چاقو اتار دیں اور پھر یہاں کے سامان کو الٹ پلٹ دیں۔ یہاں موجود اپنی رقم کے ساتھ ساتھ مزید اگر رقم موجود ہو تو وہ بھی اٹھائیں۔ اس طرح یہی سمجھا جائے گا کہ یہاں کوئی واردات ہوئی ہے“۔۔۔ صالحہ نے کما۔

”اور پھر ہمیں فوری طور پر ہوش چھوڑنا پڑے گا اور نہ صرف میک اپ تبدیل کرنا پڑے گا بلکہ لباس وغیرہ بھی ورنہ خاصاً مسئلہ بن جائے گا“۔۔۔ جولیا نے ہونٹ کھینچتے ہوئے کما۔

”یہاں سے چارڑہ سروس نہیں مل سکتی“۔۔۔ صالحہ نے کما تو جولیا چونک پڑی۔

”ارے ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ہم فوری طور پر چارڑہ سروس سے یہاں سے نکل سکتی ہیں۔ اوکے۔ ٹھیک ہے ڈن“۔۔۔ جولیا نے کما تو صالحہ نے آگے بڑھ کر بڑی سفاکی سے مسلسل بے ہوش گریٹا کی گردن میں چاقو اتار دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں خاموشی سے فلیٹ سے نکلیں اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ایک بھی جھری نہ تھی۔ آنچیں بڑی بڑی اور سرخی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نوجوان آدمی نے سر پر سفید بالوں کی دگ لگار کھی ہو۔ بھنوں بھی سفید تھیں اور بڑی بڑی موچیں بھی سفید تھیں۔ وہ اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی شہنشاہ اپنے مفتودہ علاقے کا جائزہ لے رہا ہو۔ عمران اور نائیگر جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے اس آدمی نے انہیں دیکھا اور پھر وہ واضح طور پر چونک پڑا۔ اس کی نظریں ان دونوں پر جیسے جمی گئی تھیں۔ نائیگر آگے تھا اور عمران اس کے پیچھے۔ نائیگر اور عمران دونوں کے جسموں پر سیاہ چڑے کی جیکٹیں تھیں۔ نائیگر نے اپنے گلے میں گھرے زرد رنگ کا روپال بھی پاندھا ہوا تھا۔ نائیگر تو اپنی اصل ٹھکل میں تھا لیکن عمران نے میک اپ کر رکھا تھا اور یہ میک اپ عام سے آدمی کا تھا۔ اس سے کوئی خاص تاثر نہ ابھرتا تھا۔

”تم دادا گل جان ہو۔“ — نائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس سفید بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لبجہ خاصاً کرخت تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس ہوٹل میں چیزیں مفت ملتی ہوں ایک طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جو کسی مشروبات ساز کمپنی نے شاید کسی زمانے میں بنایا تھا کیونکہ اس پر بھی اس کمپنی کا اشتہار آدمی سے زیادہ مت چکا تھا اور کاؤنٹر کے سامنے کے حصے میں جگہ جگہ بڑے بڑے سے سوراخ نظر آ رہے تھے۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک آدمی ایک اونچے سہول پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے لیکن چڑھے نوجوانوں سے بھی زیادہ روشن اور سرخ و سفید تھا۔ پورے چہرے پر

”کون بادشاہ خان“ — دادا نے منہ بناتے ہوئے بڑے حقارت ہے۔ — نائیگر نے کہا۔

”کون بادشاہ خان“ — دادا نے منہ بناتے ہوئے بڑے حقارت بھرے لبجے میں کہا۔

”راج پورے کا بادشاہ خان“—— ٹائیگر نے جواب دیا تو دادا لکھت اچھل کر سخول سے نیچے اتر آیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا ثبوت ہے تمہارے پاس“—— دادا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک کاغذ نکالا جو تھہ شدہ تھا اور دادا کی طرف بڑھا دیا۔ دادا نے کاغذ کھولا اور اسے غور سے دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر کاغذ دوبارہ تھہ کر کے اس نے اسے کاؤنٹر کے نچلے خانے میں رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم میرے مہمان ہو۔ آؤ اوھر میرے ساتھ“—— دادا نے کاؤنٹر سے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے پڑے۔ آگے جا کر لکڑی کی پرانی سی سیڑھی اور پر جا رہی تھی جس کا اختتام ایک بند دروازے پر ہوا تھا۔ دادا اس سیڑھی پر چڑھ کر اپر گیا اور اس نے دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ ٹائیگر اور عمران اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرہ خاصا بڑا اور کھلا تھا اور اس میں ایک میز اور چھ کرسیاں بھی موجود تھیں۔

”میشو اور مجھے بتاؤ کہ میں مہماںوں کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“—— دادا نے کرسیوں کا طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اب اس کا لجھ پسلے کی نسبت بیدر زم ہو گیا تھا۔

”تمہارے آدمیوں نے دارالحکومت کے کاؤنٹر ہوٹل کے مالک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کاؤنٹ اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی جس کا نام فیاض تھا انہوں کیا۔ ہم نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ انہیں تم نے کہاں پہنچایا ہے“۔ ٹائیگر نے سپاٹ لبجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے آدمیوں نے۔ نہیں۔ میرے آدمی اس قسم کا کوئی کام نہیں کرتے“—— دادا نے غصیلے لبجے میں کہا۔ ”اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے دادا۔ بادشاہ خان کو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ کسی عام آدمی کو کاغذ نہیں دیا کرتا۔ مجھے پوری طرح معلوم ہے کہ یہ کام تم نے کیا ہے اور بادشاہ خان کے کاغذ کے بعد تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا“—— ٹائیگر نے تیز لبجے میں کہا۔

”تم کون ہو۔ سرکاری آدمی ہو“—— دادا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”سرکاری آدمی اس طرح کاغذ لے کر نہیں آیا کرتے۔ وہ تمہیں دیسے ہی اٹھا کر لے جاتے اور تمہاری گروں میں ڈنڈا اور رسی ڈال کر تم سے سب کچھ اگلوا لیتے۔ یہ دیکھ لو کہ دارالحکومت میں بادشاہ خان جیسے آدمی کو بھی ہمیں کاغذ دننا پڑا ہے“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”تم کیا جاننا چاہتے ہو۔ تفصیل بتاؤ“—— دادا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”وہی جو میں نے پہلے پوچھا ہے اور یہ بھی سن لو کہ ہم بادشاہ خان کی وجہ سے اس طرح تم سے ملے ہیں اور تم سے باشیں ہو رہی ہیں

ورنہ ہمیں حلق میں ہاتھ ڈال کر سب کچھ اگلوانا آتا ہے۔” ٹائیگر کا الجھ پلے سے زیادہ کرخت ہو گیا۔

”تو تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ دادا مگل جان کو اور اسی کی بینہک میں۔ اگر میں نے تمہیں مہمان نہ کہا ہوتا تو تم زندہ یہاں سے واپس نہ جاتے۔“ ڈادا نے یکنہت غارتے ہوئے کہا۔

”ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اداکاری کی ضرورت نہیں ہے۔ صاف صاف بات کرو۔ انکار کر دو تو زیادہ اچھا ہے۔ اس طرح ہم بادشاہ خان سے سرخرو ہو جائیں گے۔“ ٹائیگر نے اسی طرح بے خوف لجھے میں کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔“ ڈادا نے ایک بار پھر زم پڑتے ہوئے کہا۔

”ناموں کو چھوڑو۔ جتنا ہمارے متعلق کم جانو گے اتنا ہی فائدے میں رہو گے۔ بولو۔ کہاں پہنچایا تھا کاؤنٹ اور اس کے ساتھی کو۔“ ٹائیگر نے تیز لجھے میں کہا۔

”شہباز خان لے گیا تھا ان دونوں کو۔“ ڈادا نے کہا۔
”کہاں لے گیا تھا۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”اپنے ڈیرے پر۔ اس کا ڈیرہ گور میں ہے۔“ ڈادا نے کہا۔
”شہباز خان یہاں ناشان میں کہاں رہتا ہے۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”جمال خان بازار میں اس کا ہوٹل ہے۔ شہباز ہوٹل۔“ ڈادا

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں ان دونوں کو انداز کرنے کا بھی شہباز خان نے ہی کہا تھا۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ خود تو اس قسم کے کام نہیں کرتا۔ وہ تو صرف پارٹیاں پھنساتا ہے۔“ ڈادا نے جواب دیا۔

”اس کام کے لئے اس نے کوئی پارٹی پھنسائی تھی۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”مجھے کیا معلوم۔ شہباز خان سے پوچھو۔“ ڈادا نے کہا۔

”سن۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کام کرنے سے پہلے اس پارٹی کو چیک کرتے ہو۔ اس لئے تمہیں معلوم ہو گا کہ یہ کام شہباز خان کو کس پارٹی نے دیا تھا۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ بادشاہ خان کے کاغذ کے بعد تمہیں کسی طرح بھی نہیں ڈرنا چاہئے تو پھر تم کیوں ڈر رہے ہو۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”میں اس پارٹی کی تفصیل نہیں جانتا۔ ایک آدمی شہباز خان کے پاس آیا تھا۔ وہ ایکریمین تھا اس کا نام جیکب تھا۔ وہ بہادرستان سے اکثر شہباز خان کے پاس آتا جاتا تھا۔“ ڈادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ جیکب کہاں رہتا ہے۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”بہادرستان کی پارٹی ہے۔ وہاں دارالحکومت میں اس نے ایکریمیوں کے لئے خفیہ شراب خانہ بنایا ہوا ہے۔“ ڈادا نے پوچھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جواب دیا۔

”یہ شہباز خان یہاں تمہارے پاس آجائے گا“ — نائیگر نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ نہیں آئے گا“ — دادا نے جواب دیا۔

”اس وقت وہ ہوٹل میں ہو گا“ — نائیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ صرف اس وقت گوگور جاتا ہے جب وہ کسی پارٹی کے لئے بندے لے کر جائے ورنہ وہ یہیں ہوٹل میں ہی رہتا ہے“ — دادا نے جواب دیا۔

”اس کا علیہ بتاؤ“ — عمران نے پہلی بار پوچھا تو دادا نے اس کا

”ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں“ — عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو نائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے نوٹوں کی ایک گذی نکالی اور اسے دادا کے ہاتھ پر رکھ دی۔

”نہیں۔ بادشاہ خان کے کاغذ کے بعد میں یہ نہیں لے سکتا“ — دادا نے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

”یہ ہم اپنی مرضی سے دے رہے ہیں“ — نائیگر نے کہا تو دادا نے نہ صرف گذی لے لی بلکہ اس نے اس بار بڑے مودبانہ انداز میں سلام بھی کیا۔ اس کے چہرے پر صرت کے تمازرات ابھر آئے تھے۔

چند لمحوں بعد عمران اور نائیگر ہوٹل سے باہر آگئے۔

”اس شہباز خان سے معلوم ہو گا کہ اس نے کہنے پر یہ

کام کیا ہے“ — نائیگر نے کہا۔

”وہ تو دادا نے بتا دیا ہے کہ بہادرستان کے جیکب نے یہ کام کرایا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جہاں انہیں پہنچایا گیا ہے وہ جگہ ہم نے ٹریس کرنی ہے“ — عمران نے کہا۔

”یہ تو شاید وہی جیکب ہی بتا سکے گا“ — نائیگر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ شہباز خان کا کوئی آدمی ساتھ گیا ہو“ — عمران نے کہا اور نائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناشان چونکہ چھوٹی سی جگہ تھی اس لئے وہ پیدل چلتے ہوئے تھوڑی دری بعد شہباز ہوٹل پہنچ گئے۔ یہ بھی دادا کے شاکل کا ہی ہوٹل تھا۔ ٹنک و تاریک اور انتہائی غلیظ سا۔ لیکن جیسے ہی وہ دونوں ہوٹل کے اندر داخل ہوئے دو بڑی بڑی مرنچوں والے آدمی ان کے سامنے دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے۔

”واپس جاؤ۔ یہ ہوٹل نہیں مہمان خانہ ہے اور صرف مہمان یہاں آسکتے ہیں“ — ان میں سے ایک نے بگڑے ہوئے لبھے میں کہا۔

”ہم بھی مہمان ہیں شہباز خان کے۔ ہمیں دادا گل جان نے بھیجا ہے“ — نائیگر نے اطمینان بھرے لبھے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے“ — دونوں نے مطمئن لبھے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئے۔

”شہباز خان کماں ہے ہمیں وہاں لے چلو“ — نائیگر نے کہا۔

”جاوں انہیں لے جاؤ۔ دادا نے بھیجا ہے تو خاص ہی آدمی ہوں گے“ — ایک نے دوسرے سے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”او“— اس نوجوان نے کہا اور پھر وہ انہیں لے کر ایک سائیڈ پر راہداری سے گزر کر سیڑھیاں اتر کر ایک اور راہداری میں لے آیا۔

”وہ سامنے دروازہ ہے خان کے دفتر کا“— اس نے راہداری کے آخر میں بند دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور واپس مر گیا۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا تو ایک لمبے قد اور انتہائی موٹے سے جسم کا آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی اس نے حقہ رکھا ہوا تھا اور حقہ کی نے اس کے منہ میں تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سراخایا اور دوسرے لمبے حقہ کی نے اس کے منہ سے نکل گئی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کا حلیہ وہی تھا جو دادا نے بتایا تھا۔

”تمہارا نام شہباز خان ہے“— ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کرفت لمبے میں کہا۔

”ہاں اور تم کون ہو۔ اور تم یہاں تک کیسے آگئے۔ میرے آدمیوں نے تمہیں روکا کیوں نہیں“— شہباز خان نے انتہائی حیرت بھرے لمبے میں کہا۔

”ہمیں دادا گل جان نے بھیجا ہے“— ٹائیگر نے کہا تو شہباز خان کے چہرے پر اطمینان کی لہری دوڑ گئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ بات ہے۔ بیٹھو بیٹھو۔ بولو کیا کام ہے“— شہباز خان نے ہاتھ بڑھا کر نیچے گری ہوئی حقہ کی نے اٹھائی اور اسے ہاتھ سے صاف کر کے دوبارہ منہ کے کونے میں دبایا۔

”تم نے دارالحکومت کے کاؤنٹ اور اس کے ساتھ ایک سرکاری آدمی کو دادا گل جان سے اخوا کرایا اور پھر تم ان دونوں کو اپنے ڈیرے گھوکور لے گئے۔ اس کے بعد انہیں کہاں پہنچایا گیا ہے“— ٹائیگر نے اسی طرح کرفت لمبے میں کہا تو شہباز خان کا منہ ایک بار پھر حیرت سے کھل گیا اور حقہ کی نے اس کے منہ سے نکل کر نکلی سمت نیچے فرش پر جا گری۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا یہ بات تمہیں دادا نے بتائی ہے“— شہباز خان کے چہرے پر غصے کا الاؤ سا جل اٹھا تھا اور بڑی بڑی سیاہ موچیں بے اختیار پھر پھرنا نے سی لگی تھیں۔

”دادا نے یہ بتایا ہے کہ اس نے یہ کام تمہارے کہنے پر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ تم نے یہ کام بہادرستان کے جیکب کے کہنے پر کیا ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ ان دونوں آدمیوں کو تم نے کہاں پہنچایا ہے“— ٹائیگر نے کہا۔

”تم ہو کون۔ پہلے اپنے متعلق تو بتاؤ“— شہباز خان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”دارالحکومت کے بادشاہ خان کو جانتے ہو“— ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں ہاں۔ کیوں نہیں جانتے۔ وہ تو ہمارا سردار ہے“— شہباز

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

خان نے چونکتے ہوئے کہا۔
”اس کا کاغذ ہم نے دادا کو دیا تھا“۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔
”میرے لئے کاغذ لے آئے ہو“۔۔۔ شہباز خان نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

”ہمیں تمہارے متعلق علم ہی نہ تھا ورنہ تمہارے لئے بھی کاغذ
لے آتے“۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو پھر جاؤ۔ پہلے سردار بادشاہ خان سے کاغذ لے آؤ۔ پھر بات ہو
گی“۔۔۔ شہباز خان نے سپاٹ لبجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ
یکنخت چھتا ہوا میز کے اوپر سے گھست کر فرش پر آگرا۔ ٹائیگر نے اس
کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ایک زوردار جھٹکے سے اسے میز کے اوپر
سے گھیٹ کر نیچے پھینک دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی شہباز خان نے بھل
کی سی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران نے اس کی
گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور اس بار اٹھتا ہوا شہباز خان کا جسم
جھٹکا کھا کر واپس گرا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کی ٹانگ
پکڑنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے دونوں بازو بے جان
ہو کر نیچے گر گئے۔

”دروازے کا خیال رکھو“۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور
ٹائیگر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ شہباز خان کی حالت اس
دوران بیجد خستہ ہو گئی تھی اس کی آنکھیں ابل کر آؤ ہی سے زیادہ باہر
آگئی تھیں اور چہو بڑی طرح مسخ ہو گیا تھا لگے سے خرخراہٹ کی

آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ عمران نے پیر کو واپس موڑ دیا تو شہباز خان کا
چہہ جس تیزی سے بگڑا تھا اسی تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔
”بولو کہاں گئے ہیں وہ دونوں۔ بولو ورنہ ایک ایک رگ چھ جائے
گی تمہاری“۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ وہ جیکب لے گیا تھا۔ دونوں کو جیکب لے گیا تھا“۔ شہباز
خان نے رک کر کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ
لاشوری طور پر بول رہا ہو۔

”کہاں۔ جلدی بتاؤ“۔۔۔ عمران نے پیر کو ذرا ساموڑتے ہوئے
کہا۔

”سم۔ میرا ایک آدمی ساتھ گیا تھا۔ مجھے اس نے آکر بتایا تھا کہ وہ
انہیں پہلے دارالحکومت لے گئے۔ وہاں سے ایک آدمی ان کے ساتھ
شامل ہو گیا یہ ایکری بھی تھا پھر انہیں وafa شر لے جایا گیا۔ وafa سے ضلع
کوچک میں داخل ہو کر ایک شر و اصل پہنچے۔ واصل سے وہ ایک
پہاڑی گاؤں تلان پہنچے۔ تلان سے میرے آدمی، جیکب اور اس کے
ساتھیوں کو دوسرا جیپ میں واپس بھیج دیا گیا اور وہ ایکری بھی انہیں لے
کر آگے چلا گیا۔ بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے اور مجھے کچھ معلوم نہیں
ہے“۔۔۔ شہباز خان نے رک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو
عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے موڑ دیا اور دوسرے لمحے شہباز خان
کے طق سے ہلکی سی خرا خراہٹ نکلی اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی
چلا گئیں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جیکب کو ٹریس کر کے اس ایکریمی کو ٹریس کرے جوان دونوں کو آگے لے گیا تھا اس طرح اصل ٹارگٹ کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں۔ — عمران نے بڑے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”اصل ٹارگٹ اور اس کی تفصیل مجھ تک پہنچ چکی ہے اس لئے منید معلومات کی ضرورت نہیں ہے تم فوراً واپس آ کر مجھے رپورٹ کرو تاکہ آئندہ حکم کے سلسلے میں تمہیں ضروری ہدایات دی جاسکیں۔“
دوسری طرف سے ایک مشو نے بڑے سرد مرانہ لمحے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

”پھر تو ہم خواہ مخواہ بھاگ دوڑ کرتے رہے اور چیف صاحب کو وہاں پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے سب کچھ معلوم بھی ہو گیا ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”انہیں کس طرح معلوم ہوا ہو گا باس۔ اگر انہیں وہاں سے معلوم ہو سکتا تھا تو پھر انہوں نے آپ کو یہاں کیوں بھیجا تھا۔“ — نائیگر نے بھی حریت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ چیف ٹاپ کے لوگ کسی ایک پر تکمیل کر کے نہیں بیٹھ جاتے اس سلسلے میں بہادرستان کے ایک ایکریمی جیکب نے کام کیا ہے جس کا بہادرستان کے دارالحکومت میں خفیہ شراب خانہ ہے اس کے ساتھ کوئی اور ایکریمی شامل ہوا اور پھر وہ فیاض اور کاؤنٹ کو اصل ٹارگٹ پر لے گئے آپ بہادرستان میں اپنے کسی ایجنسٹ سے کہہ دیں کہ وہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اوے۔“ — عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کما اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس کے ہوٹل سے نکل کر آگے بڑھ گئے۔ پھر تقریباً آدمی کھنٹے بعد وہ ایک چھوٹی سی رہائشی کالونی میں داخل ہوئے اور چند لمحوں بعد وہ ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ گیٹ پر تالا گاہوا تھا۔ نائیگر نے جیب سے ایک ٹوکن کے ساتھ گلی ہوئی چالی نکالی اور تالا کھول کر اس نے چھانک کھولا اور عمران اندر داخل ہوا تو وہ اس کے پیچھے اندر داخل ہوا اور اس نے مڑ کر چھانک بند کر دیا جبکہ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اندر دنی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے کرسی کھسکائی اور اس پر بیٹھ کر سامنے رکھی ہوئی میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے نائیگر بھی اندر آگیا۔

”ایک مشو۔“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مشو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جناب۔ ناشان سے۔ ہم نے سراغ لگایا ہے کہ فیاض اور کاؤنٹ کو بہادرستان کے ضلع کوچک کے دریان پہاڑی علاقے میں پہنچایا گیا ہے لیکن اصل جگہ کا پوری طرح علم نہیں ہو سکا یقیناً انہوں نے مجھے یہاں بھیجنے کے ساتھ ساتھ اور بھی ذراائع استعمال کا بہادرستان کے دارالحکومت میں خفیہ شراب خانہ ہے اس کے ساتھ کوئی اور ایکریمی شامل ہوا اور پھر وہ فیاض اور کاؤنٹ کو اصل ٹارگٹ پر لے گئے آپ بہادرستان میں اپنے کسی ایجنسٹ سے کہہ دیں کہ وہ

”اس وقت آپ نے واقعی درست محاورہ بولا ہے بس۔ چیف کی بات سن کر واقعی میرے منہ کا ذائقہ بھی پھیکا پڑ گیا ہے۔“ - نائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”شکر کو صرف پھیکا پڑا ہے۔ اگر چیف ڈائریکٹ کہہ دیتا کہ ہم نے کیوں وقت ضائع کیا ہے تو ذائقہ ایسا کڑوا ہو تاکہ شاید باقی ساری عمر کڑوا ہی رہتا۔ بہر حال اب ہمیں میک اپ بھی تبدیل کرنا پڑے گا اور لباس بھی کیونکہ شہباز خان کی لاش دریافت ہو چکی ہو گی اور اس چھوٹے سے شر میں اس کے آدمی ہمیں پاگل کتوں کی طرح تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔“ — عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور نائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جوڑی ساحل سمندر پر ریت پر نیم دراز تھا اس کے جسم پر مختصر سا لباس اور آنکھوں پر گامگل لگی ہوتی تھی اور وہ دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے بڑے مطمئن انداز میں پڑا ہوا تھا کہ اچانک ساتھ ہی پڑے ہوئے اس کے بیگ میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو نیم دراز جوڑی بے اختیار ایک جھٹکے سے اچھل کر سیدھا ہو بیٹھا۔ اس نے جلدی سے بیگ اپنی طرف کھینچا اس کی زپ کھولی اور اندر سے ایک چھوٹا سا کنڈہ فریکونسی کا جدید ترین ساخت کا ٹرانسیسیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسیسیٹر سے نکل رہی تھی اس نے ٹرانسیسیٹر کا بٹن آن کیا۔ ”ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اور“ — بٹن آن ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”آرائے سی انڈنگ یو۔ اور“ — جوڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فوراً ہیڈ کو اڑ رپورٹ کرو فوراً۔ اور اینڈ آل“—— دوسری طرف سے کھا گیا اور جوڑی نے ٹرانسیور آف کیا۔ اسے واپس بیگ میں رکھا اور پھر بیگ انھائے وہ تقریباً دوڑتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ پارکنگ میں پہنچ کر اس نے بیگ سے چابی نکالی اور کار کا دروازہ کھول دیا اور بیگ اندر ڈال کر وہ ایک جھٹکے سے ڈرائیور گیٹ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار شارت ہو کر پہلے بیگ ہوئی پھر اس نے تیزی سے موڑ کاٹا اور پھر پارکنگ گیٹ سے نکل کر وہ خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ جوڑی اسی طرح صرف زیرِ جامہ اور گاگل پہننے کا چلا رہا تھا لیکن وہاں اکثر لوگ اسی طلبے میں ہی کاروں میں سفر کر رہے تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔ کچھ دور جانے کے بعد جوڑی نے کار کو ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح وہ کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک چھوٹے سے رہائشی یونٹ کے کھلے پھائک سے اندر داخل ہو رہی تھی پورچ میں اس نے کار روکی اور پھر اسی طرح نیچے اتر کر اس نے بیگ انھلایا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اس کو ٹھی میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں پہنچا تو اس نے بیگ ایک طرف ڈالا اور سیدھا باتحہ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باتحہ روم سے باہر آیا تو نہ صرف وہ غسل کر چکا تھا بلکہ اس کے جسم پر اب براون رنگ کا سوت بھی موجود تھا۔ دوسرے لمحے وہ قدم بڑھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں

بعد اس کی کار ایک پار پھر اس سائیڈ روڈ پر آندھی اور طوفان کی طرف دوڑتی ہوئی میں روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے کی مسلسل اور تیز ڈرائیور گیٹ کے بعد اس کی کار ایک پارہ منزلہ کمرشل پلازوہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر پارکنگ کی طرف بڑھ گئی پارکنگ میں اس نے کار روکی اور نیچے اترنا اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم انھاتا وہ پلازوہ کے میں گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا وہاں چار لفیش مسلسل اور نیچے لوگوں کو لے آ جا رہی تھیں البتہ ایک کونے میں ایک لفت تھی جس پر سیچل کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اس کے پاس ایک باور دی لفت بوائے کھڑا ہوا تھا۔ جوڑی اس سیچل لفت کی طرف بڑھ گیا۔ جوڑی کو لفت کی طرف بڑھتے دیکھ کر لفت کے باہر کھڑا باور دی لفت بوائے چوک کر سیدھا ہوا اور اس نے نہ مصرف اس مودبانہ انداز میں سلام کیا بلکہ آگے بڑھ کر اس نے لفت کا دروازہ کھول دیا تو جوڑی اندر داخل ہوا اس کے پیچے لفت بوائے داخل ہوا اور اس نے بٹن دبائ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر دوسرا بٹن دبایا۔ لفت اور پھر جانے کی بجائے تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی چند لمحوں بعد جب لفت رکی تو لفت بوائے نے بٹن دبائ کر لفت کا دروازہ کھولا اور جوڑی سرہلاتا ہوا باہر آگیا۔ یہ ایک راہداری تھی وہ تیز تیز قدم انھاتا راہداری کے آخر میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھنے لگا دروازہ بند تھا دروازے کے ساتھ ہی دیوار پر ایک فون پیس ہک سے لٹکا ہوا تھا۔ جوڑی نے رسیور ہک سے نکلا اور اس پر موجود نمبر پر لیکر کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“—— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری لیکن سرد آواز سنائی دی۔
”آرے سی جوڈی“—— جوڈی نے کہا۔

”اوکے“—— دوسری طرف سے کہا گیا اور جوڈی نے فون آف کر کے فون پیس دوبارہ ٹک سے لٹا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھل گیا اور جوڈی اندر داخل ہو گیا یہ بھی ایک راہداری تھی اس راہداری کے اختتام پر بھی ایک دروازہ تھا یہ دروازہ بھی بند تھا یہاں بھی دیوار سے ایک فون پیس ٹک سے لٹکا ہوا تھا۔ جوڈی نے فون ٹک سے نکلا اور اس پر ایک بار پھر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے پھر جیسے ہی اس نے آخری نمبر دبایا تو دروازے کے اوپر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب روشن ہو گیا۔ جوڈی نے فون آف کیا اور پھر اس کا بٹن آن کر کے اس نے دوبارہ نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے پھر جیسے ہی اس نے آخری نمبر پر لیں کیا بلب ایک جھماکے سے بچھ گیا اور جوڈی نے فون پیس دوبارہ ٹک سے لٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد بلب دوبارہ روشن ہو گیا لیکن اب اس کا رنگ بزر تھا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ جوڈی نے دروازہ کراس کیا یہ ایک شک اور چھوٹی راہداری تھی جس کے فرش پر سرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا تھا بلب خود بخود جلتے اور پھر بجھتے جا رہے تھے راہداری کے آخر میں ٹھوس دیوار تھی جوڈی اس دیوار کے سامنے جا کر رک گیا چند لمحوں

بعد دیوار خود بخود ایک طرف سرک گئی اور جوڈی نے قدم بڑھادیئے اب وہ ایک کافی کشادہ کمرے میں پہنچ گیا یہاں ایک کونے میں بڑی سی میز کے پیچے چوڑے جبڑوں اور بھاری چہرے والا ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کا چہرہ اس طرح ساٹ تھا جیسے وہ انسان کی بجائے کسی پتھر کے بننے ہوئے مجھتے کا چہرہ ہوا بلتہ آنکھیں زندہ انسانوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

”بیٹھو جوڈی“—— اس پتھریلے چہرے والے نے کہا۔ لمحہ بھاری تھا اور جوڈی سر بلاتا ہوا میز کی دوسری طرف کری پر بیٹھ گیا۔

”عمران کو بہادرستان کے سائک سنتر کے بارے میں معلومات مل گئی ہیں اور اب وہ لانا میں پاکیشی سیکریٹ سروس کی ٹیم سمیت وہاں کام کرے گا اس لئے اب تمہیں وہاں فوراً جانا ہو گا۔“—— اس پتھریلے چہرے والے نے اسی طرح بھاری لیکن ساٹ لجھے میں کہا۔

”کیا تفصیل ہے باس“—— جوڈی نے مطمئن سے لجھے میں کہا۔

”بہادرستان کے ایکریمین سفارت خانے کے سینکڑ سیکڑی گلبرٹ کی لاش وہاں کے ایک ہوٹل کی اسٹنٹ مینجر گریٹا کے رہائشی فلیٹ سے ملی ہے۔ گریٹا کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن ان کی لاشیں کرسیوں سے بندھی ہوئی حالت میں ملی ہیں گلبرٹ کے دونوں بازوؤں پر زخم لگے ہوئے تھے اور وہاں نمک اور مرچ سے بھرے ڈبے بھی موجود تھے لیکن انہیں استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ گلبرٹ کے سینے میں چاقو اس طرح مارا گیا تھا کہ وہ سیدھا دل میں اتر گیا اور وہ فوراً ہی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہلاک ہو گیا جبکہ گریٹا کے گلے میں چاقو مار کر اس کی شہرگ کاٹی گئی ہے۔ مقامی انگوادری سے معلوم ہوا ہے کہ دو عورتیں ہوٹل آشان میں آ کر ٹھہریں جن میں ایک سوئی نژاد تھی جبکہ دوسری ایشیائی تھی۔ کافنڈاٹ کی رو سے وہ سیاح تھیں اور کافرستان سے آئی تھیں۔

ایک کا نام جولیانا اور دوسری کا نام صالحہ تھا۔ انہوں نے ایک دیڑ سے ایک نام گریٹا کی ٹپ دی انہوں نے گریٹا کی رہائش گاہ کا پتہ اس دیڑ سے معلوم کیا اس کے بعد ان دونوں کو اس رہائشی پلازہ میں مارک کیا گیا وہ وہاں گیست روم میں بھی بیٹھی رہیں۔ گریٹا کا فون ایک دیڑ سے سفارت خانے میں ٹپ کیا گیا تھا اس نے گلبرٹ سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن گلبرٹ اپنی رہائش گاہ پر تھا پھر گریٹا نے وہاں فون کیا اور گلبرٹ اپنی رہائش گاہ سے گریٹا کے فلیٹ پر پہنچا اس کے بعد ان کی لاشیں ملیں۔ مزید انگوادری سے معلوم ہوا ہے کہ اس گلبرٹ کی دوستی سا سک سفر کے سیکورٹی آفیسر مارٹن سے تھی اور اس نے مارٹن کو فون بھی کیا جس کا مأخذ ٹریس کیا گیا تو وہ گریٹا کا فلیٹ تھا

اس کی موت کا وقت تقریباً فون کال کے وقت سے تھوڑی دیر بعد کا ہی بتا ہے بہر حال سیکورٹی آفیسر مارٹن نے بتایا ہے کہ گلبرٹ کونہ صرف سفر کے محل وقوع کا علم تھا بلکہ وہ ایک بار مارٹن کے ساتھ اس سفر کا چکر بھی لگا چکا ہے اور یہ جو لیا عمران کی ساتھی ہے اکثر کیسز میں اسے عمران کے ساتھ دیکھا گیا ہے اور وہ دونوں لڑکیاں اس واردات

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے فوراً بعد ہوٹل سے سامان لے کر چلی گئیں اور مزید انگوادری کے نتیجے میں یہ بات بہر حال طے ہو گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بہادرستان کے سفر کے محل وقوع کا سراج لگایا ہے۔ باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن انہیں شک کس طرح ہوا جبکہ فیاض کو وہاں سے جنوہی ایکریمیا لے جایا گیا اور وہاں سے رہا کیا گیا۔ اس صورت میں تو عمران کو مطمئن ہو جانا چاہئے تھا۔“—جوڑی نے کہا۔

”اس کے ساتھ ہی ایک اور رپورٹ پاکیشیا کے علاقے ناشران سے ملی ہے۔ اس فیاض کو ناشران سے انغوکر کے بہادرستان کے ایم ٹارگٹ کے خفیہ سفر میں پہنچایا گیا تھا۔ جس آدمی کے ذریعے اسے انغوکر کیا تھا اس آدمی کی لاش اس کے ہوٹل کے کمرے سے ملی ہے اور اس کی شہرگ کچل کر اسے ہلاک کیا گیا ہے جن دو آدمیوں کے بارے میں شک ظاہر کیا گیا ہے ان میں سے ایک کا قد و قامت عمران سے ملتا جلتا تھا۔“—چیف نے کہا تو جوڑی نے بنے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہ بات طے ہو گئی ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے یہ سفر خفیہ نہیں رہا لیکن اب آپ کیا چاہتے ہیں۔“—جوڑی نے کہا۔

”اس سفر کی حفاظت۔ یہ ایکریمیا کے لئے انتہائی اہم ہے۔“—چیف نے کہا۔

دے گی لیکن واقعی جو کچھ تم نے کہا ہے وہ بھی درست ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

”اس عمران کی ذہانت اور شاطرائے پن سے آپ بھی واقعی واقف ہیں اور میں بھی۔ یہ بات میرے ذہن میں آسکتی ہے تو یہی بات عمران بھی سوچ سکتا ہے۔۔۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”لیکن اگر ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے فوراً اس پر حملہ کر دیا تو پھر۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

”اس کا میرے نزدیک ایک ہی حل ہے کہ اس سنتر کے سیکورٹی شاف کو حکم دے دیا جائے کہ وہ کسی قسم کی مخلوق صورت حال پر ہمیں کال کر لیں اور کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں سے بہادرستان اور پھر اس ویران علاقے تک ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی وہ اپنا کام مکمل کر لیں گے۔ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا۔۔۔۔۔ چیف نے کہا اور جوڑی سر ہلا کر رہ گیا۔ چیف کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کی پیشانی پر تفکرات کی لکھیریں ابھری ہوئی تھیں۔

”چیف۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن لے کر فوری طور پر پاکیشیا چلے جائیں تاکہ یہ خطرہ ہی نہ رہے۔۔۔۔۔ جوڑی نے کہا تو چیف کے پھریلے چہرے پر پہلی بار پیشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”تمہاری بات درست ہے۔ میرے ذہن میں یہ زاویہ نہیں آیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فوراً اس پر حملہ کر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”لیکن کب تک یہ سنتر کام کرتا رہے گا فرض کیا کہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس فوری طرف پر یہاں حملہ نہیں کرتی پھر ہم کب تک اس کی حفاظت کریں گے اور دسری بات یہ کہ ہم اس سنتر کی حفاظت کس طرح کریں گے۔ اس کے اندر رہ کر یا باہر سے۔۔۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”میں نے اس سنتر کے حفاظتی انتظامات کی جو تفصیل معلوم کی ہے اس کے مطابق باہر سے تو پورا اعلاقہ ویران ہے وہاں تو کسی کا رہنا سنتر کو مخلوق کرتا ہے اندر سے ہی اس کی حفاظت ہو سکتی ہے اور تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ ریڈ اینجمنٹ کب تک اس کی حفاظت کریں گے پھر کیا کیا کیا مشورہ ہے۔۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

”میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتا ہوں چیف۔ میرا کام تو حکم کی تعییل ہے لیکن یہ سوچ لیں کہ فرض کیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چھ ماہ تک ادھر کا رخ نہیں کرتی ایک سال تک نہیں کرتی انہیں اس سنتر سے خطرہ تو یہی ہے کہ فون اور ٹرانسیسٹر کالزر چیک کی جاتی ہیں وہ اس کا کوئی ایسا انتظام کر لیتے ہیں کہ انہیں اس سنتر پر حملہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔۔۔۔۔ جوڑی نے کہا تو چیف کے پھریلے چہرے پر پہلی بار پیشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”تمہاری بات درست ہے۔ میرے ذہن میں یہ زاویہ نہیں آیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فوراً اس پر حملہ کر

سرکاری ادارہ ختم ہو جائے گا کیا میرے ہلاک ہو جانے سے ریڈ ایجنسی ختم ہو جائے گی نا نہیں"۔۔۔ چیف نے غصیلے لمحے میں کہا تو جوڑی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوکے۔ تم جاؤ۔ میں اس سلسلے میں مزید سوچ کر کوئی لا جھ عمل تیار کروں گا جس سے اس کا درست حل سامنے آ جائے گا"۔ چند لمحوں بعد چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جوڑی اٹھا اور سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

دانش منزل کے آپریشن روم میں عمران اپنی مخصوص کری پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ بلیک زیر و پکن میں اس کے لئے چائے بنانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ عمران سرخ جلد والی مخفیم ڈائری دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس ڈائری میں پتے اور فون نمبر لکھے ہوئے تھے۔ عمران کچھ دیر تک ڈائری دیکھتا رہا پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روز کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔ لمحہ خالصتا ایکری بی ہی تھا۔

"رونالڈ اب بھی اس کلب کا مینجر ہے یا کہیں اور شفت ہو گیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ کون صاحب ہیں اور کماں سے بول رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام پرنس ٹمبکٹو ہے اور میں ریاست ٹمبکٹو سے بول رہا ہوں"۔ عمران نے بڑے سمجھیدہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیا نام بتایا ہے آپ نے"۔ لڑکی کے لمحے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"پرنس ٹمبکٹو۔ اور ریاست ٹمبکٹو۔ اگر تم کو تو میں شیپ کرا کر تمہیں بھجوادوں لیکن میری آواز ظاہر ہے تمہیں پسند نہیں آئے گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پرنس۔ روئالڈ تو ایک سال پہلے روز کلب چھوڑ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنا کلب کھول لیا ہے جس کا نام ڈی لکس کلب ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا نمبر دے دیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

"ویسے کیا آپ ڈی لکس کلب میں شفت نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ظاہر ہے مجھے وہاں روئالڈ کی وجہ سے بار بار کال کرنا پڑے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہاں آپ جیسی خوبصورت اور دلکش آواز سنائی نہ دے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ اگر روئالڈ آپ کی بات مان لے تو اسے میری سفارش ضرور کر دیں۔ میرا نام لویا ہے"۔ لڑکی نے بڑے سکلفانہ لمحے میں کہا۔

"روسیا۔ اور تو آپ روسیا ہی ہیں۔ آپ کیسے ایکرہ بھیا میں جا پہنچیں"۔ عمران نے کہا۔

"روسیا نہیں لویا"۔ اس بار لڑکی نے قدرے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

"اوکے۔ میں آپ کی سفارش ضرور کروں گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کیڈل دبا کر اس نے لڑکی کا بٹایا ہوا نمبر تیزی سے ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"ڈی لکس کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک اور نسوائی آواز سنائی دی۔

"روئالڈ سے بات کریں۔ میں اس کا دوست ٹمبکٹو بول رہا ہوں پاکیشیا سے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا کیا نام بتایا ہے آپ نے"۔ لڑکی نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"پرنس ٹمبکٹو"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔ جیسے وہ اتنی دیر دل ہی دل میں ٹمبکٹو کے چھے یاد کرتی رہی ہو اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس دوران بلیک زیر و چائے کے دو گل اٹھائے آگیا۔ اس نے ایک گل عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ اپنی مخصوص کری پر بیٹھ گیا۔

"ہیلو روئالڈ بول رہا ہوں"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ایک دھاڑتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ حلق پھاڑ کر بول رہا ہو۔
”ارے اتنے زور سے بول رہے ہو۔ کیا بھرے ہو گئے ہو کہ اپنی آواز تمہیں سنائی نہیں دیتی“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کون ہیں آپ۔ آپ کی آواز اور لجھ تو کچھ جانا پچانا سالگتا ہے لیکن نام آپ کا عجیب سا ہے۔ گماٹو کیا نام ہوا۔ میں تو کسی گماٹو کو نہیں جانتا“۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے قدرے زم لجھ میں کھاگیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اسی لئے کہتے ہیں کہ انڑو یو لیتے وقت آنکھیں بند اور کان کھلے رکھنے چاہیں۔ لیکن تم نے شاید استقبالیہ لڑکی کا انڈو یو لیتے وقت آنکھیں کھول رکھی تھیں اور کان بند رکھے تھے چنانچہ وہ خوبصورت یقیناً ہو گی لیکن عقل سے بہر حال پیدل ہی ہے کہ اسے دوبار بتانے کے باوجود اس نے پرنی ٹمبکٹو کو پرنی گماٹو بنادیا“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ تم عمران ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ اسی لئے تو میں الجھ گیا تھا کہ آواز اور لجھ تو پچانا ہوا ہے لیکن یہ گماٹو کیا بلا ہے لیکن قصور میری سیکڑی کا نہیں ہے۔ وہ تو بڑی ذہین لڑکی ہے لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ تم نام ہی ایسے رکھتے ہو۔ ڈھپ، ٹمبکٹو۔ اب بھلا کوئی شریف آدمی تو ایسے نام نہیں رکھ سکتا“۔۔۔ اس بار رونالڈ نے ہنستے ہوئے انتہائی بے تسلک فانہ لجھ میں کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ رونالڈ شریف آدمیوں کا نام ہو سکتا ہے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رونالڈ کا مطلب جانتے ہو“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ کیوں نہیں۔ رونالڈ ہماری زبان میں خوبصورت لفظ یا خوبصورت موسيقی کے لکھرے کو کہتے ہیں“۔۔۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

”وہ رونڈو لفظ ہوتا ہے جس کا معنی خوبصورت لفظ یا خوبصورت موسيقی کا لکھرنا ہوتا ہے۔ رونالڈ سکالش زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے مکان کی چھت کا گندہ پانی نکالنے والا گھر۔ جسے روپ گھر یا ہماری مقامی زبان میں پر نالہ کہا جاتا ہے اور اگر یہ معنی تمہیں پسند نہ ہو تو پھر شیکپڑے نے اس لفظ کو اپنے ایک ڈرامے میں عورتوں کو بے عزت کرنے والے کے معنی میں استعمال کیا ہے اب جو مطلب تمہیں پسند ہو وہی بتاؤ“۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم سے خدا سمجھے۔ تم نے جو معنی بتائے ہیں اس سے تو مجھے اپنے نام سے ہی نفرت ہونے لگ گئی ہے۔ اگر میری بیوی جینی کو تم نے یہ معنی بتایا تو وہ فوراً نام تبدیل کرنے کا حکم دے دے گی اور تم جانتے ہو پھر چاہے قیامت کیوں نہ آجائے مجھے بہر حال نام تبدیل کرنا پڑے گا۔ اس لئے تم اس بحث کو چھوڑو اور بتاؤ کہ تم نے فون کیسے کیا اور میرے اس نمبر کا پتہ کیسے چلا تھیں“۔۔۔ رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”روز کلب فون کیا تھا کیونکہ میری ڈائری میں تمہارا پتہ اور فون نمبر وہی تھا۔ وہاں ایک محترمہ سے بات ہوئی جس نے اپنا نام لو سیا بتایا

ہے اس نے مربانی کرتے ہوئے تمہارے نئے کلب کا نام اور فون نمبر بتا دیا اور ساتھ ہی یہ فرماش بھی کر دی ہے کہ میں تم سے سفارش کر دوں تاکہ تم لو سیا کو ڈی لکس کلب میں میں سروس دے دو۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو رونالڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے معلوم ہے تم نے اس بیچاری کی آواز کی تعریف کی ہو گی اور ساتھ ہی کہا ہو گا کہ اتنی دلکش آواز تم مستقل طور پر سننا چاہتے ہو۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ ٹھیک ہے اگر کوئی جگہ خالی ہوئی تو میں لو سیا کو کال کر لوں گا۔ بہرحال تم بتاؤ کیسے فون کیا ہے“ — رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کسی نامے میں تمہاری شہرت تھی کہ تم وہ کام بھی کر لیتے ہو جو دوسروں کے لئے ناممکن ہوتے ہیں۔ کیا اب بھی وہ شہرت قائم ہے یا۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم خود یہ سمجھتے ہو کہ تمہارا کام نہیں ہو سکتا۔۔۔“ رونالڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کام تو کسی نہ کسی انداز میں ہو ہی جاتے ہیں۔ مسئلہ اس کے حصی انداز میں ہونے کا ہوتا ہے۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کام تو بتاؤ۔۔۔“ رونالڈ نے کہا۔

”ایکریمیا نے بہادرستان میں ایک خفیہ سائنسی سفر قائم کیا ہوا ہے۔ یہ اس قدر خفیہ ہے کہ بہادرستان کی حکومت کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”اور تم اس سفر کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتے ہو۔۔۔“ — رونالڈ نے کہا۔

”نہیں۔ وہ تو مجھے معلوم ہے۔ میں دراصل یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس سفر میں جو مشینری استعمال کی جا رہی ہے وہ کس کمپنی کی تیار کردہ ہے۔۔۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا کام ہوا۔ کیا مطلب“ — رونالڈ نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”حکومت اس قسم کی مشینری خود تیار نہیں کرتی اور ایکریمیا میں بے شمار کمپنیاں ہیں جو اس قسم کی مشینری تیار کرتی ہیں۔ اور فروخت کرتی ہیں لازماً حکومت نے ان میں سے ہی کسی کمپنی سے یہ مشینری خریدی ہو گی۔ مجھے اس کمپنی کا نام چاہئے۔۔۔“ — عمران نے کہا۔

”اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔۔۔“ رونالڈ نے پہلے کی طرح حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”ہماری حکومت بھی پاکیشیا میں اس قسم کا سفر قائم کرنا چاہتی ہے اور ہم بھی اس کمپنی سے مشینری خریدنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ بہرحال انداز میں ہونے کا ہوتا ہے۔۔۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ کام تو بتاؤ۔۔۔“ — رونالڈ نے کہا۔

”ایکریمیا نے بہادرستان میں ایک خفیہ سائنسی سفر قائم کیا ہوا ہے۔ یہ اس قدر خفیہ ہے کہ بہادرستان کی حکومت کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔۔۔“ — عمران نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں کال کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تم کوشش کرو تو یہ کام آسانی سے ہو جائے گا۔ عمران نے سمجھیدہ لمحے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھ گیا ہوں تمہاری بات۔ اب یہ چاہو کہ یہ منہر کس قسم کا ہے۔“— روئالڈ نے پوچھا۔

”اے سائنسی زبان میں ساک منہر کہتے ہیں۔ اس میں جو مشینزی نصب ہوتی ہے وہ ٹرانسیور کالز اور مصنوعی سیاروں کے ذریعے ہونے والی فون کالز کو مانیزیر کرتی ہے۔ اس طرح ملک میں ہونے والی ہر قسم کی کالز کو مسلسل مانیزیر کیا جاتا ہے تاکہ ملک کی سلامتی یا حکومت کے خلاف کسی قسم کی کوئی سازش ہو رہی ہو تو اسے چیک کیا جا سکے۔“— عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ منہر کس ضریب کے تحت ہو گا۔ میں وہاں سے اس کمپنی کے پارے میں معلوم کر لوں گا اور پھر اس کمپنی سے اس مشینزی کی تفصیلات آسانی سے مل جائے گی۔“

روئالڈ نے جواب دیا۔

”مجھے کتنے سال انتظار کرنا پڑے گا تمہاری طرف سے رپورٹ کا۔“— عمران نے کہا تو دوسری طرف سے روئالڈ بے اختیار نہ پڑا۔

”تمہاری یہ عادت مجھے پسند نہیں ہے کہ جب بھی کوئی کام بتاتے ہو تو پھر صبر نہیں کرتے۔ بس ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو جاتے ہو۔ دو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گھنٹے بعد مجھے فون کر لینا پھر میں بتا سکوں گا کہ اس کام میں کتنا وقت لگ سکتا ہے۔“— روئالڈ نے بتتے ہوئے کہا۔

”مجھے تمہاری صلاحیتوں کا علم ہے اس لئے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ دو گھنٹے بعد مجھے حتیٰ رپورٹ ہی مل جائے گی۔ تم بے فکر رہو۔ تمہارا معاوضہ ایسی صورت میں ڈبل ہو جائے گا۔ گذبائی۔“— عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ کی چائے مختلطی ہو گئی ہے۔“— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کوئی کافی کی طرح کوئی کافی کافی منفرد ذاتی ہوتا ہے۔“— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے قلمدان سے قلم اٹھایا اور ڈائری کھول کر وہ صفحہ نکلا جہاں روئالڈ کا پتہ روز کلب اور اس کا فون نمبر درج تھا۔ اس نے کلب کا نام اور فون نمبر کاٹ دیا اور کلب کا نیا نام اور نیا فون نمبر درج کیا اور پھر ڈائری بند کر کے اس نے چائے کا مگ اٹھایا۔

”جب آپ کو اس منہر کا محل و قوع معلوم ہو گیا تو پھر آپ اس کی مشینزی وغیرہ کی تفصیل معلوم کرنے کے چکر میں کیوں پڑ گئے ہیں۔“— بلیک زیرو نے کہا۔

”دانش منزل میں رہنا اور بات ہوتی ہے اور دانش مند ہونا اور بات ہوتی ہے۔“— عمران نے چائے کی چکلی لے کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے“۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”تمہارا خیال ہے کہ یہ کوئی لیبارٹری ہے اور وہاں کسی خاص فارموں پر کام ہو رہا ہے کہ ہم اس لیبارٹری کو تباہ کر کے اس فارموں کو ختم کر دیں گے اور اس طرح یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ نہ ہی ایکریمیا کے پاس سرمائے کی کمی ہے اور نہ ہی ایسے سفر بنانے والے ماہرین کی۔ فرض کیا کہ میں نے یہ سفر تباہ کر دیا۔ کیا اس کے بعد حکومت ایکریمیا ایسا دوسرا سفر نہیں بنائے گی۔ اس بار تو فیاض کی وجہ سے ہمیں اس سفر کا علم ہو گیا۔ پھر کیسے علم ہو گا اور اگر ہو بھی جائے تو ہم کب تک یہ کام کرتے رہیں گے“۔ عمران نے اسے جواب دیا تو بلیک زیرو کامنہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

”اوہ واقعی۔ میں نے اس زاویے پر تو غور ہی نہیں کیا تھا“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”اسی لئے تو تمہیں چیف بنایا گیا ہے کیونکہ چیف صاحبان غور کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ صرف حکم دینے کے عادی ہوتے ہیں“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ مجھے تسلیم ہے کہ آپ جیسی ذہانت مجھے میں تو کیا کسی میں بھی نہیں ہو گی۔ آپ جس انداز اور جس گمراہی میں ہر معاملے کے بارے میں سوچتے ہیں اس میں آپ کا اپنا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ لیکن کم از کم اتنی بات تو آپ بھی

سمجھتے ہیں کہ آپ جیسی ذہانت کم از کم مجھے میں نہیں ہے اور مجھے اس کا اعتراف بھی ہے“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ذہن اللہ تعالیٰ نے سب کو دیئے ہیں مسئلہ اس کے استعمال کا ہوتا ہے۔ جب آدمی کے سوچنے کا انداز ایک خاص انداز میں رہتا ہے تو پھر وہ اسی طرح سوچتا ہے۔ تم صرف سطحی انداز میں سوچتے ہو۔ اور پھر فوراً نتیجہ نکال کر اس پر عمل کرنے کے درپے ہو جاتے ہو۔ میں ایسا نہیں کرتا۔ میں شرطنج کے ماہر کی طرح ہر آئندے کو مختلف زاویوں سے سوچتا ہوں اور پھر کسی نتیجے پر پہنچتا ہوں“۔۔۔ عمران نے اسے بار سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ میں شرمند ہوں“۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے یاد ہے ایک بار میں نے تمہیں تفصیل سے بتایا تھا کہ سوچنے کا صحیح انداز کیا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم نے میرے اس سارے لیکھر کو نظر انداز کر دیا۔ بہر حال اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں نے کیا سوچا ہے۔ یہ درست ہے کہ جو لیا اور صالح نے واقعی محنت کی ہے اور انہوں نے نہ صرف اس سفر کا صحیح محل و قوع معلوم کر لیا ہے بلکہ کسی حد تک اس کے سیکورٹی اقدامات کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لی ہیں اور اب تم جا کر اس کی تباہی کا مشن پورا کر سکتی ہے۔ لیکن میں نے پہلے کہا ہے کہ کیا اس طرح واقعی مسئلہ چشمی طور پر حل ہو جائے گا۔ نہیں۔ ایکریمیا دوسرا سفر بنالے گا۔ تیرا بنا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لے گا۔ چوتھا بنا لے گا۔ اس لئے یہ کوئی حتمی حل نہیں ہے۔ اس سنتر سے ہمیں نقصان کیا ہے۔ یہی کہ اس سنتر میں موجود مشینری کے ذریعے پاکیشیا کی فوجی اور سول ٹرانسیورز اور فون کالز مائنر کی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی ایسا انتظام ہو جائے کہ ایسا نہ ہو سکے تو پھر ظاہر ہے ایکریمیا کیا کرے گا۔ معاملہ ختم ہو جائے گا”۔ — عمران نے کہا۔

”اوہ۔ واقعی اگر ایسا ہو جائے تو واقعی اس سنتر کی افادت ہی ختم ہو جائے گی اور پاکیشیا کی سلامتی اور دفاع محفوظ ہو جائے گا۔“ — بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

”اب تم نے پھر نتیجہ نکالنے میں جلدی کر دی ہے۔ تمہیں مجھ سے پوچھتا چاہئے تھا کہ اس صورت میں ظاہر ہے ایکریمیا کو علم ہو جائے گا کہ ہم نے اس کے کالز مائنر کرنے میں کوئی رکاوٹ ڈالی ہے اور اس کے ماہرین اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے کام شروع کر دیں گے اور جب انہوں نے یہ رکاوٹ دور کر دی تو یہ سنتر پھر پاکیشیا کی سلامتی اور دفاع کے لئے نقصان دہ ثابت ہو گا اور ہمیں اس کا علم بھی نہ ہو سکے گا اور ہم مطمئن بیٹھے رہیں گے کہ ہماری کالزوہ مائنر نہیں کر رہے جبکہ وہ کر رہے ہوں گے۔“ — عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر ایک بار پھر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”آپ کی بات درست ہے۔“ — بلیک زیرو نے اس بار صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا۔

”اس لئے اصل حل یہ ہے کہ کالز تو اسی طرح مائنر ہوں جس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

طرح ہو رہی ہیں لیکن کالز کا مفہوم سائنسی طور پر بدل جائے۔ یہ کالز وہاں کمپیوٹر کے ذریعے کچھ ہوتی ہیں اور کمپیوٹر ہی انہیں کچھ کر کے ریکارڈ کرتا ہے اور پھر نیپ ہوتی ہیں۔ براہ راست آواز نیپ نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس طرح تو لاکھوں کروڑوں کالیں روزانہ نیپ ہوتی رہیں اس قدر وسیع پیسنج عملی طور پر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اس کا طریقہ یہ رکھا جاتا ہے کہ کمپیوٹر میں چند خاص پوائنٹ فیڈ کر دیئے جاتے ہیں کہ جس کال میں ان میں سے کوئی پوائنٹ موجود ہو صرف اسی کال کو نیپ کیا جائے۔ مثال کے طور پر پاکیشیا نے دفاعی طور پر میزاںکل تیار کرنے ہیں جن کا کوڈ نام مثلاً ایکس میزاںکل ہے۔ اب ظاہر ہے ایکریمیا کے لئے ایسے کوڈ معلوم کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ چنانچہ وہ کمپیوٹر کو ہدایت دے دیتے ہیں کہ جس کال میں ایکس میزاںکل کا لفظ ہو اسے نیپ کر لیا جائے ورنہ نہیں۔“ — عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ ورنہ واقعی میرا یہی خیال تھا کہ ہر کال کو نیپ کیا جاتا ہو گا۔“ — بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

”چنانچہ اگر ایسی مشینری پاکیشیا میں نصب کر دی جائے کہ جو نہ صرف بہادرستان کے اس سنتر بلکہ یوں سمجھو کر پورے بہادرستان کافرستان اور ایسے ہی تمام ماحقہ علاقوں میں جہاں جہاں اس قسم کے خفیہ سنتر قائم ہوں ان کی مشینری میں سائنسی طور پر تبدیلیاں پیدا کر

سکے تو ظاہر ہے کا لز تو مانیز ہوں گی لیکن ان کے مفہوم بدل جائیں گے اور اس طرح اصل راز ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اس سلسلے میں میری تفصیلی بات سرداور سے ہوئی اور سرداور نے یونائیٹڈ کارمن کے ایک سائنس دان سے خود اس معاملے پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ آخری نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک اس سفتر میں موجود کمپیوٹر کی رینچ اور اس کی سائنسی ساخت کا علم نہ ہو۔ اس وقت تک یہ کام ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں نے روئالڈ سے بات کی ہے۔ روئالڈ کے تعلقات بیج و سعی ہیں اور انہی تعلقات کی وجہ سے وہ ایسی خبریں نکال لیتا ہے کہ جو عام حالات میں ممکن ہی نہیں ہوتیں۔ اب اگر مجھے اس کمپنی کا علم ہو جائے تو پھر ایکریمیا کے کسی بھی کاروباری آدمی سے یہ تفصیلات کسی بھی طرح حاصل کی جاسکتی ہیں اور ان کے مطابق اس سفتر کو سائنسی طور پر ناکام بنایا جا سکتا ہے۔ عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ یہ مشن سائنسی طور پر ہی حل کریں گے۔ اس سفتر کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔“ بلیک زیرو نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا۔

”ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ابھی تو صرف آئیڈیوں پر بات ہو رہی ہے۔ فرض کیا کہ اگر ہم اپنے آئیڈیئے میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو پھر فوری طور پر تو اس کا یہی حل ہو سکتا ہے کہ اس سفتر کو ہی تباہ کر دیا جائے اور اس کے بعد کوشش کی جائے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ماہرین ہمیں بتائیں کہ ایسی مشینزی کی تنصیب اور اس کے لئے سفتر کے قیام

میں طویل عرصہ درکار ہے تو پھر ہمارے لئے یہ ضروری ہو گا کہ ہم فوری طور پر اس سفتر کو تباہ کر دیں تاکہ جب تک وہ دوسرا سفتر قائم کریں ہمیں موقع مل جائے اور ہم بھی ان کی کارکردگی ناکام بنانے والا سفتر قائم کر سکیں۔“ — عمران نے کہا۔

”وہ سرجان آر نلڈ اور گریٹ لینڈ حکومت کا وہ منصوبہ۔ اس کا کیا ہوا۔“ — بلیک زیرو نے کہا۔

”سرجان آر نلڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کی لاش فیاض نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ اس لئے سرکاری طور پر حکومت گریٹ لینڈ کو اس کی اطلاع کر دی گئی ہے۔ اس کی صاجزاً دی ریٹا کو میں نے بلوا کر فیاض سے ملوایا تھا اس نے اپنے والد سرجان آر نلڈ کی شکل و صورت اور قدو قامت کے بارے میں فیاض سے پوری تسلی کر لی ہے تاکہ کہیں فیاض کو غلط فہمی نہ ہوئی ہو اور ریٹا بھی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ فیاض نے واقعی سرجان آر نلڈ کی ہی لاش دیکھی تھی اب ظاہر ہے ریٹا سے سوائے تعزیت کرنے کے اور ہم کچھ کر بھی نہ سکتے تھے اور جہاں تک حکومت گریٹ لینڈ کے اس منصوبے کا تعلق ہے تو یہ بات انکو اڑی کے بعد سامنے آگئی ہے کہ حکومت گریٹ لینڈ پاکیشیا کے مفاد کے لئے سفتر قائم نہیں کر رہی تھی بلکہ وہ یہاں اپنے مفاد کے لئے سفتر قائم کرنا چاہتے تھے تاکہ لایکریمیا کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی اس علاقے میں ہونے والی تمام سرگرمیوں سے واقف ہوتے رہیں۔ انہوں نے سیکرٹری وزارت سائنس ڈاکٹر بشارت کو استعمال کرنے کی کوشش

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی تھی اس لئے وہ منصوبہ تو ظاہر ہے ختم ہو گیا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اسی طرح کی باتیں کرتے ہوئے انہوں نے دو گھنٹے سے بھی زیادہ کا وقت گزار لیا تو عمران نے رسیور انھیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈی لکس کلب“— دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

”پرس ٹمبکتو بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔“ روئالڈ سے بات کراو۔“— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیں سر۔ ہولڈ آن کریں۔“— دوسری طرف سے کہا گیا اور لائس خاموش ہو گئی۔

”ہیلو۔ روئالڈ بول رہا ہوں۔“— چند لمحوں بعد روئالڈ کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ بتاؤ کیا پورٹ ہے۔“— عمران نے کہا۔

”تم نے چونکہ ڈبل معاوضہ کی خوشخبری سنائی تھی اس لئے تمہارا کام واقعی دو گھنٹے کے اندر ہو گیا ہے۔ ایکریمیا نے جہاں جہاں بھی

سائک سفر بنائے ہیں وہاں مشینفری ایک ہی کمپنی کی لگائی گئی ہے اور

جب معاوضہ کے بارے میں تفصیلات حاصل کیں تو مجھے یہ جان کر بیجد حیرت ہوئی کہ بظاہر یہ کمپنی کمرشل ہے لیکن یہ مطلوبہ

مشینفری صرف حکومت ایکریمیا کو ہی سپلائی کرتی ہے اور کسی کو نہ ہی یہ مشینفری سپلائی کرتی ہے اور نہ ہی اس کی تفصیلات میا کی جاتی ہیں۔

اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے بھر حال ڈبل معاوضہ نے واقعی کام دکھایا ہے کیونکہ میں نے اس کمپنی کے ایک آدمی کو اس بات پر رضامند کر لیا ہے کہ وہ اس مشینفری کے بارے میں سائنسی پیپرز کی کاپیاں معقول معاوضہ میں فروخت کر دے۔ اب تم جیسے کو۔“— روئالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے اس کمپنی کا۔“— عمران نے پوچھا۔

”کمپنی کا نام ہاپ کر کارپوریشن ہے اس کا ہیڈ آفس ولنگٹن کی مشہور کمرشل شاہراہ پافلی اینڈ پر ہے اور جس کمرشل پلازہ میں یہ ہیڈ آفس ہے۔ اس پلازہ کا نام سوان ہال پلازہ ہے۔“— روئالڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”اس قدر تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے اور میں صرف اس کمپنی کا نام جانا چاہتا تھا۔ بھر حال تم جو بھی معاوضہ معقول سمجھو اسے دے کروہ سائنسی پیپرز اس سے لے لو اور پھر مجھے سمجھو دینا اور اپنا بنک اکاؤنٹ نمبر اور بنک کے نام کی تفصیل بھی بتا دو تاکہ اس رقم کے ساتھ ساتھ تمہارا معاوضہ بھی تمہیں سمجھوا دیا جائے۔“— عمران نے کہا۔

”کس پتے پر پیپرز بھیجے جائیں۔“— روئالڈ نے پوچھا تو عمران نے راتا ہاؤس کا پتہ بتا دیا تو جواب میں روئالڈ نے اپنا بنک اکاؤنٹ اور بنک کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔

”کل تک یہ پیپرز تم تک پہنچ جائیں گے۔ بے فکر رہو۔“— روئالڈ مشینفری سپلائی کرتی ہے اور نہ ہی اس کی تفصیلات میا کی جاتی ہیں۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے کہا اور عمران نے اوکے کمہ کر ریسیور رکھ دیا۔

”اے معاوضہ وغیرہ بھجو ارٹا۔ اب میں چلتا ہوں۔ کل جب یہ پیپرز مل جائیں گے تو پھر سرداور سے بات کر کے کوئی حصی فیصلہ کیا جائے گا۔“ — عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیر و نے اثبات میں سرہلا یا اور پھر وہ بھی احترازاً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ختم شد

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران سیرز میں انتہائی دلچسپ، یادگار اور منفرد ناول

ساسک سنتر

حصہ دوم

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

- — کیا عمران نے ساسک سنتر کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا یا اس نے اس کا خیال ہی ترک کر دیا؟
- — وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت ریڈ اینجنسٹ کے ہاتھوں بے بس ہو گیا اور ریڈ اینجنسٹ اس کی بے بسی پر فاخرانہ قمقے لگا رہا تھا۔
- — وہ لمحہ جب کیپشن شکلیل کی کوشش کے باوجود موت عمران اور اس کے ساتھیوں پر جھپٹ پڑی۔
- — وہ لمحہ جب ریڈ اینجنسٹ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں پر جشن مسرت منانے ساسک سنتر پہنچ گئے۔
- — وہ لمحہ جب ساسک سنتر کے سائنس دانوں نے خود اپنے ہاتھوں ساسک سنتر کو تباہ کر دیا۔ کیوں اور کیسے؟ انتہائی دلچسپ، مسینپشن اور ایکشن سے بھرپور یادگار ناول — شائع ہو گیا ہے — ☆ —

یوسف برادرز - پاک گیٹ، ملتان

علاقہ سینئر

سماں سنٹر

حصہ دوم

منظہہ کلیم ایم، اے

یوسف برادرز پاک گیٹ
مُلتان

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جوڑی اپنے کمرے میں میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریوالونگ کری پر
بیٹھا ایک ضروری سرکاری کام میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے
فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جوڑی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
”لیں۔ جوڑی بول رہا ہوں“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”لا فڑ بول رہا ہوں باس“۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے ایک
ساتھی ریڈ ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔ چونکہ وہ چیف ریڈ ایجنٹ تھا اس
لئے باقی سارے ساتھی اسے باس کہہ کر پکارتے تھے۔

”لا فڑ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے“۔
جوڑی نے چونک کر پوچھا۔

”آپ نے پچھلے دنوں بہادرستان میں سماں سنٹر اور پاکیشیا سائکرٹ
سرود کے سلسلے میں بات کی تھی“۔۔۔ لا فڑ نے کہا۔
”ہاں کیوں“۔۔۔ جوڑی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے چونکہ معلوم تھا کہ ہمیں بہر حال اس سنتر کی حفاظت کے لئے جانا ہو گا۔ اس لئے میں نے اپنے طور پر اس کمپنی کا سراغ لگایا۔ جس نے وہاں مشینری نصب کی ہے اور اس کے سیکورٹی اقدامات کے لئے خصوصی مشینری بھی پلاٹی کی ہے۔ میں دراصل یہ چاہتا تھا کہ وہاں کی سیکورٹی کے سلسلے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکوں“۔— لافڑ نے کہا۔

”گذشہ۔ تمہارے یہی کام تو تمہیں دوسروں سے متاز کر دیتے ہیں لافڑ“۔ جوڑی نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

”شکریہ بس۔ بہر حال اس کمپنی کا نام ہاپ کر کارپوریشن ہے۔ میں اس سلسلے میں کام کرتا رہا اور آج مجھ پر انتہائی حیرت انگیز اکٹھاف ہوا اور وہ یہ کہ اس مشینری کے سامنے پہپڑ خفیہ طور پر فروخت کئے گئے ہیں“۔— لافڑ نے کہا۔

”سامنے پہپڑ فروخت کئے گئے ہیں۔ کیا مطلب میں تمہاری بات نہیں سمجھا“۔— جوڑی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کمپنی کا ایک انتہائی ذمہ دار آدمی جس کا نام پیٹر ہے۔ اس کے بارے میں اچانک مشور ہو گیا کہ اس کی کوئی بھاری لاڑی نکل آئی ہے اور اس کے پاس یکخت بست سی دولت آگئی ہے اور اچانک آفس سے چھٹی لے کر وہ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ جزیرہ ہوانا تفریح کے لئے چلا گیا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ہمارے ذہن پولیس والوں کی طرح ہوتے ہیں۔ چنانچہ مجھے بھی شک پڑ گیا۔ میں نے جب مزید

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انگواری کی تو پتہ چلا کہ ایسی کوئی لاڑی پیٹر کی نہیں تھی چنانچہ میں جزیرہ ہوانا پہنچ گیا۔ وہاں پیٹر سے ملاقات ہوئی۔ تھوڑی سی پوچھ گچھ سے مجھے احساس ہو گیا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے چنانچہ میں نے اس پر مخصوص حربے آزمائے جس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ ایکریمیا کے سارے سنتر میں نصب مخصوص مشینری کے سامنے پہپڑ کی نقولات اس نے بھاری معاوضے کی عرض فروخت کی ہیں۔ مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ آخر کسی نے اس قدر بھاری معاوضہ ایسے پہپڑ کے لئے کیوں ادا کیا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کیں جس نے یہ پہپڑ خریدے تھے تو پتہ چلا کہ وہ درجنی آدمی تھا۔ اصل خریدار ڈی لکس کلب کا مالک روئیڈ ہے۔ روئیڈ کے بارے میں مجھے معلوم تھا کہ وہ ڈی لکس کلب کے علاوہ اونچے پیمانے پر معلومات فروخت کرنے کا وہندہ بھی کرتا ہے اور اس کے تعلقات بسید و سعیج ہیں اور اکثر اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جو کام دوسروں کے لئے ناممکن ہوتا ہے وہ کام روئیڈ کے لئے ممکن ہوتا ہے چنانچہ میں نے روئیڈ کو جا گھیرا۔ روئیڈ نے پہلے تو کچھ بتانے سے انکار کر دیا لیکن بہر حال میں نے اسے زبان کھولنے پر مجبور کر لیا۔ اس نے یہ اکٹھاف کیا ہے کہ یہ سامنے پہپڑ دراصل پاکیشیا کے علی عمران نے خریدے ہیں۔“— لافڑ نے کہا تو جوڑی بے اختیار اچھل پڑا۔

”عمران نے خریدے ہیں۔ کیوں۔ وہ ان کا کیا کرے گا“۔ جوڑی

نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”میں نے اپنے طور پر جو اندازہ لگایا ہے وہ یہ ہے کہ عمران ان پیپرز کی مدد سے اپنے ملک کے سائنس دانوں سے مل کر ایکریمیا کے اس سنتر کی مشینری کو فیل کرنے یا ناکام کرنے کی کوئی کوشش کرے گا۔“— لافڑنے کہا۔

”لیکن وہ اس سنتر کو تباہ بھی کر سکتا ہے اور تباہی کے لئے مشینری کے سائنسی پیپرز حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک طاقتور بم ہر قسم کی مشینری کے پر خپے اڑا سکتا ہے۔“— جوڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال میں نے آپ کو اطلاع دے دی ہے۔ اب آپ جس طرح چاہیں اس بارے میں سوچ لیں۔“— لافڑنے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیف بس سے بات کرتا ہوں۔ عمران بغیر کسی مقصد کے کوئی کام نہیں کیا کرتا۔“— جوڑی نے کہا اور کریڈل دباؤ کر اس نے تیزی سے نمبرڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیڈ کوارٹر۔“— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی مشین کی گراریاں چل رہی ہوں اور ان گراریوں کے چلنے کی وجہ سے آواز پیدا ہو رہی ہو۔

”آر اے سی بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کرو۔“— جوڑی نے کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“— وہی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔“— چند لمحوں بعد چیف کی بھاری آواز سنائی دی تو جوڑی نے لافڑی کی روپورٹ تفصیل سے دوہرا دی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران وہاں حملہ کرنے کی بجائے کوئی اور سائنسی چکر چلانا چاہتا ہے۔“— چیف نے پریشان سے لبجے میں کہا۔

”لیں چیف۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ وہ شیطانی ذہن کا مالک ہے۔ وہ ایسی بات سوچتا ہے جو کسی کے ذہن میں بھی نہیں آسکتی۔“— جوڑی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ہاپ کر کر کارپوریشن والوں سے وہ سائنسی پیپرز منگوا کر چکٹ کرتا ہوں کہ عمران ان سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے بعد ہی کچھ سوچیں گے۔“— چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جوڑی نے رسیور رکھا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فاکل پر نظریں جما دیں لیکن دوسرے لمحے اس نے سر اٹھایا تو اس کے ہونٹ بھنپنے ہوئے تھے اور اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئیں تھیں جیسے وہ کسی خاص الجھن میں پھنسا ہوا ہو اور کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہوں۔ چند لمحے وہ اسی حالت میں رہا پھر اس نے بے اختیار کندھے جھٹکے اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ رسیور اٹھا کر بھی وہ چند لمحے بیٹھا رہا پھر اس نے تیزی سے نمبرڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈی لکس کلب۔“— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”رونالڈ سے بات کراؤ۔ میں جوڑی بول رہا ہوں“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔ رونالڈ سے اس کے بڑے گھرے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ آپس میں کافی بے تکلف تھے اور جوڑی یہی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ وہ عمران کے سلسلے میں رونالڈ سے بات کرے یا نہیں اور آخر کار اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رونالڈ سے بات کرے گا۔ چنانچہ اس نے اسے کال کر لیا تھا۔

”ہیلو۔ رونالڈ بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد رونالڈ کی آواز سنائی دی۔

”جوڑی بول رہا ہوں رونالڈ“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”میں نے سن لیا ہے تمہارا نام“۔۔۔ دوسری طرف سے رونالڈ نے سرد لبجھ میں جواب دیا تو جوڑی بے اختیار ہنس پڑا۔

”ناراض معلوم ہوتے ہو۔ کہیں لافڑ نے بد تیزی تو نہیں کر دی“۔۔۔ جوڑی نے ہنستے ہوئے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ لافڑ کی وجہ سے رونالڈ کا موڑ آف ہو گا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ رونالڈ کو معلوم ہے کہ لافڑ کا تعلق ریڈ اینجنیئر سے ہے اور وہ جوڑی کا ماتحت ہے۔

”لافڑ بیچارے نے مجھ سے کیا بد تیزی کرنی تھی۔ مجھے تو غصہ اس بات پر ہے کہ اگر تمہیں معلومات چاہئے تھیں تو تم براہ راست مجھ سے بات کر سکتے تھے تمہیں کیا ضرورت تھی لافڑ کو بھینجنے کی اور باقاعدہ رقم آفر کرنے کی۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں انکار کر دیتا“۔۔۔ رونالڈ نے انتہائی غصیلے لبجھ میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”کیا مطلب۔ کیا تمہیں لافڑ نے رقم کی آفر کی تھی“۔۔۔ جوڑی نے حیران ہوتے ہوئے کہا اس کے واقعی ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ لافڑ نے ایسا کیا ہو گا۔

”ہاں۔ وہ میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے کہا کہ تم نے اسے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو رقم چاہئے لے لو لیکن مجھے اصل معلومات میا کر دو۔ ایک بار تو میرا دل چاہا تھا کہ لافڑ کو دھکے مار کر دفتر سے باہر نکال دوں لیکن پھر مجھے تمہارا اور تمہارے چیف بس کا خیال آگیا۔ تمہارے چیف بس نے ایک بار مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں ریڈ اینجنیئر کے آڑے نہ آؤں اور میں نے اس سے وعدہ کر لیا تھا“۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

”دوسری رونالڈ۔ لافڑ نے جو کچھ کیا اپنے طور پر کیا ہے اسے شاید یقین نہیں ہو گا کہ تم اسے اصل معلومات میا کر دو گے اور تم سے وہ زیادتی بہر حال کر نہیں سکتا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم ہے کہ تمہارے تعلقات کس قدر وسیع ہیں مجھے تو اس نے صرف اتنا بتایا کہ اس نے اپنے مخصوص حربے استعمال کر کے تم سے اصل معلومات حاصل کی ہیں اور اس کے مخصوص حربوں کے بارے میں مجھے اتنا معلوم ہے کہ وہ موقع محل دیکھ کر اپنا کام بہر حال نکال لیتا ہے“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”اگر یہ بات ہے تو پھر میں اس لافڑ سے خود ہی پوچھ لوں گا۔ تم بتاؤ تم نے فون کیسے کیا ہے“۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

”تم نے لافڑ کو بتایا ہے کہ تم نے سائنسی پیپر ز پاکیشیا کے علی عمران کو دیئے ہیں کیا واقعی ایسا ہے“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”ہا۔ عمران میرا بہترن کائنٹ ہے اور اس سے میری طویل عرصے سے دوستی بھی ہے میری بیوی جیسی بھی اس سے بیدار تاثر ہے جب بھی وہ ایکریمیا آئے وہ ہمارے گھر ضرور آتا ہے اور پھر اس نے اس معمولی سے کام کے لئے مجھے بہت بڑا معاوضہ بھی دیا ہے“۔ روٹالڈ نے جواب دیا۔

”اگر میں تم سے ایک درخواست کروں تو کیا تم میری درخواست قبول کرلوں گے“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”کیسی درخواست۔ کھل کر بات کرو“۔۔۔ روٹالڈ نے کہا۔ ”عمران نے یہ سائنسی پیپر ز بہادرستان میں ایکریمیں سنٹر کو ناکام کرنے کے لئے حاصل کئے ہیں اور اس سنٹر کی حفاظت ریڈ ایجنٹسی کے ذمے ہے اب ایں براہ راست تو اس سے بات نہیں کر سکتا اگر تم کسی طرح معلوم کر سکو کہ ان سائنسی پیپر ز سے وہ کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اس کے مقابل اسی طرح کا لائجہ عمل بنالیں گے“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”میری اس سے بات ہوئی تھی اس نے مجھے بتایا تھا کہ جیسا سنٹر ایکریمیا نے تیار کیا ہے ویسا ہی ایک سنٹر وہ پاکیشیا میں بنانا چاہتے ہیں اس لئے وہ اس کمپنی کا نام معلوم کرنا چاہتا تھا جس کی مشینزی اس سنٹر میں نصب ہے تاکہ اس کمپنی سے ویسی ہی مشینزی خرید سکے میں نے

اسے بتایا کہ ہاپ کر کمپنی کمرشل کمپنی ضرور ہے لیکن وہ یہ مشینزی صرف حکومت ایکریمیا کو ہی سپلائی کرتی ہے البتہ اس مشینزی کے سائنسی پیپر ز کی کاپیاں مل سکتی ہیں اس کی مدد سے وہ کسی بھی کمپنی سے ایسی مشینزی خرید سکتا ہے جو ہاپ کر کمپنی جیسی ہو چنانچہ اس نے وہ پیپر ز منگوائے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ بہادرستان میں ایکریمیں سنٹر کو ناکام کرنا چاہتا ہے“۔۔۔ روٹالڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”اس کا اصل مشن یہی ہے حکومت ایکریمیا نے یہ سنٹر انتہائی خفیہ طور پر قائم کیا ہوا ہے اس سنٹر سے وہ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ ارد گرد کے ملکوں پر بھی کڑی نظر رکھتا ہے اور عمران نہیں چاہتا کہ ایکریمیا پاکیشیا کے دفاعی راز اس طرح حاصل کر سکے اس لئے وہ اس سنٹر کو ناکام کرنا چاہتا ہے پسلے ہمارا خیال تھا کہ وہ اس سنٹر کو بتاہ کرنے کے مشن پر کام کرے گا لیکن اب تم سے ملنے والی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی سائنسی چکر چلانا چاہتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اس بارے میں معلومات پسلے سے مل جائیں“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو عمران نے مجھے سے غلط بیانی کی ہے ورنہ میں کسی صورت بھی اس کا کام نہ کرتا کیونکہ میں ایکریمیں ہونے کے ناطے ایکریمیا کے مفاہات کے خلاف کیسے کام کر سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے تم فکر نہ کرو۔ میں عمران سے رابطہ کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک پلانگ آگئی ہے میں اس پلانگ کے تحت اس سے اصل بات

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اگلوں کوں گا" — روئالڈ نے کہا۔

"کیا پلانگ ہے۔ مجھے تو بتاؤ" — جوڑی نے بے چین ہو کر کہا۔

"ابھی نہیں۔ پہلے عمران سے بات کروں۔ پھر بتاؤ گا" — روئالڈ نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا میرا نام درمیان میں نہ آئے" — جوڑی نے کہا۔
"مجھے معلوم ہے۔ تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں ہے" — روئالڈ نے جواب دیا۔

"کب تک معلومات حاصل کر لو گے" — جوڑی نے پوچھا۔
"دیکھو۔ اس سے رابطہ ہو جائے تو پھر بہر حال میں جلد از جلد یہ کام کر لوں گا تم بے فکر رہو" — روئالڈ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں تمہاری کال کا منتظر ہوں گا۔ گذبائی" — جوڑی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گھرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیر و احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو" — عمران نے سنجیدہ لبجے میں کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کری پر بیٹھ گیا۔

"کیا نتیجہ نکلا سرداور سے ملاقات کا۔ آپ کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ معاملات آپ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں" — بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا۔

"میری سنجیدگی دراصل میرے لئے مسئلہ بن جاتی ہے۔ واقعی معاملات الجھ گئے ہیں۔ ان سائنی پیپرز سے ماہرین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس کمپیوٹر کو کسی صورت بھی ڈاچ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ انتہائی طاقتور اور خاص ساخت کا کمپیوٹر ہے۔ اس کے مقابلے میں کوئی ایسی مشینزی ابھی تک ایجاد نہیں ہو سکی اس لئے جو کچھ ہم نے سوچا تھا

اس سب پر پانی پھر گیا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔
”تو پھر اب یہی صورت رہ جاتی ہے کہ اس ستر کو ہی اڑا دیا
جائے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا۔
”ہاں۔ بظاہر تو اب یہی صورت نظر آتی ہے لیکن یہ چونکہ مسئلے کا
کوئی حصی حل نہیں ہے اس لئے میں ذہنی طور پر بیجد الجھا ہوا ہوں۔
سردار سے میں نے ایک ممکنہ زاویے پر ڈسکس کی ہے۔ اب اس
زاویے پر وہ غیر ملکی ماہرین سے بات کر رہے ہیں۔ وہ جب اس بارے
میں مجھے جواب دیں گے پھر میں حصی لانچہ عمل طے کروں گا۔۔۔ عمران
نے کہا تو بلیک زیر و نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان
کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نجاح اٹھی اور عمران نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور انھالیا۔

”ایک مشو۔۔۔ عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”جو زف بول رہا ہوں۔ باس اگر یہاں ہوں تو ان سے میری بات
کرائیں۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔
”کیا بات ہے جوزف۔ کیوں فون کیا ہے۔۔۔ اس بار عمران
نے اصل آواز میں کہا۔

”باس۔ ایکریمیا سے آپ کے دوست روئالڈ کا فون آیا ہے۔ اس
نے کہا ہے کہ اس نے جو سائنسی پیپر زرانا ہاؤس کے پتے پر بھیجے تھے
ان فکے بارے میں آپ کو انتہائی اہم بات بتانی ہے اس لئے میں آپ
تک پیغام پہنچا دوں کہ آپ اسے فون کر کے بات کر لیں۔ میں نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پہلے فلیٹ پر فون کیا۔ وہاں سے سلیمان نے بتایا کہ آپ صحیح سے گئے
ہوئے ہیں۔ اسی لئے میں نے یہاں فون کیا ہے۔۔۔ جوزف نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جو انہا کہاں ہے۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی
بجائے سوال کیا۔

”جو انہا دوپہر کا کھانا کھانے گیا ہوا ہے۔ میں رانا ہاؤس میں اکیلا
ہوں۔ اسی لئے تو میں نے یہاں فون کیا ہے۔۔۔ جوزف نے کہا۔
”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں نے بھی یہ بات اسی لئے پوچھی تھی کہ
اس معاملے میں محتاط رہا کرو۔ جوانا کو اس سیٹ اپ کا علم نہیں ہونا
چاہئے۔۔۔ عمران نے مطمئن لمحے میں کہا۔

”لیں باس۔ مجھے معلوم ہے۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں روئالڈ سے بات کر لیتا ہوں۔۔۔ عمران نے
کہا اور کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
”وی لکس کلب۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی
دی۔

”پاکیشیا سے پرنس ٹمبکٹو بول رہا ہوں۔ روئالڈ سے بات کراؤ۔۔۔
عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ آن کریں۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو۔ روئالڈ بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد روئالڈ کی آواز
سنائی دی۔

”اچھا۔ ویری سیڈ۔ اب میں اس سے اچھی طرح سمجھ لوں گا۔ ویسے تم ناؤ تمہارا کام تو ہو گیا ہے تاں ان پیپرز سے“۔۔۔ روٹالڈ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”کیسا کام“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”وہی جو تم کہہ رہے تھے کہ ان پیپرز کی مدد سے تم وہی مشینری نصب کراؤ گے پاکیشیا سٹریٹ میں“۔۔۔ روٹالڈ نے کہا۔

”ان پیپرز سے وہ کام کیسے ہو سکتا ہے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا یہ پیپرز فضول ہیں“۔۔۔ روٹالڈ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”پیپرز فضول نہیں ہیں لیکن وہ کسی کام کے نہیں ہیں کیونکہ جو مشینری ان پیپرز کے مطابق ہے وہ تو ہاپ کر کر والے سوائے حکومت ایکریمیا کے اور کسی کو سپلائی ہی نہیں کرتے اور الیکٹریک مشینری ظاہر ہے اور کوئی کمپنی بنا تی ہی نہیں۔ ان کی مشینری بہر حال اس سے مختلف ہو گی“۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر تم نے یہ پیپرز کیوں منگوائے تھے“۔۔۔ روٹالڈ نے کہا۔

”صرف اس لئے کہ تمہاری محنت ضائع نہ ہو اور تمہیں اس کا معاوضہ مل جائے“۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔ میں نے وہ معاوضہ خود تو نہیں رکھنا تھا۔ اس آدمی کو ہی دینا تھا۔ تم ایسا کرو کہ اس ایکریمیں سٹریٹ میں جا کر وہاں سے وہ مشینری اٹھا لاؤ۔ حکومت خود ہی دوسری منگوائی پھرے گی اور تم کو شش کی ہے“۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے روٹالڈ۔ کیوں فون کیا تھا۔ کیا معاوضہ نہیں پہنچا جو اس قدر بے چین ہو رہے ہوں“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ معاوضہ تو مجھے مل چکا ہے۔ میں دراصل تمہیں ایک خاص بات بتانا چاہتا تھا مجھے بھی بعد میں معلوم ہوا ہے کہ جو سائنسی پیپرز میں نے تمہیں بھیجے ہیں یہ سائنسی پیپرز ناکمل ہیں۔ ان میں سے چند کاغذات اس آدمی نے رکھ لئے تھے اور اب وہ مزید رقم مانگ رہا ہے۔ میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اگر باقی رہنے والے کاغذوں کے بغیر تمہارا کام نہ چل سکتا ہو تو میں خود اپنی طرف سے اسے معاوضہ دے کر اس سے یہ کاغذ لے کر بھجوادوں“۔۔۔ روٹالڈ نے کہا۔

”نہیں۔ اس آدمی نے چکر دیا ہے جو پیپرز تم نے بھیجے ہیں وہ مکمل ہیں“۔۔۔ عمران نے جواب دیا لیکن اس کی پیشانی پر یک لخت لکیریں سے ابھر آئی تھیں۔

”مکمل ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے اس نے مجھے خود پانچ کاغذ دکھائے ہیں“۔۔۔ روٹالڈ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ مکمل ہیں تو پھر تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم چونکہ سائنس وان نہیں ہو۔ اس لئے اس نے ویسے ہی چند کاغذ تمہیں دکھا کر مزید معاوضہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے“۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جیسے آدمی کے لئے یہ کوئی مشکل بھی نہیں"۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔
”اس سفر پر انتہائی سخت حفاظتی اقدامات ہیں۔ وہ کوئی سیرگاہ تو
نہیں کہ میں کھلیتا ہوا وہاں جاؤں گا اور وہاں سے مشینری انھالاؤں
گا“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”تو کیا ہوا۔ حفاظتی اقدامات تو ہوتے ہی ہیں۔ اگر تم کو تو میں
اس سلسلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں“۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔
”کس طرح“۔۔۔ عمران نے کہا۔
”جس ایجنٹی کے پاس اس سفر کی سیکورٹی ہوگی اس کے کسی آدمی
کو توڑا جاسکتا ہے“۔۔۔ رونالڈ نے جواب دیا۔

”یہ لمبا کام ہے پہلے اس ایجنٹی کا پتہ چلے۔ پھر اس کا آدمی تلاش
کیا جائے پھر اسے توڑا جائے۔ اس کے بعد کام آگے بڑھے“۔ عمران
نے کہا۔

”مجھے ایجنٹی کا تو علم ہے۔ صرف آدمی ٹریس کرنا پڑے گا۔ وہ میں
کرلوں گا“۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔
”کون سی ایجنٹی ہے“۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لمحے میں
کہا۔

”ریڈ ایجنٹی۔ مجھے اس آدمی نے بتایا تھا جس سے میں نے پیپرز
خریدے تھے“۔۔۔ رونالڈ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا۔

”پھر تو تم یہ کام آسانی سے کر سکتے ہو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ

ریڈ ایجنٹی کے چیف ایجنٹ جوڑی سے تمہاری بڑی گھری دوستی
ہے“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ وہ بڑا باصول آدمی ہے۔ اس سے توبات ہی نہیں
ہو سکتی۔ یہ تو مجھے کوئی اور آدمی توڑنا پڑے گا جو معاوضہ لے کر کام کر
دے“۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی نے غلط بتا دیا ہو کیونکہ میری
معلومات کے مطابق اس سفر میں ریڈ ایجنٹی کا کوئی آدمی موجود نہیں
ہے۔ اس کا سیکورٹی آفیسر مارٹن ہے اور مارٹن کا تعلق ریڈ ایجنٹی سے
نہیں ہے“۔ عمران نے کہا۔

”بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی
ایسا شتم موجود ہو کہ ریڈ ایجنٹی کو فوراً کال کیا جاسکتا ہو۔ ریڈ ایجنٹی
ایکریمیا کی سب سے فعال اور تیز ترین ایجنٹی ہے۔ وہ وہاں پہنچ بھی
سکتی ہے“۔۔۔ رونالڈ نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن یہ منصوبہ بھی ناقابل عمل
ہے۔ اس سفر سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں اس
کے خلاف اتنا بڑا اقدام کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بہادرستان حکومت
جانے اور ایکریمیں حکومت۔ ہم تو اپنا سفر بنانا چاہتے ہیں۔ اب دیکھو
حکومت کس کمپنی سے بات کرے گی۔ آخر کام تو ہو ہی جاتے ہیں۔
میں تو یہ چاہتا تھا کہ مشینری اسی معیار کی ہو جس معیار کی اس سفر میں
نصب ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو نہ سی“۔۔۔ عمران نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کما۔

رگ رگ ہے واقف ہوں۔ اس کا الجھہ ہی بات کرتے ہوئے کھوکھلا تھا۔ اسی لئے میں نے بات لمبی کی تاکہ اصل بات سامنے آجائے اور آخر کار وہ بات سامنے آگئی۔ روٹالڈ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس سنتر کے بارے میں ہمارا آئندہ اقدام کیا ہو گا۔ کیا ہم اس کے خلاف صرف سامنی اقدام کریں گے یا سنتر پر حملہ کر کے اسے تباہ کرنے کی کوشش کریں گے؟۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن روٹالڈ کو یہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا۔

”جب اس نے بتایا کہ ریڈ اینجنسی کے ذمے اس سنتر کی حفاظت کی ذمہ داری ہے تو میں ساری بات سمجھ گیا تھا۔ یقیناً جوڑی کو اس ساری کارروائی کا علم ہو گیا ہو گا۔ وہ بیجد تیز آدمی ہے۔ اس نے یقیناً روٹالڈ کے ذریعے ہمارے پیپرز حاصل کرنے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی اور جو کچھ ہم سوچ رہے ہیں کہ اس سنتر کو تباہ کرنے سے ہمارا مشن حتی طور پر مکمل نہیں ہوتا یہی بات جوڑی نے سوچی ہو گی اس لئے وہ معلوم کرنا چاہتا ہو گا کہ ہم آخر کیا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ بھی ہمارے خلاف حصی لائے عمل طے کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے روٹالڈ کو یہ کہہ دیا ہے کہ ہمارا اس سنتر پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ ہے اس طرح جوڑی مطمئن ہو جائے گا ورنہ اگر واقعی ریڈ اینجنسی وہاں پہنچ جاتی ہے تو پھر ہمارے لئے خاص مشکل کام ہو گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اوکے۔ اگر تم نہیں چاہتے تو پھر اس بارے میں کوشش کرنا ہی فضول ہے۔ گذ بائی۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر طنزہ مسکراہٹ نمایاں ہو گئی تھی۔

”یہ روٹالڈ دراصل چاہتا کیا تھا۔ مجھے تو اس کی ساری باتیں ملکوک سی لگتی تھیں۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا تو عمران بے اختیار ہس پڑا۔

”تم نے شاید غور نہیں کیا کہ روٹالڈ مجھ سے کیا چاہتا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کے چہرے کی کیفیات تو بتا رہی تھیں کہ آپ اس کی باتوں سے ملکوک ہو گئے ہیں لیکن بات میری سمجھ میں واقعی نہیں آئی۔۔۔ بلیک زیر و نے کہا۔

”تمہاری یہی عظمت ہے کہ تم چیخ بات کرنے میں بھگتے نہیں ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اصل کھیل کیا کھیلا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ روٹالڈ اور جوڑی جو کہ ریڈ اینجنسی کا چیف اینجنسٹ ہے کے درمیان گھرے دوستانہ اور بے تکلفانہ تعلقات ہیں اور روٹالڈ کی اس بات کی وجہ سے شروع سے ہی میں ملکوک ہو گیا تھا جب اس نے یہ کہا کہ سامنی پیپرز نا مکمل ہیں۔ مجھے چونکہ ذاتی طور پر علم تھا کہ یہ پیپرز مکمل ہیں اس لئے میں چونک پڑا۔ دوسری بات یہ کہ میں روٹالڈ کی

"اب میں سمجھ گیا ساری بات۔ ریڈ اجنسی نے چونکہ ایر جنپی میں وہاں پہنچتا ہے اس لئے وہ پہلے سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آپ کا سنتر کے خلاف کام کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چلو شکر ہے اللہ نے تمہیں اتنی عقل تو بہر حال دے دی کہ تم بات سمجھ گئے ہو"۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے عمران صاحب۔ شاید یہ پہلا مشن ہے کہ ٹارگٹ سامنے ہونے کے باوجود آپ اس ٹارگٹ کی طرف رخ نہیں کر رہے حالانکہ پہلے آپ بیجد بے چین تھے۔ لیکن جیسے ہی جولیا نے معلومات حاصل کیں ہیں آپ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹارگٹ کے خاتمے سے مسئلہ حل ہو جاتا تو اب تک وہاں بر سریکار ہو چکا ہوتا لیکن مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس سے پاکیشیا کو کوئی حصی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اس لئے ایکشن میں نہیں آ رہا"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بیٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکشو"۔۔۔ عمران نے مخصوص لمحہ میں کہا۔ "سلیمان بول رہا ہوں۔ اگر صاحب ہوں تو ان سے بات کرائیں"۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیسے فون کیا ہے یہاں"۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"سرداور کی کال آئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں آپ کو تلاش کر کے آپ تک پیغام پہنچا دوں کہ آپ ان سے فوری رابطہ کر لیں"۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں ان سے بات"۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لیں"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آ کسن) بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہاری یہ ڈگریاں سن کر مجھے واقعی احساس کمتری سا ہونے لگ جاتا ہے کہ تم اتنے پڑھے لکھے ہو اور میں بیچارہ جاہل مطلق"۔ سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کے طرز کا یہ خوبصورت انداز بتا رہا ہے کہ اب آپ سائنس کی بجائے آرٹس پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ جلد ہی طزو مزاج پر ایک دلچسپ کتاب پڑھنے کو مل جائے گی"۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے بات کرتے ہوئے واقعی ذہن خود بخود اس طرف مائل ہو جاتا ہے ورنہ تو سارا دون خشک قسم کی گفتگو میں ہی گزر جاتا ہے۔ بہر حال میں نے تمہیں اس لئے کال کیا تھا کہ تمہارا آئینہ یا میں نے ماہرین سے تفصیلی طور پر ڈسکس کیا ہے۔ نتیجہ زیرو ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ابھی

تھا کہ بھلی کی لہریں سفید رنگ کی ہوتی ہیں اور برف بھی سفید ہوتی ہے اس لئے برف سے بھلی بنائی جا سکتی ہے۔ اب تم خود سوچ کر بتاؤ کہ ماہرین اس کی سائنسی توجیہات پر رسیرج کرنا شروع کر دیں گے"۔ سردار نے کہا۔

"لیکن میں نے جو آئیڈیا آپ کو دیا تھا وہ تو برف سے بھلی بنانے والا نہیں تھا"۔— عمران نے کہا تو سردار اور بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں نے تو صرف مثال دی ہے بہر حال جو کچھ تم نے کہا تھا ویسا ممکن ہی نہیں ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ ٹرانسیمیر لہروں کو اس کے رسیور تک تو صحیح پہنچایا جائے لیکن دوسرے رسیور پر وہ تبدیل ہو جائیں اگر وہ تبدیل ہوں گی تو دونوں ہی ہوں گی ایک نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی ایسا آلہ بنایا جا سکتا ہے جو فضا میں موجود لاکھوں کروڑوں ٹرانسیمیر لہروں کو اس طرح تبدیل کرتا رہے"۔— سردار نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر کیا کیا جا سکتا ہے سوائے صبر کرنے کے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے"۔— عمران نے کہا تو سردار بے اختیار ہنس پڑے اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن اس کی پیشانی پر شکنیں موجود تھیں۔

"بات تو سردار کی درست ہے ٹرانسیمیر لہروں کو بیک وقت درست اور تبدیل کیسے کیا جا سکتا ہے"۔— بلیک زیر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے"۔— عمران نے کہا اور پھر ہاتھ پر دھا کر اس نے ٹرانسیمیر کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر

ایسی کوئی مشین ایجاد نہیں ہو سکی کہ جو فضا میں ریڈیو لہروں کی فریکونسی کو یکخت پلٹ دے اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو ایسا مسلسل ہو ہی نہیں سکتا"۔— سردار نے کہا۔

"مجھے پہلے ہی امید تھی کہ آپ کے ماہرین یہی جواب دیں گے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ماہرین نے جان بوجھ کر غلط جواب دیا ہے"۔— سردار کے لجھے میں ہلکے سے غصے کا تاثرا بھر آیا تھا۔

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ سائنسی ماہرین کی عادت ہوتی ہے کہ جو دوسرے رسیرج کے انہیں اس رسیرج کی سائنسی توجیہات سمجھا جائیں تو وہ قابل عمل ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی نیا آئیڈیا انہیں بتایا جائے جس کی سائنسی توجیہہ پر رسیرج نہ ہوئی ہو تو وہ اسے ناقابل عمل قرار دے دیتے ہیں"۔— عمران نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے جس کی کوئی سائنسی توجیہہ ہی نہ ہو اسے وہ کیسے تسلیم کر لیں"۔— سردار نے کہا۔

"پہلے تو آئیڈیے ہی ذہن میں آتے ہیں پھر ان کی سائنسی توجیہات رسیرج کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں"۔— عمران نے کہا۔

"ہا۔ لیکن ان سائنسی توجیہات کی تلاش میں بعض اوقات عمریں گزر جاتی ہیں لیکن بعض آئیڈیے ایسے ہوتے ہیں جن کی سائنسی توجیہہ ہو ہی نہیں سکتی مجھے یاد ہے تم نے خود ہی مجھے بتایا تھا کہ ایک صاحب نے پہاڑی برف سے آسمانی بھلی پیدا کرنے کا آئیڈیا بنایا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

فریکونسی ایڈ جست کرنے میں مصروف ہو گیا۔ فریکونسی ایڈ جست کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن پر لیں کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اور"۔۔۔ عمران نے ہوئے کہا۔

"لیں۔ ٹائیگر انڈنگ یو بس۔ اور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ کچھ دن پہلے تم نے بتایا تھا کہ تم ہارنگ کے ٹرانسمیٹر ویوز پر کوئی خصوصی مقالہ پڑھتے رہے ہو اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ مقالہ پڑھنے کے بعد مجھے بھجوانا۔ اور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیں بس۔ لیکن میں نے ابھی اسے پوری طرح نہیں پڑھا کیونکہ وہ بیجید چیزیں موضوع پر منی ہے اس لئے اسے بہت سوچ کیجھ کر پڑھنا پڑتا ہے اگر آپ کمیں تو میں اسے پہلے آپ کو بھجوا دوں جب آپ پڑھ لیں گے تو میں بعد میں پڑھ لوں گا۔ اور"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اصل مقالہ تو میں نے پڑھا ہوا ہے۔ وہ تو کافی پہلے چھپ چکا ہے لیکن تم نے بتایا تھا کہ ہارنگ نے اس میں مزید بحث کی جس کا ماحاصل بھی شامل کیا ہوا ہے۔ کوئی ایڈ و انس آئیڈ یا۔ وہ کیا ہے۔ اور"۔ عمران نے کہا۔

"وہ واٹیس لہروں کے لانگ ویوز کے نئے سائیکل کی دریافت پر منی ہے۔ میں نے اسے پوری طرح تو نہیں پڑھا لیکن سرسری طور پر پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خیال ہے کہ لانگ ویوز کے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سائیکلوں کو فضا میں ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی ایسا ہی ہے جیسے تم بتا رہے ہو۔ اور"۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہا۔ لیکن اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ ابھی میں نے اسے پوری طرح نہیں پڑھا۔ اور"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"بھر حال میں آئیڈ یا تو یہی ہے نا۔ اور"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہا۔ اور"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"او کے۔ تم وہ مقالہ میرے فلیٹ پر بھجوا دیتا۔ اور ایڈ آں"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر باقاعدہ کر اس نے فون کا رسیور انھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"لیں"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ وائرلیس لہروں پر ایک صاحب اتحاری ہیں ڈاکٹر ہارنگ۔ گرت لینڈ کے رہنے والے ہیں۔ کیا ان کا فون نمبر معلوم ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو تم ابھی تک اسی خیال میں بچھتے ہوئے ہو۔ بھر حال مجھے تو معلوم نہیں ہے البتہ میں گرت لینڈ سے معلوم کرتا ہوں"۔۔۔ سر داور نے کہا۔

"آپ معلوم کریں۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ کو دوبارہ فون کر کے

معلوم کر لوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر ہارنگ یہ مسئلہ حل کر دیں”۔ عمران نے کما اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے دوبار رسیور انٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ”لیں“۔ سرداور کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جناب۔ نمبر معلوم ہوا ہے“۔ عمران نے اشتقاق آمیز لمحے میں کما۔

”نہ صرف نمبر معلوم ہو گیا ہے بلکہ میری ڈاکٹر ہارنگ سے بات بھی ہوئی ہے۔ میری ان سے پہلے بھی متعدد بار ملاقات ہو چکی ہے۔ میں نے انہیں تمہارا ریفرنس دے دیا ہے اور تم میرے حوالے سے ان سے بات کرو“۔ سرداور نے کما اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔

”سید شکریہ جناب“۔ عمران نے مرت بھرے لمحے میں کما اور کریڈل دبا کر اس نے ہاتھ انٹھایا اور ٹون آجائے پر اس نے پہلے گریٹ لینڈ کار ابٹھ نمبر اور پھر سرداور کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

”لیں ڈاکٹر ہارنگ ہاؤس“۔ ایک نسوی آواز سنائی دی۔ ”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ابھی ڈاکٹر ہارنگ سے پاکیشیا کے سرداور کی بات ہوئی ہے جس میں انہوں نے مجھے ریفر کیا ہے“۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کما۔ ”ہولہ آن کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں“۔ دوسری طرف

سے کما گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ ”ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں؟“۔ چند لمحوں بعد وہی نسوی آواز سنائی دی۔ ”ہاں“۔ عمران نے کما۔

”ڈاکٹر ہارنگ سے بات کیجئے۔ لیکن پلیز۔ یہ خیال رکھنا کہ وہ بیمار بھی ہیں اور بہت بوڑھے بھی ہو چکے ہیں“۔ دوسری طرف سے کما گیا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں خیال رکھوں گا“۔ عمران نے جواب دیا۔

”ہیلو“۔ چند لمحوں بعد ایک لرزتی ہوئی اور کمزور سی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر صاحب۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں“۔ عمران نے بڑے مودبانہ لمحے میں کما۔

”ہاں۔ مجھے سرداور نے ابھی تمہارے متعلق تفصیل سے بتایا ہے مجھے تم جیسے ذہن نوجوان سے مل کر خوشی ہوئی ہے بہر حال کیا پر ابلم ہے“۔ ڈاکٹر ہارنگ نے اسی طرح لرزتے ہوئے لمحے میں کما۔

”ڈاکٹر صاحب۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے کہ کیا واٹ لیس دیوڈ کے سائیکلز کو اس انداز میں تبدیل کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے رسیور پر تودرست انداز میں نشہوں لیکن دوسرے کسی بھی رسیور پر نشہوتے ہوئے ان میں کوئی تبدیلی پیدا ہو جائے؟“۔ عمران نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کما۔

"دوبارہ بتاؤ۔ تم نے کیا کہا ہے اور ذرا آہستہ آہستہ بولو گا کہ میں تمہاری بات پوری طرح سمجھ سکوں"۔ ڈاکٹر ہارنگ نے کہا تو عمران نے اپنی بات کو اسی انداز میں دوہرایا جس انداز میں ڈاکٹر ہارنگ نے کہا تھا۔

"نہیں بیٹھ۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کی ساخت جیسے ہی تبدیل ہو گی تو پھر ہر رسیور پر تبدیل ہو جائے گی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ایک رسیور پر تو اس کی ساخت وہی رہے جبکہ دوسرے رسیور پر وہ تبدیل ہو جائے"۔ ڈاکٹر ہارنگ نے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے ٹرانسیور ویوز پر اپنے مقالے میں جو ایڈاونس رسیرج دی ہے اس میں تو آپ نے اس تبدیلی کا ذکر کیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ یہ تبدیلی نہیں ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ وہ یہ تبدیلی ہے کہ لانگ ویوز کو شارت ویوز میں تبدیل کیا جاسکتا ہے اور شارت ویوز کو لانگ ویوز میں۔ میری رسیرج سے پہلے یہی سمجھا جاتا تھا کہ ٹرانسیور سے جو لمریں ہوا میں سمجھی جاتی ہیں وہ اگر لانگ ویوز میں ہیں تو وہ ہر حالت میں لانگ ویوز میں رہیں گی اور اگر شارت ویوز میں ہیں تو ہر حالت میں شارت ویوز میں رہیں گی لیکن میں نے اپنے اس مقالے میں اپنی طویل رسیرج دی ہے کہ ایسا نہیں ہے یہ تبدیلی ممکن ہے۔ تفصیلات البتہ تمہیں خود پڑھنا ہوں گی کیونکہ میں اتنی لمبی بات کرنے

کے قابل نہیں ہوں"۔ ڈاکٹر ہارنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "لیکن پھر تو یہ لمریں رسیور پر نشر نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ان کی ساخت تبدیل ہو چکی ہو گی"۔ عمران نے کہا۔
 "ہاں۔ ظاہر ہے البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ رسیور اس ساخت کے بنائے جائیں جو اس خاص طاقت کی شارت ویوز کو کچھ کر کے نشر کر سکتے ہوں جس خاص طاقت کی لانگ ویوز کو ٹرانسیور سے ارسال کیا جائے"۔ ڈاکٹر ہارنگ نے کہا۔
 "لیکن جو مشینری تمام طاقت کی کالاز کو کچھ کرتی ہے وہ تو اسے بھی کچھ کرے گی پھر اس کا کیا فائدہ ہو گا"۔ عمران نے کہا۔
 "اس کا مطلب ہے کہ تم نے میری بات پر دھیان نہیں دیا۔ سر داور نے تو تمہاری ذہانت کی بڑی تعریف کی تھی۔ میں اب مزید بات نہ کر سکوں گا۔ اس لئے اب میری بات دھیان سے سنو اور اب اسے سمجھنے کی کوشش کرو"۔ ڈاکٹر ہارنگ نے غصیلے لمحے میں کہا۔
 "یہ سر"۔ عمران نے قدرے سہنے ہوئے لمحے میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیر و بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ یہی فقرے عمران سے کھٹا تھا اور آج یہی فقرے عمران کو سننے پڑ رہے تھے۔
 "ویکھو نوجوان۔ ٹرانسیور اور رسیور دونوں پر ایک ہی فریکونسی ہو گی تو ٹرانسیور سے نشر ہونے والی کال رسیور پر نشر ہو گی۔ اب جبکہ ہوا میں ہی لانگ ویوز فریکونسی کو شارت ویوز فریکونسی میں تبدیل کر دیا جائے گا تو جو پیش رسیور اس مقصد کے لئے بنایا جائے گا وہاں تو وہ

کال نشر ہو جائے گی لیکن جو مشین اسے کچ کر رہی ہو گی وہاں چونکہ حسابی طور پر وہی فریکونسیاں کام کر رہی ہوں گی جو عام حالت میں ہوتی ہیں اس لئے وہ لانگ ویوز سے شارت ویوز میں تبدیل ہو جانے والی فریکونسی تو اس مشین میں سرے سے موجود ہی نہیں ہو گی۔ اس طرح وہاں یہ کال کچ تو ہو جائے گی لیکن ظاہر ہے وہ رسیور کے بر قیوں سے مکرا کر جب ارتعاش پیدا کرے گی تو وہ ارتعاش اس لانگ ویوز سے مختلف ہوں گے اس طرح ان ارتعاشات سے پیدا ہونے والی آواز کی لمبی بھی مختلف ہو جائیں گی۔ اس طرح وہ آواز کی لمبی جو ٹرانسیور سے لانگ ویوز میں نشر کی گئی ہوں گی وہ یہاں پیدا ہی نہ ہو سکیں گی۔ اب وہاں کیا ارتعاشات پیدا ہوتے ہیں اور کیا آوازیں پیدا ہوتی ہیں وہ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ ڈاکٹر ہارنگ نے اس بار تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر ہارنگ۔ آپ عظیم ہیں۔ اب میں آپ کی بات پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ وہ بات تو ظاہر ہے کسی صورت میں بھی نشر نہیں ہو سکتی جو ٹرانسیور سے لانگ ویوز میں نشر ہوئی ہو گی۔ دری گذ۔ بس میں بھی یہی چاہتا تھا لیکن سر۔ یہ لانگ ویوز کو ہوا میں ہی شارت ویز میں تبدیل کرنے والا آله ایجاد بھی ہوا ہے یا یہ صرف ریسرچ تک محدود ہے۔“ عمران نے مرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میں نے تو اس کا فارمولہ دے دیا ہے۔ ظاہر ہے اب میں نے فیکٹری تو نہیں لگا رکھی کہ آلات بھی تیار کرتا رہوں۔ اس فارمولے

کے تحت مشینی بھی تیار کی جاسکتی ہے اور ایسے آلات بھی۔“ ڈاکٹر ہارنگ نے قدرے جملائے ہوئے لجھے میں کہا۔

”آپ کا بیجید شکریہ جناب۔ میں نے آپ کو تکلیف دی۔ بہر حال میں آپ کی عظمت کا قائل ہو گیا ہوں۔ گذبائی۔“ — عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”ڈاکٹر ہارنگ واقعی اپنے مضمون میں اتحاری ہیں۔ یہ واقعی انقلابی فارمولہ ہے۔“ — عمران نے مرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میں نے پہلی بار آپ کو ڈاٹ پڑتے ہوئے سنائے۔“ — بلیک زیر و نے کہا۔

”ایسے عظیم استادوں کی ڈاٹ تو نعمت ہوتی ہے اس ڈاٹ سے شاگرد کے ذہن کے بے شمار سوئے ہوئے خلیے جاگ اٹھتے ہیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیر و بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہر حال آپ کا مسئلہ حل ہوا یا نہیں۔“ — بلیک زیر و نے کہا۔ ”ہاں۔ حل ہو گیا ہے لیکن ظاہر ہے ان آلات کی تیاری۔ ایسے ٹرانسیوروں اور ان کے رسیوروں کی تیاری میں تو بہر حال وقت لگے گا۔ لیکن بات طے ہو گئی ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔“ — عمران نے جواب دیا۔

”لیکن پہلے تو ڈاکٹر ہارنگ نے بھی آپ کے آئندیے کو ناممکن قرار دے دیا تھا۔“ — بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں۔ وہ آئندیا واقعی ناممکن تھا لیکن جو کچھ میں اس آئندیے سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

چاہتا ہوں وہ اس انداز میں حل ہو گیا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ مردانی کر کے میرے ذہن کے سوئے ہوئے خلیوں کو بھی جگاؤں"۔ بلیک زیر و نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ "تمہیں ذرا مزید تفصیل سے سمجھانا پڑے گا۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ ٹرانسیمیٹر کس طرح کام کرتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہا۔ ٹرانسیمیٹر پر ایک خاص فریکونسی ایڈ جست کر کے بات کی جاتی ہے تو آواز کی لہریں دائریں لہروں میں تبدیل ہو کر فضائیں پھیل جاتی ہیں اور پھر یہ لہریں جب اسی فریکونسی میں ایڈ جست شدہ ٹرانسیمیٹر کے اندر موجود رسیور سے نکراتی ہیں تو یہ رسیور انہیں کچ کر کے دوبارہ آواز کی لہروں میں تبدیل کر کے نشر کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ریڈیو کام کرتا ہے کہ ریڈیو اسٹیشن سے ایک خاص دیویز میں آواز کی لہروں کو ٹرانسیمیٹر دیویز جنمیں ہم ریڈیوی لہریں کہتے ہیں فضائیں نشر کی جاتی ہیں اور جہاں جہاں ریڈیو اس خاص دیویز پر ٹیون ہوتا ہے وہاں یہ لہریں دوبارہ آواز کی لہروں میں بدل جاتی ہیں اور نشر ہوتی ہیں"۔ بلیک زیر و نے اس انداز میں جواب دیا جیسے بچے اپنے استاد کو سبق سناتے ہیں۔

"اب اسی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔ فریکو سیز دو مختلف سائیکلز پر مبنی ہوتی ہیں۔ ان میں لانگ دیویز بھی ہوتی ہیں اور شارت

دیویز بھی۔ ان کا ہر فریکونسی میں خصوصی تناسب ہوتا ہے اور اس طرح جس رسیور میں وہ فریکونسی ایڈ جست ہوتی ہے وہاں آواز نشر ہو جاتی ہے۔ میں پہلے یہ چاہتا تھا کہ ہوا میں موجود ان لہروں کو اس طرح تبدیل کیا جائے کہ اصل رسیور میں تو وہ اس فریکونسی پر نشر ہو جائیں لیکن دوسرے کسی رسیور پر وہ تبدیل ہو جائیں جسے سرداور نے ناممکن قرار دے دیا ہے اور ڈاکٹر ہارنگ نے بھی۔ کیونکہ ظاہر ہے تبدیلی تو سب کے لئے یکساں ہو گی لیکن ڈاکٹر ہارنگ نے جوفار مولا ایجاد کیا ہے اس کے تحت فضائیں لانگ دیویز کو شارت دیویز میں اور شارت دیویز کو لانگ دیویز میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے اس سے وہ سارا تناسب بدل جائے گا اور اس فریکونسی پر اسے کچ نہ کر سکے گا لیکن اگر رسیور میں تبدیلی کر دی جائے کہ جس تناسب سے یہ تبدیلی ہو وہاں بھی اسی تناسب سے تبدیلی پہلے سے ہو تو وہاں تو یہ لہریں کچ بھی ہو جائیں گی اور نشر بھی ہو جائیں گی لیکن دوسرے کسی بھی ٹرانسیمیٹر پر یہ اس طرح نشر نہیں ہوں گی جس طرح ٹرانسیمیٹر سے انہیں ارسال کیا گیا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ واقعی بالکل اب میں آپ کا مطلب سمجھ گیا کہ اس خاص انداز کے ٹرانسیمیٹر کی نشریات کو ایکریمین سائک سنٹر کی مشینزی کچ تو ضرور کرے گی لیکن جو کچھ کہا جا رہا ہو وہ یکسر تبدیل ہو جائے گا۔ اگر ٹرانسیمیٹر مغرب کی بات نشر کر رہا ہے تو وہاں مشرق کی بات نشر ہو رہی ہو گی جبکہ اصل رسیور میں وہ مغرب کی ہی بات ہو گی"۔ بلیک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

زیو نے کہا۔

”بالکل۔ اور میں یہ چاہتا تھا۔ ہمارا اصل مسئلہ دفاعی رازوں کا ہے اس لئے ایسے خصوصی ٹرانسیسٹر تیار کر کے فوج کو دیئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح بہادرستان میں قائم سا سک سنتر کو ہمیشہ کے لئے ناکارہ بنایا جا سکتا ہے۔ وہ جو پیغامات سنیں گے وہ پیغامات یکسر مختلف ہوں گے۔ اس طرح پاکیشیا کا دفاع محفوظ رہے گا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن ظاہر ہے اس میں تو خاصا وقت لگے گا۔“ — بلیک زیو نے کہا۔

”ہاں اور اس کے لئے اب اس سا سک سنتر کو تباہ کرنا ضروری ہو گیا ہے تاکہ جب تک یہ خاص ٹرانسیسٹر تیار ہوں اس وقت تک ہمارے دفاعی راز محفوظ ہو جائیں اور جب تک وہ دوسرا سنتر قائم کریں گے تب تک ہمارے خصوصی ٹرانسیسٹر بھی تیار ہو جائیں گے۔“ — عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیو نے اثبات میں سرہلا دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جو لیا بول رہی ہوں۔“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جو لیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکشو۔“ — عمران نے مخصوص لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔“ — جو لیا کا لجھے یک لخت مودبانہ ہو گیا۔

”تم نے بہادرستان میں جس سنتر کو ٹریس کیا ہے اس کو ختم کرنے کا حصہ فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اس لئے تم صالح صدر، کیپشن ٹکلیل اور سوری کو مشن پر جانے کے لئے ارت کر دو۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا۔“ — عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ کب رو انگی ہے۔“ — جو لیا نے کہا۔

”عمران ضروری انتظامات کر رہا ہے۔ وہ خود ہی تمہیں کال کرے گا۔“ — عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں سرداور سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں تاکہ جو کچھ ڈاکٹر ہارنگ سے ڈسکس ہوا ہے وہ ان کے نوٹس میں لے آؤں۔ اور وہ ایسے خصوصی ٹرانسیسٹر کی تیاری کے سلسلے میں کام شروع کروں۔ اس کے بعد میں ٹیم کو لے کر بہادرستان چلا جاؤں گا لیکن تم نے یہاں پوری ہوشیاری سے رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ریڈ ایجنسی ہمیں روکنے کے لئے یہاں کوئی خاص آپریشن کرنے کی کوشش کرے۔“ — عمران نے بلیک زیو سے کہا اور پھر مذکور تیز تیز قدم انھاتا ہوا آپریشن روم کے پیروں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ یہ گفتگو سن کر ذہنی طور پر خاصاً الجھ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب گفتگو ختم ہو گئی تو شیپ چلنے کی آواز بھی بند ہو گئی۔

”تم نے گفتگو سن لی جوڑی۔ اب تو تمہاری تسلی ہو گئی“۔ روئالڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔ بہر حال شکریہ“۔ جوڑی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر کافی دیر تک وہ خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ پر بھا کر دوبارہ رسیور انٹھایا اور نمبرڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”ہیڈ کوارٹر“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مشینی آواز سنائی دی۔ ”آر اے سی جوڑی۔ چیف سے بات کرو“۔ جوڑی نے کہا۔ ”ہولڈ آن کریں“۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”لیں“۔ چند لمحوں بعد چیف بس کی بھاری آواز سنائی دی۔ ”جوڑی بول رہا ہوں چیف“۔ جوڑی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے روئالڈ کے ذریعے ہونے والی بات چیت کا مفہوم بتا دیا۔

”اس سے تم نے کیا نتیجہ نکلا ہے“۔ چیف بس نے پوچھا۔ ”میرا خیال ہے چیف کہ عمران لانا اس سفر پر حملہ کرے گا۔ وہ انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے اور اس گفتگو میں اس کا انداز

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی جوڑی نے ہاتھ پر بھا کر رسیور انٹھایا۔ ”لیں۔ جوڑی بول رہا ہوں“۔ جوڑی نے سپاٹ لجھے میں کہا۔ ”روئالڈ بول رہا ہوں جوڑی۔ میری عمران سے تفصیلی بات ہو گئی ہے۔ وہ بہادرستان والے سفر کے بارے میں کوئی اقدام کرنے کا نہیں سوچ رہا“۔ روئالڈ نے کہا۔

”کیا بات ہوئی۔ تفصیل بتاؤ“۔ جوڑی نے کہا۔ ”مجھے معلوم تھا کہ تم تفصیل جاننا چاہو گے اس لئے میں نے کال شیپ کر لی ہے۔ تم شیپ سن لو“۔ روئالڈ نے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو تم نے بہت اچھا کیا۔ اس طرح ہر لفظ سامنے آجائے گا۔ سناؤ شیپ“۔ جوڑی نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد روئالڈ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد عمران کی آواز سنائی دی اور پھر جوڑی انتہائی انہماک سے ان دونوں کی درمیان ہونے والی گفتگو سنئے گا۔ اس

بنا رہا ہے کہ وہ رونالڈ کی باتوں سے مغلکوک ہو گیا ہے اور اس نے جس طرح آخر میں بات کی ہے کہ وہ کوئی اقدام نہیں کرے گا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فوری طور پر اقدام کرنے کا سوچ رہا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ میں ریڈ اینجنسی سمیت فوری طور پر وہاں چھپ جاؤں تاکہ اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے"۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں اس گفتگو سے اور سائنسی پیپرز سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے کوشش کی ہے کہ وہ کسی مشین کے ذریعے اس سفر کو ناکام بنادے۔ لیکن اب اس کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا سائنسی اقدام کرنے میں ناکام رہا ہے اس لئے اب لامحالہ وہ سفر کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا"۔ چیف نے

"لیں چیف۔ پھر اجازت ہے"۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے وہاں زیادہ افراد لے کر نہیں جانا۔ کیونکہ اس سفر کے بارے میں جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں اس کے مطابق اس کے اندر رہ کر اس کی سیکورٹی زیادہ بہتر انداز میں کی جاسکتی ہے باہر آدمیوں کو مقرر کرنا اس سفر کی سیکورٹی کے خلاف اقدام ہے"۔ چیف نے کہا۔

"پھر تو چیف میں صرف لافٹر اور گارشیا کو ساتھ لے کر وہاں چلا جاؤں"۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرو۔ میں اس سفر کی فائل تمہارے آفس بھجو ارتبا ہوں تم اس فائل کو چیک کر لو۔ اس سفر کا خصوصی فون نمبر اور اس کے انجارج کے بارے میں بھی تفصیلات موجود ہیں۔ اسے میں فون کر کے تمہارے متعلق بتا دوں گا باقی تفصیلات تم خود اس سے طے کر لینا۔ بہر حال یہ بات سن لو کہ اس سفر کو ہر صورت میں قائم رہتا چاہئے اس کی بتاہی ایکریمیا کے لئے انتہائی نقصان وہ ثابت ہو سکتی ہے"۔۔۔ چیف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں چیف۔ اس بار اگر عمران وہاں آیا تو کسی صورت بھی زندہ نفع کرنہ جاسکے گا"۔۔۔ جوڑی نے بڑے باعتماد لمحے میں کہا۔

"گذ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس بار اگر وہ ریڈ اینجنسی سے مکرا ہی رہا ہے تو پھر اس کا کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل جانا چاہئے"۔۔۔ چیف نے کہا۔

"لیں چیف۔ ایسا ہی ہو گا"۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

"گذ لک"۔۔۔ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا جوڑی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور ہاتھ اٹھا کر ٹون آجائے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈریم لینڈ کلب"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لافٹر سے بات کراؤ۔ میں جوڑی بول رہا ہوں"۔۔۔ جوڑی نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اس نے ملاقات نہیں ہو سکی کہ تمارے لئے ایک لمبی تفریح کا
بندوبست کر رہا تھا۔“—جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ کہاں ہونی ہے یہ تفریح اور کس کے ساتھ؟“—گارشیا
نے مسرت بھرے لمحے میں کہا۔

”بہادرستان میں ایکریمیا کا خفیہ سائنسی سنٹر ہے جسے ساہک سنٹر
کہا جاتا ہے۔ اس سنٹر کی سیکورٹی کی ذمہ داری اس نے فوری طور پر
ریڈ اینجنسی کے پرداز کی گئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ کا ایجنت علی عمران اس
سنٹر کو تباہ کرنے کے درپے ہے چیف سے میں نے تمہیں ساتھ لے
جانے کی خصوصی اجازت حاصل کی ہے کیونکہ ظاہر ہے تمارے بغیر
مشن کا لطف ہی نہیں آتا اور ویسے بھی تم اس عمران سے نکرانے کے
لئے انتہائی بے چین رہتی ہو اب وہ موقع آگیا ہے۔“—جوڑی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ ہم تین
کریں گے؟“—گارشیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اس سنٹر کے حفاظتی انتظامات اس انداز کے ہیں کہ ہم اس کے
اندر رہ کر اس کی حفاظت کریں گے اور اس کام کے لئے تمیں ریڈ
ایجنت کافی ہیں۔“—جوڑی نے کہا۔

”اوہ تم۔ آج کیسے گارشیا یاد آگئی۔ پتہ ہے ایک ہفتہ ہو گیا ہے تم
مقابلہ ہو گا اس عمران سے۔“—گارشیا نے کہا۔

”وہ بھی ہو جائے گا تم ایسا کرو کہ فوراً تیار ہو کر میرے دفتر آ جاؤ
کہا گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”لیں سر۔ ہولڈ آن کریں۔“—دوسری طرف سے انتہائی
مودبائے لمحے میں جواب دیا گیا۔

”ہیلو۔ لا فڑ بول رہا ہوں۔“—چند لمحوں بعد لا فڑ کی آواز سنائی
دی۔

”جوڑی بول رہا ہوں لا فڑ۔ میرے آفس میں آ جاؤ۔ ہم نے فوری
طور پر بہادرستان جانا ہے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف
مشن مکمل کرنا ہے۔“—جوڑی نے کہا۔

”تو فیصلہ ہو گیا ہے اس بارے میں۔“—لا فڑ نے مسرت بھرے
لمحے میں کہا۔

”ہا۔ تم آ جاؤ تاکہ اس بارے میں تمام تفصیلات طے کی جا
سکیں۔“—جوڑی نے کہا اور کریڈل دبائ کر اس نے ہاتھ ہٹایا اور ٹون
آجائے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”لیں۔“—رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مترجم
نوافی آواز سنائی دی۔

”جوڑی بول رہا ہوں گارشیا۔“—جوڑی نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”اوہ تم۔ آج کیسے گارشیا یاد آگئی۔ پتہ ہے ایک ہفتہ ہو گیا ہے تم
سے ملے ہوئے۔“—دوسری طرف سے بڑے بے تکلفانہ لمحے میں
کہا گیا۔

لافڑ بھی آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں فوراً ہی کسی تیز رفتار چارڑہ طیارے کے ذریعے بہادرستان جانا پڑے۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”اوکے۔ میں پہنچ رہی ہوں“۔۔۔ گارشیا نے کہا اور جوڑی نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔

”یہ فائل ہیڈ کوارٹر سے بھجوائی گئی ہے بس“۔۔۔ نوجوان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل جوڑی کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی مودبانہ لجھ میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ لافڑ اور گارشیا آ رہے ہیں انہیں فوراً میرے پاس بھجوائیں“۔۔۔ جوڑی نے فائل لیتے ہوئے کہا اور نوجوان لیں سر کمہ کر مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ جوڑی نے فائل میز پر رکھ کر اسے کھولا اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں چار کاغذ ٹائپ شدہ تھے جبکہ ایک کاغذ پر ستر کا اندر وہی اور بیرونی نقشہ تفصیل سے بنایا گیا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی بہادرستان کے دارالحکومت سے ستر تک پہنچنے کا راستہ درج تھا جوڑی نے ٹائپ شدہ کاغذ پڑھنے کے بعد اس نقشے پر نظریں جما دیں کافی دیر تک وہ غور سے نقشہ اور راستوں کی تفصیل دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور میز پر پڑے ہوئے فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”میں ریڈ ایجنٹ کا چیف ایجنٹ جوڑی بول رہا ہوں ستر کے انچارج ڈاکٹر فلپر سے میری بات کرائیں“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”آپ کا ریڈ ایجنٹ کوڈ کیا ہے“۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”آرے سی“۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ہولڈ آن کریں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی چھا گئی۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر فلپر بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر فلپر۔ میں چیف ریڈ ایجنٹ بول رہا ہوں۔ ابھی ریڈ ایجنٹ کے چیف نے آپ سے بات کی ہو گی“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”ہاں۔ تو آپ آ رہے ہیں ستر“۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے کہا۔

”جی ہاں۔ ہم تین ریڈ ایجنٹ آ رہے ہیں۔ آپ بتائیں کہ ستر تک پہنچنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہو گا“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”آپ نام بتائیں تاکہ میں آپ کے لئے سپیشل کمپیوٹر کارڈ تیار کر لوں“۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے کہا۔

”میرا نام جوڑی ہے اور میرے ساتھیوں کے نام لافڑ اور گارشیا ہیں“۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کب بہادرستان کے دارالحکومت پہنچیں گے“۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے کہا۔

”ہم آج رات خصوصی چارٹڈ جیٹ طیارے سے روانہ ہو جائیں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم کل صبح بہادرستان کے دارالحکومت پہنچ جائیں گے“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”آپ بہادرستان کے دارالحکومت پہنچ کر وہاں کے ہوٹل آشان چلے جائیں۔ ہوٹل کے مینجر رابرٹ کو آپ اپنے نام بتائیں گے تو وہ میرے آدمی کو آپ سے ملوا دے گا میرے آدمی کا نام مارٹن ہو گا مارٹن ہمارے سفر کا سیکورٹی چیف ہے وہ آپ کو سفر لے آئے گا آپ کے پیش کمپیوٹر کا رد بھی اسی کے پاس ہوں گے“۔۔۔ ڈاکٹر فخر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہوٹلوں کے مینجر اکثر ہوٹلوں میں نہیں ملتے۔ اس لئے ایمانہ ہو کہ ہمارا وہاں وقت ضائع ہو“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”رابرٹ موجود ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ گذبائی“۔۔۔ جوڑی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بہادرستان کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی کوئی ٹھیکانہ اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ ابھی ایک گھنٹہ پہلے یہاں پہنچے تھے۔ عمران نے بہادرستان میں موجود سیکرٹ سروس کے ایجنت کے ذریعے پہلے ہی یہ کوئی ٹھیکانہ حاصل کر لی تھی اور اس ایجنت نے یہاں اس کی ہدایت کے مطابق تمام ضروری سامان بھی پہنچا دیا تھا۔ گیراج میں دو لینڈ کروزر جیپیں بھی موجود تھیں۔ عمران یہاں آنے کے فوراً بعد صدر کو ساتھ لے کر چلا گیا تھا اور اس وقت کمرے میں صالحہ، جولیا، تنوریا اور کمپین شکلیں موجود تھے۔ وہ سب میک اپ میں تھے لیکن ان سب کے میک اپ مقامی تھے جبکہ جولیا ایکریمین میک اپ میں تھی۔

”یہ عمران صدر کو لے کر کہاں چلا گیا ہے“۔۔۔ صالحہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”اس گوشے میں بہر حال اتنی وسعت ضرور ہے کہ صالحہ کے ساتھ ساتھ ہم باقی سا تھی بھی وہاں پناہ لے سکتے ہیں۔ اس لئے تم سب جیپ میں بیٹھ کر فوراً آ جاؤ“۔ عمران نے کہا۔

”کہاں“۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”پتا یا تو ہے زم گوشہ۔ مزید پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟“۔ عمران نے جواب دیا۔

”مکواں مت کرو۔ سیدھی طرح بات کرو“۔ جولیا نے جملائے ہوئے لمحے میں کہا۔

”فیض آباد روڈ پر ایک چھوٹا سا ہوٹل ہے اس کا نام ہے سافٹ کارنز۔ اور یہ ہوٹل صدر کو بیجد پسند آگیا ہے۔ یہاں اس نے صالحہ کے نام سے ایک کمرہ بھی ریزرو کرا لیا ہے“۔ عمران نے اسی طرح چمکتے ہوئے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چونکہ فون میں لاڈرنہ تھا اس لئے عمران کی باتیں کسی نے نہ سنی تھیں۔ اس لئے وہ سب خاموش بیٹھے جولیا کو دیکھ رہے تھے۔

”آؤ اٹھو۔ فیض آباد روڈ پر کوئی ہوٹل ہے سافٹ کارنز۔ وہاں جانا ہے۔ عمران نے کہا ہے کہ جیپ میں وہاں پہنچو“۔ جولیا نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”وہاں جا کر کیا کرنا ہے؟“۔ توری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اپ یہ تو اسے ہی معلوم ہو گا۔ بہر حال وہ ہمیں وہاں بلا رہا ہے تو ظاہر ہے اس کی کوئی خاص وجہ ہی ہو گی“۔ جولیا نے کہا اور ہنسنے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ وہ راستے میں موجود چیک پوسٹ کے سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے گیا ہے؟“۔ کیپن شکیل نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی ساتھ ہی رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ وہ تو ابھی یہاں پہنچے تھے اس لئے یہاں فون کون کر سکتا ہے۔ بہر حال جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“۔ جولیا نے بدلتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بربان خویش بول رہا ہوں“۔ دوسری طرف سے عمران کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یہ تم نے خود آنے کی بجائے فون کیوں کیا ہے ہم یہاں بیٹھے بور ہو رہے ہیں اور تم چمک رہے ہو“۔ جولیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”چمک اس لئے رہا ہوں کہ صدر نے آخر کار فیصلہ کر ہی لیا ہے اور ظاہر ہے جب صدر فیصلہ کر لے تو پھر ہمارا نمبر بھی آ جائے گا“۔ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیسا فیصلہ؟“۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”صالحہ کے لئے دل میں زم گوشہ پیدا کرنے کا فیصلہ“۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

”مکواں مت کرو۔ یہ بتاؤ کہاں سے بول رہے ہو؟“۔ جولیا نے ہنسنے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی لینڈ کروزر جیپ میں بیٹھنے لگے۔ آباد کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیور گ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ جولیا سائیڈ سیٹ پر بیٹھی تھی اور صالحہ اور کیپشن شیکل دونوں عقبی سیٹ پر تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سافٹ کار نرمائی ہو ٹھی کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا ہو ٹھی لیکن اس کا باقاعدہ کمپاؤنڈ گیٹ تھا اور ایک طرف پارکنگ بھی تھی۔ تنویر نے جیپ کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ تقریباً خالی پڑی ہوئی تھی۔ اکاڈمیا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہاں کوئی پارکنگ بجائے بھی نہ تھا۔ تنویر نے جیپ ایک سائیڈ پر لے جا کر روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔

”یہ کس ناٹپ کا ہو ٹھی ہے اور یہاں صدر کو کمرہ بک کرانے کی کیا ضرورت تھی“۔ جولیا نے نیچے اتر کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”صدر نے کمرہ بک کرایا ہے یہاں۔ کیوں“۔ تنویر نے چونک کر حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”اور کمرہ بھی صالحہ کے نام سے بک کرایا گیا ہے“۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو پاس کھڑی صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا مطلب۔ میرے نام سے یہاں کمرہ۔ کیوں وجہ“۔ صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”وجہ تو تم صدر سے خود پوچھ لینا۔ عمران سے پوچھا تو وہ تو پہلے کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

طرح بکواس شروع کر دے گا“۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”لکیسی بکواس۔ کچھ بتاؤ تو سی۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے۔“ صالحہ نے واقعی پریشان سے لبھے میں کہا۔

”عمران کی بکواس پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی توانی عقیبی سیٹ پر تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سافٹ کار نرمائی ہو ٹھی کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا ہو ٹھی لیکن اس کا باقاعدہ کمپاؤنڈ گیٹ تھا اور ایک طرف پارکنگ بھی تھی۔ تنویر نے جیپ کمپاؤنڈ گیٹ سے اندر موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ تقریباً خالی پڑی ہوئی تھی۔ اکاڈمیا گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہاں کوئی پارکنگ بجائے بھی نہ تھا۔ تنویر نے جیپ ایک سائیڈ پر لے جا کر روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔

”پھر بھی کچھ بتاؤ تو سی“۔ صالحہ نے کہا تو جولیا ایک بار پھر نہ پڑی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود بھی عمران کی باتوں کا لطف لے رہی ہو۔

”عمران نے فون پر کہا تھا کہ صدر نے صالحہ کے لئے اپنے دل میں زم گوشہ پیدا کر لیا ہے۔ پھر میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ فیض آباد روڈ پر ہو ٹھی ہے سافٹ کار نرمائی۔ اور تم جانتی ہو کہ سافٹ کار نرمائی کا مطلب زم گوشہ ہی ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی اس نے کہا کہ ہم فوری طور پر جیپ میں بیٹھ کر یہاں پہنچ جائیں۔ یہاں صدر نے صالحہ کے نام سے کمرہ بک کرایا ہے۔“ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار نہ پڑی۔

”عمران صاحب مجھے ہر صورت میں صدر صاحب کے ساتھ نتھی کرنے پر نتھی ہوئے ہیں۔ مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اگر عمران صاحب نے اپنی کوششیں جاری رکھیں تو ایک روز واقعی ہم

دونوں ایک دوسرے کے لئے اپنے دلوں میں نرم گوشہ پیدا کرنے پر
محصور ہو جائیں گے۔—— صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”صادر سے یہ امید نہ رکھنا۔ وہ ان معاملات میں بے حد سخت
مزاج آدمی ہے۔ باقی رہا عمران۔ تو اس کی باتوں کی تم پرواہ نہ کیا کرو۔
اس کی تو عادت ہی ایسی ہے۔—— توریر نے مسکراتے ہوئے صالحہ
سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔—— صالحہ نے چمکتے ہوئے کہا تو توریر
چونک پڑا۔
”چیلنج کیا مطلب۔ کس قسم کا چیلنج۔—— توریر نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

”یہی کہ صدر سے میں کوئی امید نہ رکھوں۔ میں اگر چاہوں تو
صدر تو کیا تمہیں بھی اپنی الگیوں پر نچا سکتی ہوں۔—— صالحہ نے
کہا۔

”یہ تمہاری بھول ہے۔ مس صالحہ۔ تم جیسی۔——“ توریر نے
بھڑکتے ہوئے لجھے میں کہا۔

”خاموش ہو جاؤ۔ یہ وقت ہے لڑائی کا۔—— جولیا نے توریر کی
بات کاٹتے ہوئے تیز لجھے میں کہا تو توریر یکخت اس طرح خاموش ہو گیا
جیسے کوئی کھلونا چاہی ختم ہو جانے پر یکخت رک جاتا ہے۔

”تم جیسی کیا۔—— فقرہ تو پورا کرو۔—— صالحہ نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

”صالحہ پلیز۔—— جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ وہ
توریر کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی۔ اسے معلوم تھا کہ توریر
نے یہی کہنا ہے کہ تم جیسی عورتوں پر تو میں تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتا
اور ظاہر ہے اس کے اس فقرے کے بعد صالحہ نے ہمیشہ کے لئے اس
سے تنفس ہو جانا تھا اور پھر وہ لوگ دیے بھی خاموش ہو گئے کیونکہ وہ
ہوش کے ہال میں داخل ہو گئے تھے۔ یہ چھوٹا سا ہال تھا لیکن اسے
انتہائی خوبصورتی سے سجا�ا گیا تھا لیکن ہال میں صرف چار پانچ آدمی
موجود تھے۔ باقی ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک
نوجوان کھڑا فون پر کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔ جولیا کاؤنٹر کی
طرف بڑھ گئی تو کاؤنٹر میں نے جلدی سے رسیور رکھا اور ان کی طرف
متوجہ ہو گیا۔

”لیں میڈم۔—— کاؤنٹر میں نے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔
”یہاں مس صالحہ کے نام سے کمرہ بک کرایا گیا ہے۔—— جولیا
نے کہا تو وہ نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ لیں میڈم۔ ایک منٹ۔—— نوجوان نے کہا اور پھر اس
نے ایک طرف کھڑے ہوئے آدمی کو اشارے سے بلایا تو وہ تیزی سے
چلتا ہوا کاؤنٹر کے قریب آگیا۔

”رحمیم دادخان۔ میڈم اور ان کے ساتھیوں کو مس صالحہ کے بک
ہوئے کمرے میں لے جاؤ۔—— نوجوان نے اس آدمی سے مخاطب
ہو کر کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"لیں سر۔ آئیے میدم"۔۔۔ رحیم داد خان نے کما اور تیزی سے کاؤنٹر کے ساتھ ایک راہداری کی طرف مڑ گیا۔ جولیا اور باقی ساتھی اس کے پیچے چل پڑے۔ راہداری کے اختتام پر دیوار تھی۔ رحیم داد خان نے وہاں رک کر چھت سے ایک چھوٹا سا لیکن چپٹا باکس نکالا اور اسے دیوار کی ابھری ہوئی اینٹ پر رکھ کر اس نے دبایا تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار ایک سائیڈ پر چلتی ہوئی غائب ہو گئی۔ اب نیچے سیڑھیاں جاتی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"سیڑھیاں اتر جائیے۔ اس کے بعد راہداری آئے گی۔ راہداری کے اختتام پر دروازہ ہے۔ وہ کمرہ مس صالح کے نام سے بک ہے"۔۔۔ رحیم داد خان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کما تو جولیا سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں اتنے لگے۔ سیڑھیوں کا اختتام بھی ایک راہداری میں ہوا۔ ان سب کے سیڑھیوں پر اترتے ہی اوپر کی دیوار برابر ہو گئی۔ لیکن راہداری کی چھت میں لگے ہوئے بلب چونکہ روشن تھے اس لئے دیوار برابر ہو جانے کے باوجود وہاں روشنی موجود تھی۔ وہ راہداری میں چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ راہداری کے اختتام پر واقعی ایک دروازہ موجود تھا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا اور جولیا اور دوسرے ساتھی اندر دروازے داخل ہو گئے لیکن کمرہ کوئی فرنچس موجود نہ تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"یہ کیا پاسار چکر ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا"۔ صالح نے ہونٹ بچپنے ہوئے کما۔

"خواجواہ کی ڈرامہ بازی۔ اور کیا ہونا ہے"۔۔۔ تنویر نے جواب دیا اور پھر وہ سب کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ ہماری نگرانی کا خطرہ تھا اس لئے عمران صاحب نے اس انداز میں ہمیں یہاں پہنچایا ہے"۔۔۔ کیپشن شکیل نے کما تو وہ سب چونک پڑے۔

"نگرانی کا خطرہ۔ کیا مطلب"۔۔۔ جولیا نے چونک کر کما۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نظروں میں آگئی ہو اس لئے ہمیں وہاں سے نکال لیا گیا ہے"۔۔۔ کیپشن شکیل نے کما۔

"لیکن کس کی نظروں میں"۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لمحے میں کما۔

"تو آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اس سنٹر کی حفاظت کے لئے ایکریما کی ریڈ ایجنٹی یہاں پہنچی ہوئی ہے"۔۔۔ کیپشن شکیل نے حیرت بھرے لمحے میں کما تو سب چونک پڑے۔

"ریڈ ایجنٹی۔ کیا مطلب۔ تمہیں کس نے بتایا ہے۔ ہمیں تو معلوم نہیں ہے"۔۔۔ جولیا نے کما۔

"مجھے صدر نے بتایا تھا کہ ایکریما کے سب سے خطرناک اور زبیت یافتہ ایجنٹ جنہیں ریڈ ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ وہ اس سارے سنٹر کی حفاظت کے لئے مامور ہوئے ہیں اور انہیں اس لئے یہاں بھیجا کیا

ہے کہ حکومت ایکریمیا تک یہ اطلاع پہنچ چکی ہے کہ پاکیشیا سکرٹ سروس نے نہ صرف اس سنتر کو ڈیس کر لیا ہے بلکہ اس کو تباہ کرنے کے مشن پر بھی کام کر رہی ہے۔۔۔ کیپشن شکلیں نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور عمران اور صدر آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

”یہ کیا پراسرار چکر چلا رکھا ہے تم نے۔ اور یہ ریڈ اینجنس کا کیا قصہ ہے۔ کیپشن شکلیں بتا رہا ہے کہ ریڈ اینجنسی یہاں پہنچی ہوئی ہے لیکن مجھے تو تم نے بتایا ہی نہیں۔۔۔ جولیا نے غصیلے لمحے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تنوری کی وجہ سے ایسی باتیں چھپائی پڑی ہیں تم سے۔ اب کیا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ بہر حال اپنی مرضی کا مالک ہے۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”پھر وہی بکواس۔ سید حمی طرح بات تو تم کر رہی نہیں سکتے۔۔۔ جولیا نے ایک بار پھر جھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”ریڈ سرخ کو کہتے ہیں اور دلہیں شادی کے روز سرخ جوڑا پہنچتی ہیں اور ظاہر ہے یہ سرخ جوڑا ریڈ اینجنسی سے ہی خریدا جا سکتا ہے۔ کیوں صدر۔ تم نے بھی تو بہر حال کوشش کی ہوگی۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے کیا ضرورت تھی سرخ جوڑا خریدنے کی۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”ارے کمال ہے۔ تم مسلمان ہو کر ایسی باتیں کر رہے ہو۔ مسلمان کے لئے تو شہادت باعث فخر ہوتی ہے۔۔۔ عمران نے کہا تو صدر بھی چونک پڑا۔

”شہادت۔ یہ اس سرخ جوڑے میں شہادت کا کیا ذکر آگیا۔۔۔ صدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کہا جاتا ہے کہ جو شہید ہوتا ہے اسے اسی لباس میں ہی دفن کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے شہید ہونے والے کوئی نہ کوئی زخم تو آتا ہی ہو گا اور زخم سے خون بھی نکلتا ہو گا اور خون اس کے لباس پر بھی یقیناً پھیلتا ہو گا۔ اس طرح سرخ جوڑا اور شہادت ایک ہی بات ہوئی تھیں۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار نہیں پڑا۔

”آپ بھی کہاں کی بات کہاں لے جا کر جوڑتے ہیں۔۔۔ صدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں کون ہوتا ہوں جوڑنے والا۔ جوڑے تو سناء ہے آسمان پر بنتے ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدر ایک بار پھر نہیں پڑا۔

”جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا نافررواڑ۔ کیپشن شکلیں نے یقیناً تمہیں بتا دیا ہو گا کہ اس ساک سنتر کی حفاظت کے لئے ریڈ اینجنس کی خدمات حاصل کی

گئیں ہیں اور جس ایجنت کے ذریعے ہم نے یہ کوئی حاصل کی تھی اسے آج صحیح اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا ہے اس لئے مجبوراً مجھے یہ چکر چلانا پڑا ہے تاکہ ہم ٹونے سے پہلے ہی نہ گرفتار ہو جائیں۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”لیکن یہ ایجنت تو سیکرٹ سروس کا فارن ایجنت تھا۔“— جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو مجھے خطرہ پیدا ہوا تھا۔ میں صدر کے ساتھ اس سے ملنے اس کی رہائش گاہ پر گیا تاکہ سنہروالے علاقے میں جانے کے لئے اس سے کسی ایسی آدمی کا بندوبست کرنے کے لئے کہوں جو اس علاقے سے اچھی طرح واقف ہو۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ پراسرار انداز میں غالب ہو چکا ہے چنانچہ مجھے فوری طور پر صدر سے درخواست کرنی پڑی کہ وہ نرم گوشہ میں صالحہ کے لئے کمرہ بکراۓ۔ صدر کی مہربانی کہ اس نے میری درخواست مان لی۔“— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تھوپر صاحب تو کہہ رہے تھے کہ صدر صاحب بڑے سخت مزاج آدمی ہیں اس لئے وہ کیسے میرے لئے نرم گوشہ میں کمرہ بکرا سکتے ہیں۔“— صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مس صالحہ۔ آپ عمران صاحب کی عادت تو جانتی ہیں یہ ساری کارروائی انسوں نے خود کی ہے لیکن اب نام میرا استعمال کر رہے ہیں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس لئے پلیز آپ ان کی باتوں سے کسی غلط فہمی میں بھلانہ ہو جائیں۔“— صدر نے فوراً ہی تردید کرتے ہوئے کہا۔

”اے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں صالحہ کے نام سے کمرہ بکراویں۔ میں اگر کرتا تھا تو توری کے نام پر کرتا تھا۔ کیوں توری؟“— عمران نے فوراً ہی کہا اور اس بار سب ہنس پڑے۔

”تمہارا بس چلے تو تم میرے نام قبرستان میں قبرتوالات کر سکتے ہو ہوٹ میں کمرہ نہیں۔“— توری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چھوڑو ان باتوں کو۔ بہر حال بتاؤ کہ مزید کیا پروگرام ہے۔“— جولیا نے فوراً ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”ہم یہیں سے ہی اپنے مشن پر روانہ ہو جائیں گے۔ اس ہوٹ کا مالک بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنت ہے۔ اس کا نام بھادر خان ہے۔ میں نے اس کے ذمے لگایا ہے کہ وہ ہمارے لئے کوئی ایسا آدمی ٹریس کرے جو اس علاقے میں ہمارے لئے کار آمد گائیڈ بن سکے۔“— عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی نہ مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کرے کے ایک کونے میں رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران کری سے اٹھ کر فون کی طرف بڑھا۔ اس نے فون پیس اٹھایا اور واپس آکر دوبارہ اپنی کری پر بیٹھ گیا۔ فون پیس اس نے درمیانی میز پر رکھا اور رسیور اٹھایا۔

”غیرت مند خان بول رہا ہوں۔“— عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہی کہا اس کا لمحہ بھی بدلا ہوا تھا۔

"بہادر خان بول رہا ہوں۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ میں آرہا ہوں"۔— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہونہ۔ اتنی مختصری بات کرنی تھی تو ویسے ہی کر لیتا۔ خوانخواہ مجھے انٹھ کر فون اٹھانے کی تکلیف اٹھانی پڑی"۔— عمران نے کہا تو سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"مس جولیا نے اس سارک سنٹر کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق تو وہاں تک پہنچنا ہی خاصا مشکل کام ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا پلانگ کی ہے"۔— صدر نے کہا۔

"بزرگ سچ کرتے ہیں کہ عورتیں کسی راز کو چھپا نہیں سکتیں۔ اب ذرا سی کارروائی جولیا اور صالحہ نے کر دی ہے تو اب تک شاید انہوں نے تم سمت پورے پاکیشیا کو اس کی تفصیل بتا دی ہوگی"۔ عمران نے میں کہا۔

"میں نے اس وقت تفصیل بتائی ہے جب چیف نے وہاں مش مکمل کرنے کے لئے کہا ہے پھر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ تمہاری تو خوانخواہ سپنچ پیدا کرنے کی عادت ہے"۔— جولیا نے جھلانے ہوئے لجئے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر چیف پسلے کی طرح ہم دونوں کو اس مشن پر بھیج دیتا تو ہم زیادہ آسانی سے یہ مش مکمل کر لیتیں"۔— صالحہ نے کہا۔

"تم کیا کر لیتیں وہاں جا کر"۔— عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔
"کرنا کیا تھا اس سنٹر کو تباہ کرنا تھا اور وہ ہو جاتا"۔— صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باہر سے تو اس سنٹر کو تباہ نہیں کیا جا سکتا اور اندر اس وقت تک کوئی آدمی جا نہیں سکتا جب تک اس کے پاس خصوصی کمپیوٹر ایزو کارڈ نہ ہو۔ پھر یہ مشن کیسے مکمل ہوتا"۔— عمران نے ایسے لجئے میں کہا جیسے وہ ان کی کارکردگی کو چیلنج کر رہا ہو۔

"کچھ نہ کچھ تو کرتی ہی ہم۔ اب ظاہر ہے مشن تھالی میں رکھ کر تو نہیں پیش کیا جاتا۔ اس کے لئے پلانگ بنانی پڑتی ہے۔ کام کرنا پڑتا ہے"۔— صالحہ بھی ضد پر اڑ گئی۔

"تو ٹھیک ہے۔ اگر تم دونوں چاہو تو اب بھی اکسلی کام کر سکتی ہو۔ ہم تم دونوں کا انتظار یہیں بینٹھ کر کریں گے"۔— عمران نے کہا۔

"تم خود فیصلہ کیسے کر سکتے ہو۔ یا تو تم چیف سے کہو اور چیف یہ فیصلہ کرے"۔— جولیا نے کہا۔

"اگر تم بھی اس پر تیار ہو تو میں چیف سے بات کر لیتا ہوں"۔ عمران نے اس بار سمجھیدہ لجئے میں کہا۔

"اگر چیف ہاں کر دے تو میں تیار ہوں"۔— جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب کیا آپ خود یہ چاہتے ہیں کہ دو گروپ بن جائیں"۔— صدر نے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے"۔— عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اب آپ کے ساتھ اتنا عرصہ کام کرتے گزر گیا ہے۔ کم از کم اتنی نفیات تو ہم بھی آپ کی جان گئے ہیں کہ اگر آپ خود رضامند نہ ہوتے تو آپ صالحہ کی اس بات کی اتنی حوصلہ افزائی ہی نہ کرتے"۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دو گروپس کی صورت میں تو معاملہ اور الجھ جائے گا۔ اس لئے گروپ تو ایک ہی کام کرے گا۔ دیسے اگر تمہارا خیال ہو کہ جولیا اور صالحہ کے ساتھ کوئی اور ساتھی بھی ہونا چاہئے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہ دونوں جس کو چاہیں اپنے ساتھ شامل کر لیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا انتخاب صدر صاحب ہیں"۔ صالحہ نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑا جبکہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"مبارک ہو صدر۔ یہ تو واقعی نرم گوشہ ہے"۔ عمران نے کہا تو صدر نے مسکرانے کی بجائے ہونٹ بھینچ لئے۔

"میں نے مس صالحہ کو سمجھایا تو ہے۔ بہر حال اس بارے میں میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا"۔ صدر نے قدرے ناخوٹگوار سے لبھے میں کہا۔

"ارے ارے۔ ابھی سے یہ موڈ طاری کر لیا ہے تم نے۔ یہ موڈ تو ہنی مون کے بعد جب ذمہ داریاں پڑتی ہیں تب دولہا پر طاری ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا تو صدر اس طرح ہنس پڑا جیسے زرج ہو کر

ہنس دیا ہو۔

"اب میں کیا کہوں عمران صاحب"۔ صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اب تک تم نے جو کہنا تھا کہہ لیا۔ اب تو کہنے کی باری صالحہ کی ہو گی"۔ عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قمقوں سے گونج اٹھا۔ اس بار صدر بھی اس نہیں میں شامل تھا۔

"ہاں اسی طرح ہنستے بولتے اس مشکل کا سامنا کرو۔ بزرگ کہتے ہیں بہادر وہی ہوتا ہے جو مشکل اور سخت وقت میں بھی ہستار ہے"۔

عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قمقوں سے گونج اٹھا۔

"اور میرا انتخاب تنویر ہے"۔ جولیا نے اچانک کہا تو تنویر کا چہرہ یکنہت چک اٹھا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"پھر تو میں اور کیپن شکیل ہی رہ گئے باقی۔ وہ کیا مصروف ہے کہ آئندیب مل کے کریں آہ وزاریاں۔ اس کی بجائے اب یہی کہنا ہو گا کہ آئیپن شکیل مل کے کریں آہ وزاریاں"۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر کمرہ قمقوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ آپ اپنے مقصد میں بہر حال کامیاب ہو ہی گئے ہیں"۔ کیپن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار تم بس اسی طرح خاموش ہی رہا کرو۔ جب بھی بولتے ہو۔ بس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بے سرا ہی بولتے ہو۔۔۔ عمران نے مقصودی غصے بھرے لجے میں کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔
”کیا مطلب۔ کیا کہا ہے کیپن شکلیں نے۔۔۔ صدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں اور کیپن شکلیں واقعی یہاں آرام کریں گے۔ تم مشن مکمل کرو۔ پھر ہم اکٹھے واپس چلے جائیں گے اور مسئلہ ختم۔۔۔“
عمران نے ایسے کہا جیسے وہ بات کرنابہ چاہتا ہو۔

”ہونہ تو یہ بات ہے۔ تم خود یہی چاہتے تھے کہ ہم سے علیحدہ کام کرو۔۔۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ میں نے کب کہا ہے۔ صالح نے بات شروع کی اور تم نے اس کی تائید کر دی پھر صالح نے صدر کو منتخب کر لیا اور تم نے تنویر کو۔ صدر نے تو چلو پھر بھی کسی حد تک احتجاج کیا لیکن مجھے تو احتجاج کرنے کی بھی جرات نہیں ہو سکی اس کے باوجود بھی تم مجھ پر غصہ کھا رہی ہو۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیپن شکلیں تم بتاؤ کہ تم نے کیسے کہہ دیا کہ یہ عمران کا منصوبہ تھا۔۔۔ جولیا نے کیپن شکلیں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مس جولیا۔ میں نے تو صرف اندازہ لگایا کیونکہ جس طرح پہلے صدر نے کہا ہے کہ اگر عمران صاحب خود رضامند نہ ہوتے تو صالحہ کو پہلی بات کا ہی جواب اس انداز میں ملتا کہ انہیں دوسری بات کرنے کی بھی جرات نہ ہو سکتی لیکن عمران صاحب نے خود ہی انہیں بات

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بڑھانے کا موقع دیا اور پھر فوراً ہی ان کی بات پر رضامند ہو گئے۔ دوسری بات یہ کہ جیسے عمران صاحب نے بتایا ہے کہ ریڈ اینجنسی کو اس سفر کی حفاظت کے لئے مامور کیا گیا ہے اور اس نے یہاں آتے ہی اس قدر تیزی دکھائی ہے کہ عمران صاحب کو فوراً اپنے ایجنسٹ کی طرف سے لی ہوئی کوئی کوئی اس پراسرار انداز میں چھوڑنی پڑ گئی اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ریڈ اینجنسی ہم سے زیادہ عمران صاحب سے واقف ہو گی اس لئے ان کی پوری توجہ عمران صاحب پر ہی ہو گی۔ وہ انہیں روکنے کی کوشش کرے گی اس لئے میرا اندازہ ہے کہ عمران صاحب خود ہی یہ چاہتے تھے کہ وہ خود علیحدہ رہ کر کام کریں اور سیکرٹ سروس علیحدہ رہ کر۔۔۔ کیپن شکلیں نے اپنے تجزیے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ واقعی یہ بات ہو گی۔ اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ تو تم خود یہی چاہتے تھے اگر ایسا تھا تو تم ہمیں بتا دیتے۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”میں کیا چاہتا ہوں اب اس بارے میں خود کیسے کہہ سکتا ہوں۔ سمجھدار کو تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے لیکن اب میری قسمت کہ تنویر اشاروں کی پوری کوڈبک پڑھنے کے باوجود سمجھنے سے انکار کر دیتا ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر یہ لکھت سرخی سی چھا گئی جبکہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم جو کچھ چاہتے ہو ویسا کبھی نہیں ہو سکتا یہ بات ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ

عمران اس کی بات کا جواب دیتا دروازے پر دینک کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے۔

”لیں کم ان“—— عمران نے اوپنجی آواز میں کہا تو اس کے ساتھی دروازہ کھلا اور یکے بعد دیگرے دو مقامی آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا جبکہ دوسرا نوجوان۔ ادھیڑ عمر آدمی کے جسم پر لباس خاصا قیمتی تھا جبکہ نوجوان نے سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔

”یہ بہادر خان ہے۔ اس نرم گوشے کا مالک اور بہادر خان یہ میرے ساتھی ہیں“—— عمران نے اس ادھیڑ عمر کا اپنے ساتھیوں سے اور اپنے ساتھیوں کا سرسری طور پر بہادر خان سے تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے فخر ہے کہ آپ سب یہاں تشریف لائے ہیں“—— بہادر خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ قادر خان ہے یہ اس علاقے میں واقع گاؤں سربز کا رہنے والا ہے اور اس پورے ضلع کوچک کی ہر جگہ اس کی دیکھی بھائی ہوئی ہے دیسے بھی یہ پہاڑی لو مریوں کا شکاری ہے بہادر، دلیر اور قول کا پکا ہے“—— بہادر خان نے نوجوان قادر خان کا تفصیلی تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”یہ گاؤں سربز کماں ہے“—— عمران نے پوچھا۔

”جناب یہ گاؤں ضلع کوچک کی پہاڑیوں میں بننے والے ایک چھوٹے سے پہاڑی دریا لاہوتی کے کنارے پر واقعی ہے“—— قادر

خان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے جیب سے ایک تھہ شدہ نقشہ نکالا اور پھر اس نقشے کو کھول کر میز پر بچھا دیا۔

”لواب بتاؤ کماں ہے تمہارا گاؤں۔ یہ صرف ضلع کوچک کا تفصیلی نقشہ ہے“—— عمران نے کہا تو قادر خان نقشے پر جھک گیا۔ پھر کافی دیر تک وہ نقشے کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی تو عمران نے دیکھا کہ وہاں واقعی ایک پہاڑی دریا اور گاؤں کا نشان بنتا ہوا تھا لیکن ان کے نام درج نہ تھے شاید ان کی اتنی اہمیت نہ ہو گی کہ نقشہ بنانے والے ان کا نام دیتے عمران نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور وہاں دائرہ لگا دیا۔

”مجھے اجازت ہے عمران صاحب۔ میں نے کچھ ضروری کام کرنے ہیں“—— بہادر خان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سربزا دیا۔ بہادر خان سلام کر کے واپس مڑا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ ” قادر خان دیکھو یہ ہے شردا فا“—— عمران نے ایک دائرے پر بال پوائنٹ رکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ یہ بڑا شردا فا ہے“—— قادر خان نے اثبات میں سربزا دیکھی بھائی ہوئی ہے دیسے بھی یہ پہاڑی لو مریوں کا شکاری ہے بہادر، دلیر اور قول کا پکا ہے“—— بہادر خان نے نوجوان قادر خان کا

”اوڑی ہے شردا صل“—— عمران نے بال پوائنٹ اٹھا کر ایک اور جگہ رکھتے ہوئے کہا یہاں بھی دائرہ لگا ہوا تھا۔

”جی ہاں۔ یہ واصل شر ہے۔ چھوٹا سا شر ہے“—— قادر خان نے جواب دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”تم کبھی تالان گاؤں گئے ہو۔“—— عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ سینکڑوں بار گیا ہوں۔“—— قادر خان نے جواب دیا۔
”کماں ہے تالان گاؤں۔ یہاں نقشے میں اس کا نام موجود نہیں
ہے۔“—— عمران نے کہا تو قادر خان نے غور سے نقشے کو دیکھنا شروع
کر دیا اور پھر اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔

”یہ ہے جناب۔ یہ تالان گاؤں ہے۔ یہ چھوٹا سا پہاڑی گاؤں
ہے۔“—— قادر خان نے کہا تو عمران نے وہاں دائرہ لگا دیا۔

”اب یہ بتاؤ کہ اس تباہ شدہ عمارت کے بارے میں کچھ جانتے ہو
جسے سفید قلعہ کہا جاتا ہے۔“—— عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اس تالان گاؤں سے شمال مشرق کی طرف کافی سفر کے
بعد ایک انتہائی قدیم عمارت آتی ہے جس کا معمولی ساحصہ باقی ہے
اسے سفید قلعہ کہتے ہیں۔“—— قادر خان نے جواب دیا۔

”یہ عمارت کماں ہوگی۔ نقشے میں دیکھ کر بتاؤ۔“—— عمران نے
کہا تو قادر خان ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا کچھ دیز تک غور کرنے کے
بعد اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی تو عمران نے ایک کافی بڑا سادا دائرة لگا
 دیا۔

”یہاں سے ایک سڑک نیچے وادی کی طرف اترتی ہے اس وادی
میں زیر زمین ایکر۔ یہاں کا ایک خفیہ سُنْہرہ ہے جس میں بیٹھ کروہ
مشینوں کے ذریعے بہادرستان اور رویاہ کے درمیان خوفناک جنگ کی
دفعی راز چوری کرتے ہیں۔ کیا تم اس وادی میں کبھی گئے ہو۔“ — عمران

نے پوچھا۔

”ہمیا تو ہوں لیکن یہ کافی پہلے کی بات ہے گذشتہ سال البتہ میں ایک
پہاڑی لوہڑی کا پیچھا کرتے ہوئے پہاڑی کی طرف سے ادھر گیا تو ایک
باور دی ایکر نیمیں نے اچانک ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر مجھے
روک لیا میری تلاشی لی اور پھر مجھے کہا کہ یہ سارا علاقہ حکومت کی
تحویل میں ہے اس لئے اب میں آئندہ ادھر کا رخ نہ کروں میں واپس
چلا آیا اور اس کے بعد آج تک وہاں نہیں گیا۔“—— قادر خان نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ حکومت کا سُنْہرہ نہیں ہے ورنہ اس قدر خفیہ نہ رکھا جاتا اور نہ
ہمیں پاکیشاں سے یہاں آنا پڑتا۔ حکومت خود ہی اس کا بندوبست کر
لیتی۔ ہم نے اس سُنْہرہ کو تباہ کرنا ہے لیکن وہاں انتہائی سخت حفاظتی
اقدامات ہیں تمہاری خدمات ہم نے اس لئے حاصل کی ہیں کہ ہم اس
علاقے میں کسی ایسے راستے سے داخل ہونا چاہتے ہیں جس کا علم ان
ایکر۔ یہاں کونہ ہو اور ہم بغیر کسی کو نظر آئے وہاں پہنچ جائیں۔“
عمران نے کہا۔

”پہلے تو ایک ایسی زیر زمین قدرتی سرگن موجود تھی میں تقریباً چار
پانچ سال پہلے کی بات کر رہا ہوں اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ سرگن
ہے یا نہیں کیونکہ بہادرستان اور رویاہ کے درمیان خوفناک جنگ کی
وجہ سے یہاں میزاںکوں کی فائزگن کی وجہ سے بے شمار راستے بند ہو
گئے ہیں اور کئی نئے راستے پیدا ہو گئے ہیں اس لئے میں حتیٰ طور پر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ قادر خان نے کہا۔
”وہ سرگ کماں سے شروع ہوتی ہے اور کماں جا نکلتی ہے۔۔۔
عمران نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا تو قادر خان ایک بار پھر نقشے پر جھک
گیا۔

”یہاں گاؤں ہے دولت یار۔ اس گاؤں سے مغرب کی طرف آگے
بڑھو تو ایک پہاڑی آتی ہے جسے چراس کہا جاتا ہے یہ سرگ اس
چراس پہاڑی سے شروع ہوتی ہے اور اندر ہی اندر چلتی ہوئی اس
وادی سے مشرق میں جا نکلتی ہے اس وادی کے علاقے کو مارم کہتے ہیں
اور جہاں یہ سرگ ختم ہوتی ہے اس علاقے کو سنگام کہتے ہیں سنگام
اور مارم دونوں ایک دوسرے سے ملحقہ علاقے ہیں۔۔۔ قادر خان
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے علاوہ اور کوئی راستہ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”راستے تو بے شمار ہیں صاحب لیکن مکمل طور پر ڈھکا ہوا راستہ
کوئی نہیں ہے۔۔۔ قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم میرے ساتھیوں کی رہنمائی کرو اور انہیں سنگام
تک اس طرح پہنچا دو کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔۔۔ عمران
نے کہا۔

”بالکل پہنچا دوں گا جناب۔ لیکن ہمیں یہاں سے وافا اور پھر وافا
سے گمراں تک جیپ میں جانا پڑے گا مگر اس سے آگے پیدل چلنا ہو گا
اور یہ پیدل کا راستہ تقریباً بیس پہاڑی میل کا راستہ بنتا ہے پھر جا کر ہم

دولت یار پہنچیں گے اور دولت یار سے آگے سرگ اگر ہوئی تو اس
راستے سے سنگام پہنچ جائیں گے ورنہ ہمیں بہر حال کھلی جگہ سے گزرا
ہو گا۔۔۔ قادر خان نے جواب دیا۔

”مگر ان سے پہاڑی خچر نہیں حل سکتے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”مل تو سکتے ہیں لیکن ان کی واپسی کیسے ہو گی۔۔۔ قادر خان
نے کہا۔

”تم انہیں سنگام پہنچا کر خچرو اپس لے جانا چار ساتھی جائیں گے دو
عورتیں اور دو مرد۔ پانچویں تم خود ہو گے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا کام۔۔۔ قادر خان نے کہا۔

”او کے۔ تم ابھی جاؤ۔ تم بہادر خان کے دفتر میں رہو گے جب
ہمیں ضرورت ہو گی ہم تمہیں بلا لیں گے۔۔۔ عمران نے کہا تو
 قادر خان اثبات میں سرہلا تا ہوا اٹھا اور سلام کر کے پیروں دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

”کیا تم واقعی ہمارے ساتھ نہیں جا رہے۔۔۔ جولیا نے قادر
خان کے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے واقعی یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں اور کیپنٹن ٹکلیل عام
اور سیدھے راستے سے اس سنتر تک پہنچنے کی کوشش کریں گے جبکہ تم
اس قادر خان کے ذریعے وہاں تک پہنچو گے مجھے جو اطلاعات ایکریمیا
سے ملی ہیں ان کے مطابق تمین ریڈ ایجنت یہاں پہنچے ہیں ان میں ایک
چیف ایجنت جوڈی ہے ایک اس کی گرف فرینڈ اور ریڈ ایجنت گارشیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہے اور تیرا ریڈ ایجنت لا فڑھے ہے یہاں پہنچنے کے بعد لا فڑھرو اصل میں رک گیا ہے جبکہ جوڑی اس سفید قلعے میں اور گارشیا اس سفر کے اندر گئی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ لا فڑھا اور جوڑی دونوں کا خاتمہ کر کے ان کے میک اپ میں میں اور کیپشن آ جائیں۔ اس طرح ہم انتہائی آسانی سے اندر داخل ہو جائیں گے اور اس سفر میں اصل بات اندر داخل ہونا ہے پھر ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اس پوری عمارت کو تباہ کریں ہمارا اصل ٹارگٹ اس سفر کی مشینزی کو تباہ کرنا ہے اگر ہم اپنے مشن میں کامیاب نہ بھی ہو سکے تو کم از کم ان دونوں کو الجھا ضرور لیں گے اس دوران تم وہاں پہنچ جاؤ گے اس کے بعد اگر تم اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تو بھی مشن بہر حال مکمل ہو جائے گا”۔ عمران نے کہا۔

”لیکن وہاں پہنچ کر ہم اندر داخل کیسے ہوں گے“۔ صالح نے

”میرے ذہن میں ایک پلانگ موجود ہے۔ ہم اس سیکورٹی آفیسر مارٹن کو استعمال کر لیں گے جس سے ایکریمین سفارت خانے کے سینکڑ سیکڑی گلبرٹ نے بات کی تھی“۔ جو لیا نے کہا تو صالح نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”جو لیا تم چونکہ اس گروپ کی انچارج ہو گی اس لئے میں تمہیں صرف ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ ریڈ ایجنت گارشیا حد درجہ چالاک، ذہن اور شاطر عورت ہے اور ریڈ ایجنت انتہائی سفاک بھی ہوتے ہیں

اور چونکہ اب سفر کے اندر وہ سیکورٹی انچارج ہو گی اس لئے تم نے اس سے ہوشیار رہنا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”مجھے سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بھی نہیں ہوں۔ سیکٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہیوں تم اپنا خیال رکھنا۔ ہماری فکر چھوڑو“۔ جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہمارے اور آپ کے درمیان رابطہ کیسے رہے گا“۔ صدر نے فوراً ہی بات کا رخ بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”یہ سفر چونکہ ہر قسم کی ڈائنیمیٹر کا لاز چیک کر لیتا ہے اس لئے لامالہ ہمارے درمیان ڈائنیمیٹر کے ذریعے رابطہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تم نے وہاں ڈائنیمیٹر استعمال کرنا ہے ورنہ وہ فوراً تمہاری موجودگی کا سراغ لگایں گے۔ مجھے چونکہ پسلے سے اس بارے میں معلوم تھا اس لئے میں اپنے ساتھ ٹیلی گرافٹ انسٹرument لے آیا ہوں انتہائی کہا۔ ایم جسی کی صورت میں تم نے اتنی ٹیلی گرافٹ کوڈ میں پیغام دینا ہے“۔ عمران نے کہا اور صدر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بیٹھے شدید بور ہو چکی ہوں"۔۔۔ گارشیا نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"ظاہر ہے ان لوگوں کا انتظار تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا۔ انہیں وہاں تک پہنچنے میں بہر حال وقت تو لگے گا۔ اب وہ جن تو نہیں چیز کہ بس پلک جھکنے میں تمہارے سامنے پہنچ جائیں"۔۔۔ جوڑی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے یہاں کے جو انتظامات دیکھے ہیں ان کے بعد میرا یہاں رہنا بیکار ہے۔ یہاں تو کوئی مکھی بھی بغیر اجازت اور بغیر چینگ کے داخل نہیں ہو سکتی۔ انسان تو پھر انسان ہے"۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"تم نے ابھی عمران کے بارے میں صرف سنا اور پڑھا ہے تمہارا کبھی اس سے نکراوہ نہیں ہوا۔ یہ انتظامات اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ تم بہر حال ایک بات کا خیال رکھنا کہ کسی طرح بھی کسی آدمی کو نہ باہر جانے دینا اور نہ کسی کو اندر آنے کی اجازت دینا۔ میں نے ان لوگوں کا سراغ لگایا ہے۔ میں ان کو ٹریس کرا رہا ہوں جیسے ہی وہ میرے آدمیوں کی نظروں میں چڑھے۔ پھر مجھے لمحہ بے لمحہ ان کی کارروائی کی رپورٹ ملتی رہے گی۔ اس کے بعد ہم یقیناً ان کا خاتمه کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

"کیسے سراغ لگایا ہے۔ کیا تفصیل ہے"۔۔۔ گارشیا نے پوچھا۔ "پاکیشیا سے عمران کے ساتھ دو عورتیں اور تین مرد یہاں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گارشیا سا سک سنتر کے ایک کمرے میں بیٹھی ایک رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھی کہ ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجٹھی۔

گارشیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"لیں۔ گارشیا بول رہی ہوں"۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"ماڈام۔ جوڑی صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"کراوہ بات اور سنو۔ آئندہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے"۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"لیں میڈم"۔۔۔ فون آپریٹر نے جواب دیا۔

"ہیلو۔ جوڑی بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جوڑی کی آواز سنائی دی۔

"یہ تم نے مجھے کہاں پہنچا دیا ہے جوڑی۔ میں یہاں بیکار اکیلے بیٹھے

دارالحکومت پہنچے ہیں۔ اس طرح یہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے۔ میرے ایک آدمی نے اس آدمی کا سراغ لگایا جس نے ان کے لئے ایک رہائش گاہ کا بندوبست کیا تھا۔ لیکن پھر وہ آدمی اچانک غائب ہو گیا اور اس رہائش گاہ سے یہ لوگ بھی غائب ہو گئے ہیں۔ بہر حال ان کے حلیے ہمیں معلوم ہو گئے ہیں۔ میرے آدمی ان کی تلاش کر رہے ہیں جلد ہی ان کے بارے میں کہیں نہ کہیں سے اطلاع مل جائے گی۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

”یہاں تمہارے آدمی کماں سے آگئے“۔۔۔ گارشیا نے حرمت بھرے لبھے میں کما۔

”یہاں ایک ایکریمین گروپ ہے۔ میں ان کے بارے میں بات کر رہا تھا چونکہ وہ بھی ایکریمین ہیں اس لئے وہ ہمارے آدمی ہی ہوئے“۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا اور گارشیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”ویسے میرا مشورہ مانو تو تم لافٹر کو لے کر سنٹر میں آجائو۔ ہم تینوں یہاں اطمینان سے بینھ کر ان لوگوں کا شکار کھیل لیں گے اور میں بور بھی نہیں ہوں گی“۔۔۔ گارشیا نے کما۔

”کچھ منزید معلومات ان لوگوں کے بارے میں مل جائیں پھر ایسا کر لیں گے“۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

”او کے۔ اب بتاؤ کہ کال کیوں کی ہے۔ کوئی خاص بات ہے“۔۔۔ گارشیا نے کما۔

”نہیں۔ میں نے سوچا کہ تم اکیلی بور ہو رہی ہو گی۔ اس لئے

تمہیں ساتھ ساتھ حالات سے آگاہ کرتا رہوں“۔۔۔ جوڑی نے کما۔ ”شکریہ۔ تم نے واقعی اچھا سوچا ہے“۔۔۔ گارشیا نے کما تو جوڑی نے ہستے ہوئے گذ بائی کما اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور گارشیا نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”آؤ مارشن۔ بیٹھو“۔۔۔ گارشیا نے اسے دیکھ کر کما اور آنے والا خاموشی سے سامنے رکھی ہوئی کری پر بینھ گیا۔

”تم نے یہاں کے انتظامات واقعی حیران کن حد تک فول پروف بنا رکھے ہیں لیکن ہر قسم کے انتظامات میں کوئی نہ کوئی خامی یا کوئی نہ کوئی جھول ایسا ہوتا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا لیکن جو طویل عرصے سے کام کر رہا ہو۔ اسے ان کے متعلق بہر حال علم ہوتا ہے اس لئے تم مجھے ان کے متعلق بتاؤ گے“۔۔۔ گارشیا نے کما۔

”ایسی کوئی خامی یا جھول نہیں ہے مادام۔ آپ بے فکر رہیں“۔ مارشن نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ماتحت نہیں سمجھا۔ جب میں کہہ رہی ہوں کہ ایسے جھول اور خامیاں بہر حال ہوتی ہیں تو تم اسیں کیوں چھپا رہے ہو۔ یہ سنٹر کی سلامتی کے لئے انتہائی اہم ہے اور ہم ایکریمین سے یہاں اس کی حفاظت کے لئے آئے بیٹھے ہیں اور تم اس طرح بات کر رہے ہو جیسے تمہیں ہماری کوئی پرواہ ہی نہ ہو“۔۔۔ گارشیا نے غصیلے لبھے میں کما۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”مادام۔ آپ خوانخواہ مجھ سے ناراض ہو رہی ہیں۔ میری اور آپ کی حیثیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آپ ریڈ ایجنسٹ ہیں جو ایکریما کی ناک ہوتے ہیں اور میں ایک عام سائکورٹی آفیسر ہوں۔ میرا اور آپ کا کیا مقابلہ۔ میری نظروں میں واقعی یہاں کوئی خامی نہیں ہے۔ اگر آپ کی نظر میں ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔“— مارشن نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بتاؤ کہ اس سنتر کے سیور ٹچ کا سسٹم کہاں ہے۔ گندہ پانی کہاں سے نکلتا ہے اور کہاں جاتا ہے۔“— گارشیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کے لئے خصوصی انتظامات کے گئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں موقع پر آپ کو لے جا کر دکھا سکتا ہوں۔ چاہیں تو زبانی بتا سکتا ہوں۔“— مارشن نے جواب دیا۔

”تم زبانی بتا دو۔ دیکھ میں خود لوں گی۔“— گارشیا نے کہا۔

”سنتر کا پانی یہاں سے ایک انتہائی گہرے کنوئیں میں جاتا ہے اور اس کنوئیں کی تھہ میں ایک پاپ کے ذریعے یہ پانی کافی دور ایک پہاڑی نالے میں جاتا ہے۔ اگر آپ کے ذہن میں یہ بات ہے کہ اس پاپ کے ذریعے کوئی آدمی کنوئیں تک آسکتا ہے اور پھر کنوئیں سے وہ سنتر میں پہنچ سکتا ہے تو ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ کنوئیں کی تھہ میں باقاعدہ ایک ریز مشین نصب ہے جس کی ریزاں پورے پاپ میں پھیلی ہوتی ہیں۔ انسان تو ایک طرف کوئی کمھی اور پھر بھی ان ریز کی

وجہ سے اس پاپ میں زندہ نہیں رہ سکتا۔“— مارشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگذ شو۔ اب بتاؤ کہ تازہ ہوا سنتر میں لے آنے کا کیا سسٹم ہے۔“— گارشیا نے پوچھا۔

”تازہ ہوا کے لئے ٹکنگ پنپ لگے ہوئے ہیں جن کے پاپ بھی اسی طرح زیر زمین یہاں سے کافی دور جانکتے ہیں۔ اور ان پاپ میں بھی وہی ریز پھیلی ہوتی ہیں۔“— مارشن نے کہا۔

”اگر ان پاپوں کے دہانے سے کوئی بے ہوش کر دینے والی گیس اندر پھینک دی جائے تو کیا ریزا سے روک سکتی ہیں۔“— گارشیا نے چھتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”لیں مادام۔ ان ریز کی یہ خاصیت ہے کہ یہ کسی قسم کی بودار چیز کو بھی اندر آنے سے روکتی ہیں۔“— مارشن نے کہا۔

”مگذ۔ اب یہ بتاؤ کہ اس سنتر کا کوئی خصوصی اور سپیشل راستہ بھی ہے جسے بے شک بند کر دیا گیا ہو۔“— گارشیا نے کہا۔

”لیں مادام۔ دو راستے تھے لیکن انہیں ریڈ بلاکس سے بند کر دیا گیا ہے۔ اب وہ کسی صورت نہیں کھولے جا سکتے اور نہ توڑے جا سکتے ہیں۔“— مارشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں تھے یہ راستے۔ نقشہ لے آؤ اور اس پر نشاندہی کرو۔“
گارشیا نے کہا۔

”مادام آخر آپ چاہتی کیا ہیں۔“— مارشن نے اس بار قدرے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جنجلائے ہوئے لبجے میں کما۔

”جو میں کہہ رہی ہوں وہی کو سمجھے۔ میں اب سیکورٹی انچارج ہوں اور میرے حکم پر تمہیں گولی بھی ماری جاسکتی ہے“۔۔۔ گارشیا نے غصے سے چینختے ہوئے کما۔

”لیں مادام“۔۔۔ مارشن نے کما اور انٹھ کھڑا ہوا۔

”جاوہ اور نقشہ لے آؤ۔ جلدی واپس آنا۔ مجھے انتظار کرنے کی عادت نہیں ہے“۔۔۔ گارشیا نے اسی طرح چینختے ہوئے کما۔

”لیں مادام“۔۔۔ مارشن نے انتہائی مودبانہ لبجے میں کما اور واپس مڑ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو گارشیا بے اختیار ممکرا دی۔

”نمایا۔ خوبصورت آدمی ہے لیکن عورتوں کے جذبات کی زبان ہی نہیں سمجھتا۔ اب جوڑی باہر ہے تو پھر اس سے ہی گزارہ کرنا پڑے گا لیکن یہ تو بالکل ہی احمق ہے۔ الو“۔۔۔ گارشیا نے کما۔ اس کی نظریں مسلسل دروازے پر جمی ہوئی تھیں لیکن جب کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود مارشن نہ آیا تو گارشیا کے چہرے پر جنجلہ ہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے رسیور انھایا اور دو نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں“۔۔۔ دوسری طرف سے فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”مارشن کو تلاش کرو۔ وہ جہاں بھی ہو اسے فوراً میرے پاس بھیجو۔ میں اس کا انتظار کر رہی ہوں“۔۔۔ گارشیا نے غصے لبجے میں کما اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نجاح انٹھ، تو اس نے

رسیور انھایا۔

”لیں“۔۔۔ گارشیا نے تیز لبجے میں کما۔

”مادام۔ مارشن تو سفر سے باہر چلا گیا ہے“۔۔۔ فون آپریٹر کی آواز سنائی دی تو گارشیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”سفر سے باہر چلا گیا۔ کیا مطلب۔ کیسے باہر چلا گیا۔ باہر جانے کی تو کسی کو اجازت نہیں ہے۔ کس کی اجازت سے گیا ہے وہ“۔۔۔ گارشیا نے چینختے ہوئے لبجے میں کما۔

”وہ سیکورٹی وے سے باہر گیا ہے۔ یہ سیکورٹی وے اس کی گمراہی میں رہتا ہے۔ اس کا تعلق چینگ کمپیوٹر سے نہیں ہے۔ چینگ کمپیوٹر صرف میں وے پر کام کرتا ہے“۔۔۔ فون آپریٹر نے کما تو گارشیا کے چہرے کارنگ یکنہت بدلت گیا۔

”سیکورٹی وے۔ یہ کون ساراستہ ہے۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی“۔۔۔ گارشیا نے انتہائی غصے لبجے میں کما۔

”آپ سیکورٹی سینڈ انچارج ہمفرے کو بلا کر اس سے پوچھ لیں۔ مارشن بھی اسے ہی کہہ کر گیا ہے کہ وہ سفر سے باہر جا رہا ہے۔ اسی نے مجھے بتایا ہے“۔۔۔ فون آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کما۔

”اوہ۔ اوہ۔ فوراً اسے میرے پاس بھیجو۔ ابھی اور اسی وقت“۔۔۔ گارشیا نے چینختے ہوئے کما۔

”لیں مادام“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گارشیا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا سانوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ سینڈ سیکورٹی آفیسر ہفرے تھا۔

"لیں مادام" — ہفرے نے اندر داخل ہو کر بڑے مودبانہ انداز میں گارشیا کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"مارشن کہاں ہے" — گارشیا نے غصیلے لمحے میں کہا۔

"وہ وافا شرگیا ہے مادام۔ اس نے اپنی دوالینی تھی" — ہفرے نے اسی طرح مودبانہ لمحے میں کہا۔

"وافا گیا ہے۔ کس بات کی دوا لینے" — گارشیا نے چونک کر پوچھا۔

"وہ خون کے ایک پیچیدہ مرض میں مبتلا ہے مادام۔ اور ڈاکٹروں نے اسے ایک خصوصی دوا تجویز کی ہے۔ ویسے وہ ٹھیک رہتا ہے لیکن اگر اسے غصہ آجائے یا ذہنی الگھن پیدا ہو جائے تو اس کے خون میں کیمیائی تبدلیاں پیدا ہونے لگ جاتی ہیں اور اس کا ذہن چکرانے لگ جاتا ہے۔ اگر ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ دوانہ کھائے تو اس کی موت واقع ہو سکتی ہے اس لئے وہ ہمیشہ سفتر میں اس دوا کا شاک رکھتا ہے لیکن اتفاق سے یہ شاک پچھلے ماہ ختم ہو گیا اور وہ سفتر میں ہنگامی حالات کی وجہ سے دوانہ لاسکا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ سفتر میں ہنگامی آیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا ذہن چکرا رہا ہے اس لئے وہ دوا لینے پڑے شر و افا جا رہا ہے۔ دوا وہیں سے ملتی ہے۔ وہ سیکورٹی کے خصوصی ہیلی کاپڑ پر گیا ہے سیکورٹی وے سے۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر

واپس آجائے گا" — ہفرے نے جواب دیا تو گارشیا کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"سیکورٹی ہیلی کاپڑ۔ سیکورٹی وے۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے تو اب تک اس سلسلے میں کچھ نہیں بتایا گیا حالانکہ میں دو روز سے یہاں ہوں" — گارشیا نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا۔

"یہ انتہائی ہنگامی انتظامات ہیں مادام۔ عام حالات میں تو انہیں استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔ اس لئے ذکر نہ کیا گیا ہو گا" — ہفرے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب جب مارشن واپس آئے تو تم نے مجھے فوراً اطلاع کرنی ہے" — گارشیا نے ہونٹ بخیجتے ہوئے کہا۔

"لیں مادام" — ہفرے نے کہا اور سلام کر کے واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"نا ننس۔ ذرا سی بات کی تو اس کے خون میں تبدیلیاں آنے لگ گئیں۔ نجانے کیسے کیسے لوگ اس دنیا میں بنتے ہیں احمق۔ اور مجھے بتایا تک نہیں کہ یہ راستہ بھی ہے اور نہ صرف راستہ ہے بلکہ باقاعدہ سیکورٹی ہیلی کاپڑ بھی ہے۔ میں خواхخواہ یہاں پڑی سڑ رہی ہوں اب مارشن واپس آئے تو میں اس ہیلی کاپڑ کے ذریعے خود وافا جاؤں گی اور گھوموں پھراؤں گی" — گارشیا نے بڑرا تے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت سے کمر لگا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”وہ جناب۔ زیشان ہوٹل میں ہیں جس راستے پر ہم نے سفر کرنا تھا۔ اس راستے میں ایک جگہ زلزلہ آیا ہے اور اس سے راستہ بند ہو گیا ہے۔ اس راستے کو صاف کیا جا رہا ہے کل تک صاف ہو جائے گا۔ اس لئے میں نے انہیں ہوٹل میں ٹھہرا دیا ہے لیکن جناب۔ میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینے آیا ہوں“۔۔۔ قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون سی اطلاع“۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہاں سے قریب ہی ایک میڈیکل شور ہے۔ میں نے وہاں اس آدمی کو دیکھا ہے جس نے شکار کے وقت مجھے اس علاقے میں جانے سے روکا تھا۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے“۔۔۔ قادر خان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ کہاں ہے وہ“۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک بڑا میڈیکل شور ہے۔ وہ وہاں موجود ہے۔ میرے سر میں درد تھا۔ میں وہاں سے دوالینے گیا تو میں نے اسے مینجر کے شیشے والے کمرے میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے میں نے سوچا کہ جا کر میڈم جولیا کو بتاؤں گا لیکن اب آپ اچانک نظر آگئے ہیں تو میں نے آپ کو بتا دیا ہے“۔۔۔ قادر خان نے جواب دیا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ وہی آدمی ہے“۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ہم پھاڑی لوگ ہیں جناب۔ ایک بار کسی کو دیکھ لیں تو مرتے دم دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔

عمران نے جیپ وافا کے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکی ہی تھی کہ اچانک سائیڈ گلی سے قادر خان دوڑتا ہوا جیپ کی طرف آتا دکھائی دیا تو ڈرائیور نگ سیٹ پر موجود عمران اسے دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔

”میں آپ کو دیکھ کر آیا ہوں جناب“۔۔۔ قادر خان نے قریب آتے ہوئے کہا۔

”تم ابھی تک یہاں وافا میں ہی ہو۔ باقی ساتھی کہاں ہیں“۔ عمران نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔ اس کے ساتھ کپیشن ٹکلیل تھا جبکہ باقی سارے ساتھی جولیا کی سرکردگی میں علیحدہ گروپ کی صورت میں کئی گھنٹے پہلے قادر خان کے ساتھ چلے گئے تھے۔ اس لئے عمران قادر خان کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ چونکہ عمران اسی میک اپ میں تھا جس میں اس نے قادر خان سے ملاقات کی تھی۔ اس لئے قادر خان نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔

تک اے نہیں بھولتے”۔۔۔ قادر خان نے بڑے باعتماد لجھے میں کہا۔

”اوہ۔ بیٹھو جیپ میں اور ہمیں وہاں لے چلو“۔۔۔ عمران نے کہا تو قادر خان جلدی سے جیپ کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے جیپ آگے بڑھا دی۔ پھر قادر خان کی رہنمائی میں وہ ایک گلی میں سے گزر کر ایک اور سڑک پر پہنچ گئے۔

”وہ سامنے میڈیکل شور ہے۔ الخیر میڈیکل شور“۔۔۔ قادر خان نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ اس دکان کے قریب لے جا کر روک دی اور پھر وہ جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ ہی کیپشن شکلیں اور قادر خان بھی نیچے اتر آئے اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے دکان میں داخل ہو گئے۔ کافی بڑی دکان تھی۔ ایک طرف شفاف شیشے کا بنا ہوا کیپن تھا جس میں ایک آدمی نیچ پر لیٹا ہوا تھا جبکہ ایک آدمی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔

”یہ جو لیٹا ہوا ہے۔ یہ ہے وہ آدمی۔ پہلے بیٹھا تھا۔ اب لیٹ گیا ہے“۔۔۔ قادر خان نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اس کیپن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر مینجر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

”لیں سر۔ کیا چاہئے سر“۔۔۔ سیلز میں نے انہیں کیپن کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

”مینجر سے ملنا ہے۔ بڑا سودا ہے“۔۔۔ عمران نے خشک لجھے میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہا تو سیلز میں سر ہلاتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ عمران نے کیپن کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے بعد کیپشن شکلیں اور آخر میں قادر خان اندر داخل ہوا۔ مینجر انہیں دیکھ کر چونک پڑا اور اس نے جلدی سے رسیور کریڈل پر رکھ گیا جبکہ وہ لیٹا ہوا آدمی ویسے ہی لیٹا رہا۔ اس کے چہرے کا رنگ نارنجی ہو رہا تھا اور لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ وہ ایکریمین تھا۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کا یونیفارم نما لباس تھا۔ سامنے والی جیپ پر چھوٹی سی پلیٹ تھی جس کے اوپر مارش اور آگے سیکورٹی آفیسر لکھا ہوا تھا اور نیچے دو الفاظ ایس سی لکھے ہوئے تھے۔ عمران یہ پلیٹ پڑھ کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس پلیٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ساک سنٹر کا سیکورٹی آفیسر مارش ہے۔ وہی مارش جس کا ذکر جو لیا سے ایکریمین سفارت خانے کے سینکڑہ سیکڑی گلبرٹ نے کیا تھا۔

”جی صاحب فرمائیے“۔۔۔ مینجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں ڈاکٹر ہوں۔ کیا یہ صاحب بیمار ہیں“۔۔۔ عمران نے مارش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ انہیں خون کی کوئی عجیب سی بیماری ہے۔ ان کو ایک گھنٹے کے اندر اندر ایک مخصوص دوا چاہئے لیکن اتفاق سے یہ دوا ہمارے شاک میں موجود نہیں ہے۔ میں نے دارالمحکومت فون کیا ہے۔ وہاں سے دوا ایک چیل پنجر کے ذریعے آرہی ہے۔ لیکن ان

کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگزتی جا رہی ہے اور ظاہر ہے دوا شام تک پنجھے
گی۔ اس لئے میں بیجد پریشان ہوں”۔ ڈاکٹر نے پریشان سے لبجے
میں کہا۔

”کون سی بیماری ہے انہیں۔ اور کون سی دوا چاہئے۔ ان کی حالت
تو خطرے میں ہے۔“ عمران نے تشویش بھرے لبجے میں کہا۔

”بیماری کا نام تو مجھے نہیں آتا البتہ یہ دوا ہے۔ یہ آپ دیکھ لیں۔“

پلے بھی یہ ہم سے اکٹھی ہی دوالے جاتے رہے ہیں کسی ایکر بیمن سنفر
میں یہ سیکورٹی آفیسر ہیں۔“ مینجر نے کما اور میز پر رکھی ہوئی ایک
شیشی اٹھا کر اس نے عمران کی طرف بڑھادی جبکہ مارن اسی طرح لینا
ہوا تھا۔ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اس کا ذہن تقریباً ماوف ہو چکا
ہے۔ کیونکہ نہ ہی اس نے آنکھیں کھوئی تھیں اور نہ ہی کوئی بات کی
تھی۔ عمران نے دوا کی شیشی لے کر اس پر موجود لیپیل کو غور سے دیکھا
اور ایک طویل سانس لیا۔

”یہ تو انتہائی خطرناک اور پیچیدہ مرض ہے اور مریض کی حالت بتا
رہی ہے کہ شام تو کیا اگر نصف گھنٹہ مزید اس کو دوانہ ملی تو یہ ہلاک
ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”اب کیا کریں جناب۔ میں تو اب سوچ رہا تھا کہ ایمپولنس منگو اکر
انہیں ہپتال شفت کر دوں۔ یہاں دکان پر انہیں کچھ ہو گیا تو ہم تو تباہ
ہو جائیں گے۔“ مینجر نے انتہائی پریشان لبجے میں کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس بیماری میں خصوصی

ریسرج کی ہوئی ہے۔ یہ ابھی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ ایک کاغذ
دیں۔“ عمران نے کما تو مینجر نے جلدی سے ایک کاغذ آگے بڑھا
دیا۔ عمران کری پر بیٹھ گیا۔ اس نے کاغذ پر چند دوائیں لکھنا شروع کر
دیں اور پھر کاغذ مینجر کی طرف بڑھادیا۔

”دیکھیں۔ یہ دوائیں آپ کے سٹور میں ہیں۔“ عمران نے کما
تو مینجر نے کاغذ لے لیا۔

”جی ہاں۔ مگر یہ تو عام سی دوائیں ہیں۔“ مینجر نے حیرت
بھرے لبجے میں کہا۔

”جلدی کریں۔ یہ دوائیں منگوائیں اور ساتھ ہی ایک سرنج بھی۔
جلدی کریں۔“ عمران نے کما تو مینجر سر ہلاتا ہوا خود ہی کری سے
انھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”عمران صاحب۔ یہ کون سی بیماری ہے۔“ کیپشن شکیل نے
عمران کے ساتھ کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ خون کی ایک پیچیدہ بیماری ہے۔ اس میں اگر مریض کو غصہ
آجائے اور وہ اپنا غصہ کسی وجہ سے نہ نکال سکے تو خون میں کیمیائی
تبديلیاں ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ جو دوا مینجر نے مجھے دکھائی ہے وہ
اس کی عام دوا ہے لیکن اب اس پر جو جدید ترین ریسرج ہوئی ہے اس
کے مطابق اس مخصوص دوا کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس کا علاج
عام دواؤں سے بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ انہیں خصوصی ترکیب سے
مکس کیا جائے۔ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا اور حیرت انگیز بات یہ ہے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہ اس کے بعد اسے مزید کسی دوا کی ضرورت نہ پڑے گی۔ یہ بیشہ کے لئے اس بیماری سے چھٹکارا پالے گا۔ عمران نے کما اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید کوئی بات ہوتی، مینجز واپس کیں میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں چار شیشیاں اور ایک سرنج موجود تھی۔ ”یہ لیجئے جناب۔ لیکن جناب۔ خیال رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ۔“ مینجز نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”تم بے فکر رہو مینجز۔“ عمران نے کما اور پھر اس نے پیکٹ میں سے سرنج نکالی اور اس کے بعد اس نے اس کی سوئی پر سے کیپ ہٹا کر شیشیوں میں یکے بعد دیگرے سوئی ڈال کر دوا سرنج میں بھرنا شروع کر دی۔ لیکن ہر شیشی میں سے اس نے علیحدہ علیحدہ مقدار میں دوا سرنج میں بھری اور پھر اس نے سوئی پر کیپ چڑھائی اور سرنج کو ایک ہاتھ سے تیز جھنکلے دینے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک اور انتہائی تیزی سے وہ ایسا کرتا رہا۔ پھر اس نے سرنج کو غور سے دیکھا۔ دوا کا رنگ گمرا سرنج ہو گیا تھا۔ کچھ دیر اسے غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ایک بار پھر سرنج کو مزید چند جھنک دیئے اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر سرنج پر لیئے ہوئے مارٹن کی طرف بڑھا۔

”اس کی آستین اور کرو۔“ عمران نے مزکر کیپن شکلی سے کما تو کیپن شکلی نے جلدی سے اٹھ کر مارٹن کی آستین کا بٹن کھولا اور پھر اسے اوپر اٹھا دیا۔

”یہاں سے اسے زور سے دباو۔“ عمران نے بازو کی طرف

اشارة کرتے ہوئے کما تو کیپن شکلی نے دونوں ہاتھوں سے بازو کی اس جگہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ عمران نے کلامی پر رگ تلاش کرنا شروع کر دی اور پھر ایک جگہ اس کی انگلی تک گئی۔ اس نے ایک شیشی میں موجود سپرٹ نکالی اور اس جگہ پر اچھی طرح مل کر اس نے سوئی سے کیپ ہٹائی اور سوئی آہستہ سے رگ میں اتاردی۔ تھوڑا سا سرنج کے لیور کو واپس کھینچا تو نارنجی رنگ کا خون سرنج میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔

”بس ہاتھ ہٹا دو۔“ عمران نے کیپن شکلی سے کما تو کیپن شکلی نے ہاتھ ہٹا دیا۔ عمران نے انتہائی آہستگی سے دوا انجیکٹ کرنا شروع کر دی۔ تقریباً دس منٹ تک وہ انتہائی آہستگی سے دوا انجیکٹ کرتا رہا۔ جب سرنج میں موجود تمام دوا مارٹن کے جسم میں انجیکٹ ہو گئی تو عمران نے سوئی واپس کھینچ لی اور انگلی سے اس جگہ کو دبا دیا۔ مینجز اس دوران قریب کھڑا رہا لیکن اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران نے خالی سرنج واپس میز پر رکھی اور پھر انگلی اس جگہ سے ہٹائی اور انگوٹھے کی مدد سے اس نے مارٹن کی آنکھوں کو باری باری کھولا اور اس کے ساتھ ہی اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

”دوا نے اثر شروع کر دیا ہے۔ دس منٹ بعد یہ صاحب مکمل طور پر ٹھیک ہو جائیں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کما اور واپس آکر کری پر بینچ گیا۔ کیپن شکلی بھی بینچ گیا اور قادر خان بھی۔ مینجز

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بھی اسی طرح ہونٹ بھینچے واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح اس کی نظریں بھی مارش کے چہرے پر جھی ہوئی تھیں اور پھر جب اس نے مارش کے چہرے کا رنگ بدلتے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تیزی سے پھیلتے چلے گئے۔ عمران کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے یہ سب کچھ صرف پڑھا تھا آزمایا نہ تھا اس نے وہ پریشان تو نہیں تھا البتہ فکرمند ضرور تھا۔ مارش کے چہرے کا رنگ سرخ ہوتا جا رہا تھا اور اس کا تیز چلتا ہوا سانس بھی اب تیزی سے ہموار ہوتا جا رہا تھا۔

”آپ تو کمال کے ڈاکٹر ہیں جناب۔ لیکن آپ کا کلینک کہاں ہے۔ میں تو یہاں آپ کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں“۔۔۔ مینجر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں سائنس کا ڈاکٹر ہوں۔ طب کا نہیں ہوں بس ویسے ہی شغل کے طور پر طب پر بھی ریسرچ کرتا رہتا ہوں۔ میرا تعلق کافرستان سے ہے“۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو مینجر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اسی لمحے مارش نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی وہ لکھنخت ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس کی آنکھوں میں اب زندگی کی لہریں موجود تھیں۔

”یہ کیا ہوا۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں نارمل ہو گیا ہوں۔ کیا دوا آگئی ہے“۔۔۔ مارش نے مینجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”دوا تو شام تک پہنچے گی لیکن یہ صاحب آپ کے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر پہنچ گئے ہیں۔ آپ واقعی انتہائی خوش قسمت آؤں ہیں“۔۔۔ مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اب تک کی ساری کارروائی تفصیل سے بتا دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ نے میری زندگی بچائی ہے۔ میں آپ کا بیجہ شکر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے یہ سب کچھ طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”زندگی بچانا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مسٹر مارش۔ انسان تو صرف وسیلہ بنتا ہے۔ آپ کی دوا تو شام کو آتی لیکن اب اس دوا کے آوھے گھنٹے بعد آپ کو یمن جوں کا ایک گلاں ضرور پینا پڑے گا مگر دوا کے اثرات مکمل ہو جائیں اور یہ بھی بتا دوں کہ اب آپ کو اس دوا کی کبھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ کی بیماری ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے اور میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر ایک گلاں یمن جوں پی لیں۔ اس طرح مزید گپ شپ بھی ہو جائے گی۔ میں نے اس بیماری پر خصوصی ریسرچ کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے اس بارے میں تفصیلی ڈسکس کر سکوں“۔ عمران نے کہا۔

”ضرور جناب۔ آپ تو اب میرے محسن ہیں۔ بہر حال دوا تو مجھے لئی ہی ہو گی میں شام کو آکر لے لوں گا۔ چلیں جناب۔ لیکن یہ دعوت میری طرف سے ہو گی“۔۔۔ مارش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلیں جیسے آپ چاہیں۔ لیکن ہمارے ساتھی یہاں قریب ہی ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ وہاں چل کر اکٹھے بیٹھیں گے“۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو مارش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر مینجر سے مصافحہ کر کے وہ سب اس میڈیکل سپور سے باہر آگئے۔

”آپ کی تعریف جناب“۔۔۔ مارش نے باہر آکر جیپ میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام غیرت مند خان ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ آپ نے تو اتنی بات ہی پوچھ لی ہے وہ بیچارہ مینجر تو آپ کی وجہ سے اس قدر پریشان تھا کہ نہ ہی اسے نام پوچھنا یاد رہا اور نہ ہی اسے یہ پوچھنا یاد رہا کہ آخر ہم میڈیکل سپور میں آئے کیوں تھے“۔۔۔ عمران نے ڈرائیورنگ سیٹ پر قادر خان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو مارش بے اختیار ہنس دیا۔

”ظاہر ہے ایک ایکر بیمن اگر اس کی دکان میں ہلاک ہو جاتا تو اسے تو لینے کے دینے پڑ جاتے۔ لیکن کیا آپ مقامی ڈاکٹر ہیں“۔ مارش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کہاں جانا ہے صاحب“۔۔۔ قادر خان نے جیپ اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہوٹل زیشان۔ ساتھیوں کے پاس“۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو قادر خان نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی اور عمران مارش کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”میرا تعلق کافرستان سے ہے اور میں طب کا ڈاکٹر نہیں ہوں سائنس میں البتہ میں نے ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے لیکن ہابی کے طور پر طب پر بھی رسروچ کرتا رہتا ہوں۔ میں ایک میڈیکل سپور کے مالک کے پارے میں معلوم کرنے مینجر کے پاس گیا تھا وہاں اچانک آپ کی حالت دیکھی تو میں پریشان ہو گیا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کی تفصیل تو مینجر نے بتا دی ہے آپ کو“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو مارش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں نے آج تک رسالوں اور کہانیوں میں ایسے واقعات پڑھے تھے اور میں سمجھتا تھا کہ یہ سب غلط ہیں ایسے اتفاقات پیش ہی نہیں آ سکتے۔ لیکن آج جب مجھے خود اس تجربے سے گزرنما پڑا ہے تو مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ سب واقعات واقعی درست ہوتے ہیں“۔ مارش نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”جسے ہم لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے اتفاق کرتے ہیں مارش صاحب۔ وہ دراصل قدرت کی طرف سے واقعی ایک خاص منصوبہ بندی کا نتیجہ ہوتا ہے اب آپ دیکھیں آپ کی زندگی کا بیچ جانا ہمارا اچانک وہاں بیچ جانا اور اب آپ سے تعارف یہ سب باقیں بظاہر تو اتفاق ہیں لیکن دراصل قدرت کی منصوبہ بندی کا شاہکار ہے“۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لمحے میں کہا تو مارش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد قادر خان نے جیپ ایک ایک ہوٹل کے کپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ یہ چار منزلہ ہوٹل تھا۔ ایک طرف پارکنگ تھی۔ قادر خان

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے جیپ پارکنگ میں جا کر روک دی۔

”تم جا کر ساتھیوں کو بتاؤ کہ مارٹن صاحب بھی آرہے ہیں“۔ عمران نے کیپین شکلی سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپین شکلی سرہلا تا ہوا قادر خان کی طرف بڑھ گیا جو پارکنگ بوائے سے پارکنگ کارڈ لے رہا تھا۔ ظاہر ہے اس سے اپنے ساتھیوں کے کمرہ نمبر پوچھنے تھے۔

” قادر خان۔ تم ہمارے ساتھ چلو گے“۔ عمران نے کیپین شکلی کے واپس مڑتے ہی قادر خان سے کہا اور قادر خان نے اثبات میں سرہلا دیا جبکہ کیپین شکلی تیز تیز قدم انھاتا ہوئی کے میں گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جبکہ قادر خان عمران اور مارٹن کے ساتھ چل رہا تھا۔ عمران نے کیپین شکلی کو اس لئے پہلے بھیج دیا تھا کہ وہ ساتھیوں کو مارٹن کے بارے میں پہنچ چکے تھے۔ یہاں باقی ساتھی بھی تیسرا منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں پہنچ چکے تھے۔

” یہ سب ہمارے ساتھی ہیں مسٹر مارٹن اور یہ مسٹر مارٹن ہیں“۔ عمران نے کمرے میں داخل ہو کر سرسری ساتھیوں کے بعد وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”مسٹر مارٹن کے لئے یہیں جوس منگوائیں اور ان کے ساتھ ہی ہم سب ان کی صحت کا جام پیسیں گے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بھی مسکرا دیا۔

”آپ رقم کی بات کر رہے ہیں آپ اگر چاہیں تو میں جان بھی دے لانے کا آرڈر دے دیا۔“
 ”آپ نے صحت کی بات کی ہے اس کا کیا مطلب“۔ صدر نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر میڈیکل شور میں جانے اور مارٹن کی بیماری اور اس کے علاج کے بارے میں بتا دیا۔
 ”اوہ۔ پھر تو نئی زندگی مبارک ہو مسٹر مارٹن“۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی سب ساتھیوں نے بھی اپنے مبارک باد دی۔
 ” یہ سب غیرت مند خان صاحب کی بدولت ہوا ہے جناب۔ میں ان کا احسان ساری زندگی نہ بھلا سکوں گا۔ اگر یہ نہ پہنچ جاتے تو اب تک میں ہلاک ہو چکا ہوتا“۔ مارٹن نے بڑے تشكرا نہ لمحے میں کہا۔
 ” یہ احسان اگر آپ چاہیں تو اتار سکتے ہیں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
 ”وہ کس طرح غیرت مند خان صاحب“۔ مارٹن نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”پہلے آپ جوس پی لیں۔ پھر بتا ہوں۔ دیےے فکر نہ کریں۔ میں آپ سے کوئی رقم طلب نہیں کروں گا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارٹن بھی مسکرا دیا۔
 ”آپ رقم کی بات کر رہے ہیں آپ اگر چاہیں تو میں جان بھی دے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سنتر کیا ہوتا ہے۔ میں تو ایکریمیا کے ایک ساؤنچہ سنٹر میں ملازم ہوں۔ فوجی ساز و سامان کے ایک سنٹر پر”۔۔۔ مارشن نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ واقعی ذہین آدمی ہیں کہ آپ نے ایسی کو ساؤنچہ سنٹر میں تبدیل کر دیا ہے حالانکہ اس سے سا سک سنٹر بنتا ہے۔ آپ بہادرستان میں ایکریمیں سفارت خانے کے سینکڑ سینکڑی گلبرٹ کے دوست تھے۔ وہی گلبرٹ جو ہلاک ہو چکا ہے“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارشن بے اختیار انٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے کے عضلات یکخت سکر سے گئے تھے اور چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

”تشریف رکھیں۔ آپ دوستوں میں ہیں۔ دشمنوں میں نہیں ہیں“۔۔۔ عمران نے کہا تو مارشن بے اختیار ہونٹ چباتا ہوں بیٹھ گیا لیکن اب اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ”میرا اصل نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارشن کا چہرہ یکخت زرد پڑ گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ مم۔ مگر۔۔۔“ مارشن نے بری طرح ہکلتے ہوئے کہا۔

”آپ نے کہا تھا کہ آپ احسان اتارنے کے لئے تیار ہیں تو اب اس کا وقت آگیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی جان کو کوئی خطرہ لیا۔

”سکتا ہوں“۔۔۔ مارشن نے کہا۔ ”ابھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ کیا دے سکتے ہیں اور کیا نہیں“۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ویٹرا یک بڑی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں جوس کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے سارے گلاس درمیانی میز پر رکھے اور ٹرے لے کر واپس چلا گیا۔

”لیجھئے“۔۔۔ عمران نے کہا تو مارشن نے گلاس اٹھا لیا اور پھر عمران سمیت سب نے جوس کے گلاس اٹھا لئے۔ جن میں قادر خان بھی شامل تھا۔

”مسٹر مارشن۔ آپ ایکریمیا کے سا سک سنٹر میں سیکورٹی آفیسر ہیں“۔۔۔ عمران نے جوس سپ کرتے ہوئے کہا تو مارشن بے اختیار چونک پڑا۔

”جی۔ آپ کو۔ مم۔ مگر۔۔۔“ مارشن نے بوکھلائے ہوئے لجھ میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے یونیفارم کی قیض پر باقاعدہ پلیٹ لگا رکھی ہے جس پر آپ کا نام، عمدہ اور سنٹر کے بارے میں درج ہے اور آپ حیران بھی ہو رہے ہیں“۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو مارشن نے اپنی قیض کی جیب کی طرف دیکھا اور پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”مجھے احساس ہی نہ رہا کہ میں یونیفارم میں ہوں لیکن یہ سا سک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نہیں ہے۔ اگر میرا مقصد آپ کی جان لینا ہوتا تو یہ کام وہیں میڈیکل شور پر خود بخود ہو جاتا۔ ہمیں آپ صرف اس ستر کے بارے میں اندر ورنی معلومات دے دیں۔ بس ہمارا احسان ختم”۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ میں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ میں نے حلف لیا ہوا ہے۔ یہ تو میں اپنی جان کے خوف سے وہاں سے نکل آیا تھا۔ ورنہ“۔ مارشن نے رک رک کر کہا۔

”مسٹر مارشن۔ یہاں کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ آپ نے کیا بتایا ہے اور کیا نہیں۔ اور آپ خاموشی سے دوائلے کرو اپس چلے جائیں گے اور جب دوائلے کرو اپس جائیں گے تو ظاہر ہے وہاں موجود لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ آپ نے کیا بتایا ہے اور کیا نہیں۔ باقی ہماری اپنی جدوجہد کہ ہم اس ستر میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”وہاں کوئی اجنبی کسی صورت میں بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ اور پھر اب تو وہاں ریڈ الرٹ ہو چکا ہے“۔ مارشن نے کہا۔

”لیکن آپ وہاں سے آئے بھی ہیں اور آپ واپس بھی جائیں گے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو سیکورٹی آفیسر ہوں۔ وہاں ایک خصوصی سیکورٹی وے ہے۔ جس میں ہیلی کاپڑ کے ذریعے ہی آیا جایا جا سکتا ہے اور ہیلی کاپڑ ہی جس میں ایسا

اس راستے سے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ وہاں ایک خاتون۔۔۔“
مارشن بات کرتے کرتے اچانک اس طرح رک گیا جیسے اسے اچانک خیال آگیا ہو کہ وہ کوئی سیکرٹ آؤٹ کر رہا ہے۔

”جس کا نام گارشیا ہے اور جو ریڈ ایجنٹ ہے اور ایکریمیا سے خاص طور پر سارک ستر کی حفاظت کے لئے اپنے ساتھیوں جوڑی اور لا فٹر کے ساتھ آئی ہے“۔ عمران نے اس کی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو مارشن کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ”آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہو گیا۔ یہ تو ناپ سیکرٹ ہے“۔ مارشن نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہمیں تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے مسٹر مارشن“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارشن نے بے اختیار ایک طویل نہانس لیا۔

”پھر آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں“۔ مارشن نے کہا۔ ”پہلے آپ جو کچھ کہ رہے تھے وہ کہہ ڈالیں۔ پھر بات ہو گی“۔ عمران نے کہا۔

”میں بتا رہا تھا کہ یہ ریڈ ایجنٹ گارشیا اب ستر کی سیکورٹی انچارج ہے لیکن وہ انتہائی خود سر نک چڑھی اور تنک مزاج عورت ہے۔ مجھے ایسی عورتیں پسند نہیں ہیں اس لئے میں اس کی باتیں سن کر شدید بور ہوتا ہوں۔ اس نے مجھے اپنے کمرے میں بلا یا اور انتہائی سخت لمحے میں اس نے مجھے سے اس طرح باتیں کیں کہ مجھے اس پر شدید غصہ آگیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اسے گولی مار دوں لیکن ظاہر ہے میں ایسا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مجھے یہاں دیکھئے۔ جب وہ اندر چلا گیا تو پھر میں آگے بڑھ گیا۔ کچھ دور میری کیفیات بدل گئیں۔ میں وہاں اپنے سفر میں دوا کاشاک رکھتا ہوں لیکن ایک ماہ پہلے وہ شاک ختم ہو گیا تھا چنانچہ مجھے اپنی جان بچانے کے لئے ایم جسی میں ہیلی کاپڑ کے ذریعے یہاں آنا پڑا۔ اس میڈیکل سور سے میں پہلے بھی دوا لیتا تھا لیکن یہاں بھی اتفاق سے دوا موجود نہ تھی۔ مینجھ نے اپنے طور پر دارالحکومت فون کر کے دوا منگوانے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے دوا اتنی جلدی کیسے آسکتی تھی چنانچہ میری حالت بگرتی گئی اور پھر مجھے نہیں معلوم کیا ہوا۔ اچانک مجھے ہوش آیا تو آپ وہاں موجود تھے۔— مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کس ہوٹل میں گیا تھا وہ“— عمران نے پوچھا۔
”اب کیا چھپاؤں۔ ٹھیک ہے آپ جو کچھ پوچھنا چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔ لیکن جہاں آپ نے میری جان بچا کر مجھ پر احسان کیا ہے وہاں ایک احسان اور بھی کر دیں کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو کہ میری آپ سے ملاقات ہوتی ہے یا میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے۔“
مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”میرا وعدہ کہ ایسا ہی ہو گا“— عمران نے کہا۔

”وہ ہوٹل سراج میں جا رہا تھا۔ یہ یہاں ایک پرانا ہوٹل ہے لیکن وہاں غیر ملکیوں کے لئے خفیہ طور پر تفریغ کا تمام سامان میا ہوتا ہے اس لئے اکثر وہاں غیر ملکی بھرے رہتے ہیں۔“— مارٹن نے جواب دیا۔

”آپ کو سفر کے اندر مشینزی کے بارے میں کچھ علم ہے۔“
عمران نے پوچھا۔

”بھی نہیں۔ میں تو سیکورٹی آفیسر ہوں اور میرا سمجھکٹ کبھی بھی سائنس نہیں رہا۔“— مارٹن نے جواب دیا۔

”سفر کے اندر کتنے افراد ہیں۔“— عمران نے پوچھا۔
”بارہ افراد ہیں۔ گارشیا تیر ہویں ہے۔“— مارٹن نے کچھ دری

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے مجبوراً مجھے غصہ پینا پڑا اور بس یہیں سے جانے کے بعد مجھے خالی نیکسی مل گئی اور پھر میں میڈیکل سور پہنچ گیا۔— مارٹن نے کہا۔

”کس ہوٹل میں گیا تھا وہ“— عمران نے پوچھا۔
”اب کیا چھپاؤں۔ ٹھیک ہے آپ جو کچھ پوچھنا چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔ لیکن جہاں آپ نے میری جان بچا کر مجھ پر احسان کیا ہے وہاں ایک احسان اور بھی کر دیں کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو کہ میری آپ سے ملاقات ہوتی ہے یا میں نے آپ کو کچھ بتایا ہے۔“
مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”میرا وعدہ کہ ایسا ہی ہو گا“— عمران نے کہا۔

”وہ ہوٹل سراج میں جا رہا تھا۔ یہ یہاں ایک پرانا ہوٹل ہے لیکن وہاں غیر ملکیوں کے لئے خفیہ طور پر تفریغ کا تمام سامان میا ہوتا ہے اس لئے اکثر وہاں غیر ملکی بھرے رہتے ہیں۔“— مارٹن نے جواب دیا۔

”آپ کو سفر کے اندر مشینزی کے بارے میں کچھ علم ہے۔“
عمران نے پوچھا۔

”بھی نہیں۔ میں تو سیکورٹی آفیسر ہوں اور میرا سمجھکٹ کبھی بھی سائنس نہیں رہا۔“— مارٹن نے جواب دیا۔

”سفر کے اندر کتنے افراد ہیں۔“— عمران نے پوچھا۔
”بارہ افراد ہیں۔ گارشیا تیر ہویں ہے۔“— مارٹن نے کچھ دری

ویے اپنی تسلی کے لئے تم دوا بے شک شام کو جاتے ہوئے لے جانا۔ لیکن تمہارا فون کرنا ضروری ہے البتہ تم یہ نہ بتانا کہ تمہاری یہ حالت ہوئی اور میں نے تمہیں صحیح کیا۔—— عمران نے کہا تو مارش نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران نے ایک طرف پڑا ہوا فون پیس انھایا۔ اس کے نیچے لگا ہوا بُن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور ساتھ ہی اس کے اندر موجود لاڈُر کا بُن بھی آن کر دیا۔ مارش نے رسیور انھایا اور تیزی سے نمبر ڈائیل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ واقعی وہی رابطہ نمبر اور نمبر ڈائیل کر رہا تھا جو اس نے بتائے تھے۔

”میں“—— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”سیکورٹی آفیسر مارش بول رہا ہوں وافا سے۔ مادام گارشیا سے بات کراو جیکب“—— مارش نے کہا۔

”اوہ اچھا“—— دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“—— چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی لبھے میں بے پناہ سختی نمایاں تھی۔

”میں مارش بول رہا ہوں مادام“—— مارش نے بڑے مودبانتے لبھے میں کہا۔

”کہاں سے بول رہے ہو تم“—— گارشیا نے پلے سے زیادہ سخت لبھے میں کہا۔

”وافا کے ایک ہوٹل ذیشان سے مادام۔ آپ کو اطلاع مل گئی ہو گئی کہ مجھے ایک بیماری ہے مجھ پر اچانک اس بیماری کا حملہ ہوا اور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سوچنے کے بعد جواب دیا۔ پھر عمران اس سے مختلف سوالات کرتا رہا اور مارش جواب دیتا رہا۔ لیکن مشینری کے بارے میں وہ کوئی تفصیل نہ بتا سکا تھا۔

”یہاں سے سفر فون کیا جا سکتا ہے“—— عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ لیکن نمبر آپ کو جنوں ایکریمیا کا ملانا پڑے گا جبکہ کال سفر میں ہی رسیو ہو گی“—— مارش نے کہا اور پھر عمران کے پوچھنے پر مارش نے نمبر بتا دیا۔

”میں تمہارا بتایا ہوا نمبر کنفرم کر لوں“—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارش بے اختیار چونک پڑا۔

”میں نے درست نمبر بتایا ہے۔ آپ وہاں فون کریں گے تو وہاں کی مشینری یہاں کا پتہ چلا لے گی اور میں چونکہ یہاں ہوں اس لئے لامحالہ ان کا شک مجھ پر پڑے گا“—— مارش نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”تم خود یہاں سے فون کر کے گارشیا کو بتا دو کہ تمہارے ساتھ کیا پر ابلم ہے اور تم کس وقت وہاں پہنچو گے ورنہ جس طرح تم وہاں سے نکل آئے ہو، ہو سکتا ہے واپسی میں تمہیں سزا دے دی جائے“۔ عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ مگر میں اسے کیا بتاؤں۔ وہ انتہائی نک چڑھی عورت ہے۔ وہ نجات کیا جواب دے اور میں پھر بیمار ہو جاؤں اور ابھی دوا میرے پاس نہیں ہے“—— مارش نے کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ تمہاری بیماری ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔

"تم اگر ہم پر اعتماد کرو تو ہم تمہارا مسئلہ حل کر سکتے ہیں"۔ عمران
نے سکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"ہم اس جوڑی کو گھیر لیتے ہیں۔ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ تم گارشیا کو کہہ سکتے ہو کہ تم جوڑی سے ملنے کے تھے لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن تم جوڑی کو کیا کرو گے"۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"وہی جو یہ لوگ تمہارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"نمیں۔ اس کا دوسرا ساتھی بھی ہے اور پھر وہ گارشیا۔ وہ سب مجھے یقیناً مارڈالیں گے"۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ جا کر مل لو اس سے"۔۔۔ عمران نے کہا تو مارٹن نے بے اختیار ہونٹ بھیجن لئے۔

"میں تو عذاب میں پھنس گیا ہوں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں"۔۔۔ مارٹن نے انتہائی الجھے ہوئے لجھے میں کہا۔

"اگر تم ہمارا ساتھ دو تو تمہاری جان بچ سکتی ہے۔ پھر تم یہاں سے واپس ایکھی بیما بھی جا سکتے ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی یہ مت پوچھو۔ بہر حال میں گارنٹی دے سکتا ہوں کہ جو میں ہوئے کہہ رہا ہوں دیے ہی ہو گا۔ تم پر کوئی حرف نہیں آئے گا"۔ عمران

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مجبو را مجھے فوری طور پر ہیلی کا پڑلے کریہاں وافا آنا پڑا۔ ورنہ میں ہلاک ہو جاتا لیکن یہاں بھی دوا موجود نہیں ہے۔ وہ دارالحکومت سے منگوائی ہے۔ شام تک پہنچ جائے گی۔ میں وہ دوائے کر فوراً ہی واپس پہنچ جاؤں گا۔ میں معدرت خواہ ہوں کہ مجھے اس طرح اچانک وہاں سے آنا پڑا۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں"۔ مارٹن نے کہا۔

"میری جوڑی سے بات ہوئی ہے۔ اب جوڑی یہ فیصلہ کرے گا کہ تم واپس آسکتے ہو یا نہیں اور اگر آسکتے ہو تو کب۔ جوڑی وہاں تمہاری تلاش میں ہو گا۔ تم جوڑی سے مل لو"۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

"کہاں ماوام"۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"وہ ہوٹل سراج کے کرہ نمبر اڑتیس میں ٹھرا ہوا ہے جیکب کے نام سے۔ تم فوراً اس سے مل لو"۔۔۔ گارشیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہاری واپسی ممکن نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ جوڑی تمہیں گولی مار دے۔ کیونکہ یہ ریڈ ایجنسٹ ان معاملات میں بے حد سفاک ہوتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر۔ پھر مجھے کیا کرنا چاہئے"۔۔۔ مارٹن نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہہ رہا ہے۔

نے کہا۔
ہے کہ تم کن حالات میں وہاں سے یہاں آئے ہو اور تم نے اسے
ہوٹل فیشان سے فون کیا ہے اور اس نے تمہیں مجھ سے ملنے کو کہا
ہے۔۔۔ جوڑی کا لجھ سخت تھا۔

”مم۔ میں نے سوچا کہ پہلے فون کر لوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ
ہوٹل میں موجود ہیں یا نہیں“۔۔۔ عمران نے سمجھے ہوئے لجھے میں
کہا۔

”میں یہاں موجود ہوں اور تمہارا انتظار کر رہا ہوں تاکہ تم سے سنتر
کی سیکورٹی کے سلسلے میں مزید ڈسکس کی جاسکے“۔۔۔ جوڑی نے
کہا۔

”لیں سر۔ میں پہنچ رہا ہوں سر“۔۔۔ عمران نے انتہائی مودبازنے
لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”تم یہیں رکو گے“۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا
ہوا۔

”کیپشن شکیل تم میرے ساتھ چلو اور تم اپنے بیگ سے ریڈ
کیپول بھی نکال کر جیب میں ڈال لو۔ ہو سکتا ہے اس کی ضرورت پڑ
جائے اور قادر خان تم جیپ ڈرائیور کرو گے“۔۔۔ عمران نے اٹھ کر
کیپشن شکیل اور قادر خان سے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ
کھڑے ہوئے۔

”کیپشن شکیل کو ساتھ لے جانے کی کوئی خاص وجہ ہے۔ پہلے تو تم
ایسے موقعوں پر ہمیشہ تنوری کو ساتھ لے جاتے ہو“۔۔۔ جو بیانے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”ٹھیک ہے۔ مرتا تو دیسے ہی ہے۔ اگر موت آہی گئی ہے تو پھر ان
لوگوں کے ہاتھوں تو نہ مروں۔ میں تیار ہوں تم جو کو اور جیسے کو میں
دیسے کرنے کو تیار ہوں“۔۔۔ مارش نے چند لمحے خاموش رہنے کے
بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر خاموش رہنا۔ بولنا نہیں“۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور
اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ٹھنڈنے دبا کر نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔
”سراج ہوٹل“۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

”روم نمبر اڑتیں میں مسٹر جیکب سے بات کراؤ۔ میرا نام مارش
ہے“۔۔۔ عمران نے مارش کی آواز اور لجھے میں کہا تو مارش بڑی
طرح چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے
تھے لیکن بہر حال وہ بولا نہیں تھا خاموش ہی بیٹھا رہا۔

”لیں سر۔ ہو لڈ آن کریں“۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو۔ جیکب بول رہا ہوں“۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔

”میں سیکورٹی آفیسر مارش بول رہا ہوں جناب“۔۔۔ عمران نے
مارش کی آواز میں کہا۔

”تم بھی تک پہنچ نہیں۔ مجھے مادام گارشیا نے فون کر کے بتا دیا

جیت بھرے لجئے میں کما۔

”ریڈ کیپول کیپن غلیل کے پاس ہیں اور مقابلے پر بھی ریڈ ایجنت ہیں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جوہی ہوش سراج میں اپنے کمرے میں بڑے بے چین سے انداز میں ٹھل رہا تھا۔ وہ بار بار ایک طرف پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھتا اور پھر ٹھلنا شروع کر دیتا۔ اسے گارشیا کی طرف سے اطلاع مل گئی تھی کہ سنتر کا سیکورٹی آفیسر مارشن اچانک سیکورٹی ہیلی کاپٹر کے ذریعے وafa شر اپنی کسی پراسرار بیماری کے لئے دوا لینے چلا گیا ہے۔ اس نے یہ اطلاع ملتے ہی وafa میں ہائز کئے گئے اپنے گروپ کو الٹ کر دیا تھا کہ وہ مارشن کو چیک کریں کیونکہ جوڑی کے خیال کے مطابق سیکورٹی آفیسر مارشن کا اس طرح اچانک سنتر سے فرار یقیناً علی عمران سے ہونے والے گھٹ جوڑ کی وجہ سے ہوا ہو گا۔ ابھی تک عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اسے دارالحکومت سے بھی کوئی اطلاع نہ ملی تھی اور اب مارشن کی وafa آمد سے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بھی یقیناً دارالحکومت سے وafa شفت ہو چکے ہوں گے۔ اس

لئے اس نے یہاں کے ایک مقامی گروپ کو ہائز کر کے مارشن کی نگرانی پر لگا دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ مارشن سے عمران ملاقات کرے گا اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھی میک اپ میں ہوں گے اس لئے انہیں تو یہاں ٹریس نہیں کیا جاسکتا البتہ مارشن کو ٹریس کر کے اس کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کیا جاسکتا ہے اور اب اسے اس گروپ کی طرف سے اطلاع کا شدت سے انتظار تھا۔ چونکہ مارشن کا حلیہ اسے معلوم تھا اس لئے اس نے یہ حلیہ اس گروپ تک پہنچا دیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ دارالحکومت سے قدرے چھوٹے شر و افاف میں مارشن کو فوراً ہی ٹریس کر لیا جائے گا اور پھر وہ یہاں ہیلی کا پڑھ میں آیا تھا اس لئے ہیلی کا پڑھ کو بھی ٹریس کیا جاسکتا ہے لیکن اسے انتظار کرتے کرتے تقریباً تین گھنٹے گزر گئے تھے لیکن ابھی تک اسے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ جب اس سے مزید انتظار برداشت نہ ہوا تو اس نے فون کر کے گروپ کے انجارج مائیکل سے بات کرنے کی کوشش کی جو ایک جواخانے کا مالک تھا لیکن اسے بتایا گیا کہ مائیکل بغیر کسی کو بتائے کمیں گیا ہوا ہے۔ اس لئے اس سے بھی بات نہ ہو سکی تھی۔ جب بے چینی اور اضطراب مزید بڑھ گیا تو جوڈی نے کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹھلنا شروع کر دیا۔ بار بار رک کر فون کی طرف دیکھتا اور پھر ٹھلنا شروع کر دیتا۔

”ایک بار تمہارا پتہ لگ جائے عمران۔ پھر دیکھنا ریڈ ایجنٹ کس طرح کام کرتے ہیں“۔۔۔ جوڈی نے بڑداتے ہوئے کہا اور پھر اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی بڑداہٹ جاری تھی کہ فون کی گھنٹی بج ائی اور جوڈی بھوکے عقاب کی طرح فون پر جھپٹنا۔

”ہیلو“۔۔۔ جوڈی نے رسیور اٹھاتے ہی تیز لمحے میں کہا۔ ”مائیکل بول رہا ہوں“۔۔۔ دوسری طرف سے نگرانی کرنے والے گروپ کے انجارج کی آواز سنائی دی۔

”یہ۔ جیکب بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے“۔۔۔ جوڈی نے امید بھرے لمحے میں کہا۔

”ہم نے مارشن کو ٹریس کر لیا ہے جناب۔ ہمیں اطلاع ملی کہ مارشن کو الخیر میڈیکل شور میں جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے لیکن یہ اطلاع بہت دیر بعد ملی ہم جب وہاں گئے تو مارشن وہاں موجود نہ تھا۔ پوچھ گچھ پر معلوم ہوا کہ مارشن کی طبیعت مینجر کے آفس میں ہی شدید خراب ہو گئی تھی کیونکہ جس دوا کے لئے وہ یہاں آیا تھا وہ دوا یہاں موجود نہ تھی اس لئے مینجر نے دارالحکومت سے وہ دوا منگوانے کے انتظامات کئے لیکن ظاہر ہے دوا تو شام کو آئی تھی اور وہ مارشن موت کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے بعد اچانک مینجر کے مطابق تین افراد اس کے پاس آئے۔ ان میں ایک کافرستانی تھا اور وہ سائنس کا ڈاکٹر بھی تھا اور اس نے حیرت انگیز طور پر مارشن کو شور سے عام ادویات حاصل کر کے انہیں لگایا جس سے مارشن نہ صرف ہوش میں آگیا بلکہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا اور پھر مارشن ان کے ساتھ چلا گیا۔ ہم نے مزید انکوارٹی کی توپتہ چلا کہ یہ لوگ ایک جیپ میں گئے ہیں ہم نے اس جیپ کو ٹریس کیا تو

پوچھا۔

”یہاں کا بلیک کوبرا گروپ ایسا ہے جو قتل و غارت اور بیوش کرنے کے کاموں میں ماہر ہے اس کا چیف بھی بلیک کوبرا ہی کہلاتا ہے وہ یقیناً آپ کی حسب فشا کام کرے گا۔“—مائکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا فون نمبر بتاؤ اور پھر اسے فون کر کے خود ہی میرے متعلق بتا دو ماکہ میرا وقت ضائع نہ ہو لیکن تم نے مسلسل مارش اور اس سے ملنے والے ہر آدمی کی نگرانی کرنی ہے انہیں نظروں سے کسی صورت بھی او جھل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی انہیں نگرانی کا پتہ چلنا چاہئے۔“—جوڑی نے کہا۔

”نگرانی کی تو آپ فکر نہ کریں۔ وہ تو ہمارا کام ہے البتہ بلیک کوبرا کو میں کہہ دتا ہوں لیکن وہ معاوضہ پیشگی لیتا ہے جو معاوضہ طے ہو گا اس کا آدمی آکر آپ سے لے جائے گا اس کے بعد کام آپ کی حسب فشا ہو گا۔ آپ دس منٹ بعد اسے فون کر دیں۔ نمبر میں بتا دتا ہوں۔“—مائکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔“—جوڑی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کاش یہاں ریڈ ایجنت کا گروپ ہوتا تو لطف آ جاتا۔“—رسیور رکھ کر جوڑی نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ پھر دس منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ یہاں ہر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یہ جیپ ہمیں ذیشان ہوٹل کی پارکنگ میں کھڑی مل گئی پارکنگ بوائے کے مطابق جیپ میں مارش کے ساتھ تین افراد تھے جن میں سے ایک پسلے ہوٹل میں چلا گیا جبکہ باقی تین بعد میں اکٹھے گئے۔ میں ہوٹل کے اندر گیا اور وہاں سے پتہ چلا کہ ہوٹل ذیشان میں دو عورتوں اور تین مردوں نے کمرے بک کرائے تھے پھر ان میں سے ایک آدمی ہوٹل سے باہر چلا گیا جب وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ مارش اور دو مقامی آدمی تھے وہ سب ایک کمرے میں موجود ہیں وہاں یمن جوس سرو کیا گیا ہے جو دیٹر جوس لے کر گیا ہے اس نے بتایا ہے کہ مارش کے طیے کا آدمی اندر موجود ہے اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔“—مائکل نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو جوڑی کی آنکھوں میں یکخت چمک سی آگئی کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ مارش کو ٹھیک کرنے والے اور ان کے ساتھی سب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں اور اس کا خیال درست ثابت ہوا ہے۔

”تم ان لوگوں کو کسی طرح بیوش کر سکتے ہو۔ یہ سن لو کہ یہ عام لوگ نہیں ہیں یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنت ہیں۔“—جوڑی نے کہا۔

”نہیں جتنا ب۔ ہمارا کام تو نگرانی اور مجری کا ہے آپ جو کہہ رہے ہیں ایسے کام ہم نہیں کیا کرتے۔“—مائکل نے جواب دیتے ہوئے ”پھر نہیں کوئی ایسا گروپ بتاؤ جو اس کام میں ماہر ہو۔“—جوڑی نے

کمرے میں علیحدہ علیحدہ ڈائریکٹ فون سیا کئے گئے تھے جبکہ ہوٹل سروس کے لئے علیحدہ اتھر کام موجود تھا اس لئے جوڑی براہ راست کال وصول کر رہا تھا اور براہ راست کال کر بھی رہا تھا۔

”بلیک کوبرا ہوٹل“—— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چینی ہوئی آواز سنائی دی لجھے بیداری میانہ تھا۔

”میں ہوٹل سراج سے جیکب بول رہا ہوں۔ اپنے چیف بلیک کوبرا سے بات کرائیں“—— جوڑی نے کہا۔

”آپ غیر ملکی ہیں“—— دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لجھے میں کما گیا۔

”ہاں۔ میں ایکر نہیں ہوں“—— جوڑی نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ ابھی ملوتا ہوں“—— اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لجھے انتہائی نرم ہو گیا تھا۔

”ہیلو۔ بلیک کوبرا بول رہا ہوں“—— چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔

”میرا نام جیکب ہے۔ ابھی ماں کیل نے تمہیں فون کر کے میرے متعلق بتایا ہو گا“—— جوڑی نے کہا۔

”کون ماں کیل“—— دوسری طرف سے اسی لجھے میں کما گیا۔

”ریڈ لائن کا چیف ماں کیل“—— جوڑی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ابھی اس کا فون آیا تھا۔ کیا کام ہے آپ کا۔ کھل کر بتائیں“—— بلیک کوبرا نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”چند کافرستانی ایجنسٹ ہیں۔ وہ ہوٹل ذیشان میں رہائش پذیر ہیں میں انہیں بیووش کر کر اپنے ایک خاص اڈے پر منگوانا چاہتا ہوں لیکن یہ کام انتہائی احتیاط اور حمارت سے ہونا چاہئے کیونکہ یہ لوگ حد درجہ خطرناک لوگ ہیں“—— جوڑی نے کہا۔

”بلیک کوبرا سے زیادہ خطرناک تو اس دنیا میں آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔ لیکن یہ بیووش کرنے اور پھراغنو اکر کے پہنچانے میں تو خاصا وقت ضائع ہو گا کیوں نہ انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ ہوٹل ذیشان کو ہی بھوں سے اڑا دیا جائے۔ یہ آسان ہے اور کم وقت میں ہو جائے گا“—— بلیک کوبرا نے بڑے فخرانہ لجھے میں کہا۔

”نہیں۔ میں نے ان سے ضروری پوچھ گچھ کرنی ہے اس لئے میں انہیں بیووش کرانا چاہتا ہوں“—— جوڑی نے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں اور ہوٹل کے کس کمرے میں ہیں“—— بلیک کوبرا نے کہا۔

”تفصیل تمہیں ماں کیل بتا سکتا ہے۔ وہی ان کی نگرانی کر رہا ہے بہر حال پانچ چھ افراد ہیں جن میں دو عورتیں بھی ہیں“—— جوڑی نے کہا۔

”کہاں پہنچانا ہے انہیں“—— بلیک کوبرا نے پوچھا۔

”مرغاب روڈ پر ایک عمارت ہے جہاں غورنیس نامی قبوہ خانہ ہے اس قبوہ خانے کے مالک امین غوری کے ذریعے ان لوگوں کو اس قبوہ خانے کے نیچے بنے ہوئے تھے خانوں میں پہنچانا ہے“—— جوڑی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ڈالر دے دو تمہارا کام تمہاری مرضی کے مطابق ابھی اور فوراً ہو جائے گا۔“— بلیک کو برانے کما۔

”مجھے منظور ہے لیکن کام تسلی بخش طور پر ہونا چاہئے۔“— جوڑی نے فوراً رضامند ہوتے ہوئے کما۔

”بالکل ہو گا۔ تم ہوٹل کے کس نمبر کمرے سے بول رہے ہو۔ میں اپنا آدمی تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں وہ تم سے رقم لے رقم لے جائے گا اور پھر وہیں ہوٹل کے کاؤنٹر سے مجھے فون کروے گا کہ رقم مل گئی ہے تو میرے آدمی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آجائیں گے۔“— بلیک کو برانے جو ب دیتے ہوئے کما۔

”میں کمرہ نمبر اٹ تیس میں موجود ہوں جیکب میرا نام ہے۔“— جوڑی نے کما۔

”میرے آدمی کا نام عزیز خان ہے اور یہی کوڈ ہو گا۔“— بلیک کو برانے کما اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ رسیور رکھ کر جوڑی اٹھا اور کمرے میں موجود ایک خفیہ سیف کی طرف بڑھ گیا جو ہوٹل کی طرف سے قیمتی اشیا اور کرنی وغیرہ رکھنے کے لئے ہر کمرے میں بنایا گیا تھا یہ سیف مخصوص نمبروں سے کھلتا تھا اور یہ نمبر صرف ایک بڑا خانہ کرنی نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ جوڑی کی عادت تھی کہ وہ اپنے ساتھ ہمیشہ بھاری کرنی رکھتا تھا اور اسے فیاضی سے خرچ کرتا تھا اس نے ایک لاکھ ڈالر کا پیکٹ اٹھایا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے سیف بند کیا اور دوبارہ کری پر آکر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے فون کی کھنثی نج اٹھی تو جوڑی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
”لیں۔“— جوڑی نے کما۔

”کارشیا بول رہی ہوں۔“— دوسری طرف سے گارشیا کی آواز سنائی دی تو جوڑی چونک پڑا۔

”اوہ تم۔ کوئی خاص بات۔“— جوڑی نے چونک کر کما۔

”ابھی مارشن کا فون آیا تھا وہ ہوٹل فیشان سے فون کر رہا تھا۔ اس نے تفصیل بتائی ہے کہ وہ کس طرح بیمار ہو گیا اور پھر کس طرح کسی اجنبی ڈاکٹر نے اسے ٹھیک کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ اب اس کا فیصلہ تم کو گے میں نے اسے تمہارا فون نمبر بھی بتایا ہے اور کوڈ نام بھی۔ وہ اب تم سے رابطہ کرے گا پھر جس طرح تم مناسب سمجھو اسے ڈیل کر لیتا۔“— گارشیا نے کما۔

”اوہ۔ یہ تم نے کیا کر دیا۔ میرے متعلق اسے تفصیل بتا دی۔“— جوڑی نے انتہائی غصیلے لمحے میں کما۔

”کیوں۔ کیا ہوا۔“— گارشیا نے حیرت بھرے لمحے میں کما۔
”مارشن عمران اور اس کے ساتھوں کے قبضے میں ہے اور یہ فون کال عمران نے اس سے کرائی ہو گی اور تم نے اسے میرا پتہ اور نام بتا دیا۔ بہر حال یہ اچھا ہوا کہ تم نے مجھے بتا دیا اب میں اپنا بندوبست کر لوں گا لیکن اب تم نے اس سے مزید فون پر بات نہیں کرنی۔“— جوڑی نے کما۔

”ٹھیک ہے۔ میں متاطر رہوں گی“۔ گارشیا نے جواب دیا تو جوڑی نے رسپور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ ”لیں کم ان“۔۔۔ جوڑی نے چونک کر کما تو دروازہ کھلا اور ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی بڑی بڑی موچھیں اور بھری ہوئی داڑھی تھی۔ چہرے پر زخموں کے نشانات اور آنکھوں میں تیز چمک تھی اور وہ اپنی شکل و صورت اور چال ڈھال سے کوئی تھرڈ کاس مجرم لگتا تھا۔

”میرا نام عزیز خان ہے مجھے بلیک کوبرا نے بھیجا ہے۔ رقم دو“۔۔۔ عزیز خان نے اندر داخل ہو کر بڑے دبنگ لبجے میں کما۔ ”میرا نام کیا بتایا تھا بلیک کوبرا نے“۔۔۔ جوڑی نے ہونٹ بینچھتے ہوئے کما اس آدمی کا انداز ایسا تھا کہ جوڑی کا دل تو چاہا تھا کہ اٹھ کر اس کی گردن توڑ دے۔ لیکن حالات کی وجہ سے اسے اپنا غصہ پینا پڑا تھا۔

”جیکب اور کمرہ نمبر اٹھ تھیں“۔۔۔ عزیز خان نے کما تو جوڑی نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے جیب سے نوٹوں کا پیکٹ نکلا اور عزیز خان کی طرف بڑھا دیا۔ عزیز خان نے بھوکے عقاب کی طرح پیکٹ جھپٹنا اور پھر اس نے تیزی سے نوٹ گننا شروع کر دیئے۔ نوٹ گلنے میں وہ واقعی کسی بُک کا ماہر کیشر لگ رہا تھا۔

”تم کسی بُک میں کام کرتے رہے ہو“۔۔۔ جوڑی سے رہانہ گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”میں بلیک کوبرا کا کیشزر ہوں اور مجھے کسی بڑے بُک کے کیشر سے بھی زیادہ دولت سنبھالانا پڑتی ہے“۔۔۔ عزیز خان نے دانت نکالتے ہوئے کما اور جوڑی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا۔

”رقم پوری ہے۔ ٹھیک ہے“۔۔۔ عزیز خان نے واپس مڑتے ہوئے کما۔

”سنو“۔۔۔ جوڑی نے کما تو عزیز خان رک کر واپس مڑا۔ ”بلیک کوبرا سے کہنا کہ کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے“۔

جوڑی نے کما۔

”تم فکر مت کرو۔ بلیک کوبرا کا کام انتہائی شاندار ہوتا ہے تمہیں کوئی شکایت نہیں ہو گی“۔۔۔ عزیز خان نے کما اور تیزی سے مژکر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی جوڑی نے فون کار سپور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”غوریہ قبوہ خانہ“۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”امین غوری سے بات کراو۔ میں جیکب بول رہا ہوں“۔۔۔ جوڑی نے کما۔

”ہولڈ آن کریں“۔۔۔ دوسری طرف سے کما گیا۔ ”بیلو۔ امین غوری بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”جیکب بول رہا ہوں غوری“۔۔۔ جوڑی نے کما۔

”ہاں صاحب۔ کیا حکم ہے۔ آپ نے رقم تودے دی لیکن کام
ابھی تک نہیں بتایا۔“— دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب کام کا وقت آگیا ہے چند دشمن ایجنٹوں کو بلیک کورا کا گروپ
بیویوی کے عالم میں تمہارے پاس پہنچائے گا تم نے انہیں بڑے تھے
خانے میں رکھنا ہے اور مجھے فوری طور پر ٹرانسیور پر اطلاع دینی ہے۔“
جوڈی نے کہا۔

”ٹھیک ہے صاحب۔“— امین غوری نے جواب دیا۔

”خیال رکھنا۔ میرے وہاں پہنچنے تک انہیں کسی صورت بھی ہوش
نہیں آنا چاہئے۔“— جوڈی نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا صاحب۔ فکر مت کریں۔“— امین غوری نے
جواب دیا تو جوڈی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا ابھی اس نے رسیور
رکھا ہی تھا کہ انٹر کام کی گھنٹی نج اٹھی تو جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔ ظاہر ہے یہ کال ہوٹل والوں کی طرف سے تھی۔

”لیں۔“— جوڈی نے کہا۔

”جناب کوئی مارٹن صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اگر آپ
اجازت دیں تو میں کال ملوادوں آپ کے فون سے۔“— دوسری
طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہاں کراو بات۔“— جوڈی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور
انٹر کام کا رسیور رکھ دیا چند لمحوں بعد ڈائریکٹ فون کا گھنٹی نج اٹھی تو
جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیلو۔ جیکب بول رہا ہوں۔“— جوڈی نے رسیور اٹھاتے
ہوئے کہا۔

”میں سیکورٹی آفیسر مارٹن بول رہا ہوں جناب۔“— دوسری
طرف سے مارٹن کی آواز سنائی دی اور جوڈی بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم ابھی تک پہنچے نہیں۔ مجھے مادام گارشیا نے فون کر کے بتا دیا
ہے کہ تم کن حالات میں وہاں سے یہاں آئے ہو اور تم نے اسے
ہوٹل فیشان سے فون کیا ہے اور اس نے تمہیں مجھے سے ملنے کو کہا
ہے۔“— جوڈی نے سخت لمحہ بناتے ہوئے کہا۔

”م۔ میں نے سوچا کہ پہلے فون کر لوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ
ہوٹل میں موجود ہیں یا نہیں۔“— دوسری طرف سے مارٹن کی سہی
ہوئی سی آواز سنائی دی۔

”میں یہاں موجود ہوں اور تمہارا انتظار کر رہا ہوں تاکہ سنٹر کی
سیکورٹی کے سلسلے میں مزید ڈسکس کی جاسکے۔“— جوڈی نے کہا۔

”لیں سر۔ میں پہنچ رہا ہوں سر۔“— دوسری طرف سے مارٹن
نے مودبانہ لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوڈی
نے جلدی سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اٹھ کر اس نے الماری
کھول کر اس میں موجود چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا اپنا کلکٹ فریکونسی
کا ٹرانسیور اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سامنے والا
کمرہ بھی ایک فرضی نام سے بک کر رکھا تھا اس لئے اس نے فیصلہ کیا
تھا کہ وہ فوری طور پر اس کمرے میں شفت ہو جائے۔ اب بات بلیک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کوبرا پر تھی کہ اگر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے بیان پہنچنے سے پہلے شکار کر لیتا ہے تو ٹھیک ورنہ دوسری صورت میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان کے سامنے نہ آئے گا ایسا ہی کھڑک فریکونسی ڈرامسیر اس نے امین غوری کو دیا ہوا تھا۔ امین غوری کے ساتھ بات مائیکل نے کرائی تھی اس کی عمارت کے نیچے بنے ہوئے تھے خانے اس نے حاصل کئے تھے تاکہ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چلے گا وہ انہیں بیوش کر کے ان تھے خانوں میں پہنچا دے گا۔ وہ دیے بھی عمران کے مقابلے میں انتہائی محتاط رہنا چاہتا تھا اس لئے اس نے بلیک کوبرا کو بھی انہیں بیوش کرنے کا کہا تھا تاکہ وہ ان کے میک اپ وغیرہ چیک کر کے اور ان سے بات چیت کر کے حتیٰ نتیجے پر پہنچ جائے کہ ہاتھ آنے والے لوگ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران انتہائی شاطر آدمی ہے ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ڈبی بنا کر آگے کئے ہوئے ہوں اور جوڑی انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جائے تو عمران اور اس کے ساتھی سفر پہنچ جائیں۔ اپنے کمرے سے نکل کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ سامنے والے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے چابی نکالی اور لاک کھول کر اس نے دروازے کو دھکیلا اور کمرے میں داخل ہو گیا اندر پہنچ کر اس نے کمرہ بند کر کے لاک کیا اور پھر اپنے چہرے، سر اور گردن پر چڑھا ہوا ماسک اتار کر اس نے اسے ایک طرف اچھال دیا۔ کوٹ کی جیب سے ایک دوسرا ماسک نکال کر

اس نے سر اور چہرے پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے مخصوص انداز میں لکھ کر کے ایڈ جست کر لیا اب اس کی شکل بدل چکی تھی اور اس کے بالوں کا رنگ اور ساخت بھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے جیسے میں ہوٹل والے بھی اسے بطور جیکب نہ پہچان سکیں گے چنانچہ وہ اطمینان سے کری پر نیم دراز ہو گیا۔ ڈرامسیر اس نے سائیڈ نیبل پر رکھ دیا تھا البتہ اس کے کان باہر گیٹ کی طرف لگے ہوئے تھے تاکہ اگر عمران اور اس کے ساتھی مارش کے ساتھ آئیں تو اسے معلوم ہو سکے لیکن کافی دیر تک جب اسے اپنے کمرے کے دروازے کی سامنے کسی کے قدموں کی آواز سنائی نہ دی تو وہ قدرے مطمئن ہو گیا کہ بلیک کو برے نے اپنا کام کر دکھایا ہو گا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد اچانک ڈرامسیر سے بلکل سی سیئی کی آواز سنائی دی تو اس نے جھپٹ کر ڈرامسیر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ امین غوری بول رہا ہوں۔ اور۔“۔۔۔ بٹن دبتے ہی امین غوری کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ جیکب بول رہا ہوں۔ اور۔“۔۔۔ جیکب نے کہا۔ ”بلیک کوبرا کے آدمی و قفعے و قفعے سے بیوش افراد کو پہنچا گئے ہیں میں نے انہیں تھے خانے میں ڈال دیا ہے اور انہیں طویل بیوشی کے انگکشن بھی لگا دیئے ہیں تاکہ وہ ہوش میں نہ آسکیں۔ اور۔“۔ امین غوری نے کہا۔ ”و قفعے و قفعے سے۔ کیا مطلب۔ اور۔“۔۔۔ جوڑی نے پوچھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”پہلے اس کے آدمی تین مقامی افراد کو چھوڑ گئے انہوں نے بتایا کہ یہ تنیوں افراد ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں موجود جیپ میں بیٹھ رہے تھے کہ بلیک کو برے کے آدمیوں نے انہیں بیہوش کر دیا اور پھر انھا کر انہیں یہاں لے آئے اور ان کے باقی ساتھی چونکہ کمرے میں ہی ہیں اس لئے انہیں بعد میں لایا جائے گا اور پھر آدھے گھنٹے بعد وہ دو عورتوں اور دو مردوں کو بیہوشی کے عالم میں چھوڑ گئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ کو بتا دیا جائے کہ دونوں گروپوں کی نشاندہی مائیکل نے کی ہے۔ اور“— امین غوری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل“— جوڑی نے صرت بھرے لمحے میں کہا اور ٹرانسیور بند کر کے وہ تیزی سے انھا اور اس نے ایک بار پھر اپنے سراور چھرے پر موجود ماسک اتارا اور پہلے سے اترا ہوا ماسک انھا کر اسے سراور چھرے پر چڑھا دیا ایک بار پھر دونوں ہاتھوں سے تھپتھپانا شروع کر دیا چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ رکے تو وہ اب جیکب والے جلیے میں تھا۔ اس نے اتارا ہوا ماسک انھا کر اسے بند کر کے جیپ میں ڈالا اور پھر ٹرانسیور انھا کروہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں چند لمحوں تک تو اس کا ذہن ماوف ہی رہا لیکن پھر اس کے ذہن پر وہ لمحات فلم کی طرح چلنے شروع ہو گئے جب وہ قادر خان اور کیپنٹن ٹکلیل کے ساتھ ہوٹل کی پارکنگ میں موجود اپنی جیپ میں بیٹھے ہی تھے کہ اچانک ایک آدمی جیپ کے قریب نظر آیا دوسرے لمحے ہلکا سادھاکہ ہوا اور جیپ میں دھوکا سا پھیل گیا پھر اس سے پہلے کہ عمران غسلتا اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی اور اب اسے ہوش آیا تھا اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا وہ ایک لوہے کی کرسی پر بندھا ہوا بیٹھا تھا اس کے دونوں بازوؤں کو عقب میں کر کے باندھا گیا تھا اور باقی جسم کو بھی کرسی کے ساتھ رسی سے باندھا دیا گیا تھا۔ اس کے جسم کو اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ سوائے اپنے سراور گردن کے وہ اپنے جسم کا کوئی حصہ

بھی حرکت میں نہ لاسکتا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا یہ ایک تھہ خانہ نماد سیع د عریض کمرہ اور اس کے ساتھ ہی کرسیوں پر اس کے تمام ساتھی اس کی طرح بند ہے ہوئے موجود تھے۔ تھہ خانے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ چھت پر لگے ہوئے بلب کی تیز روشنی نے پورے تھہ خانے کو منور کر رکھا تھا اس کے سارے ساتھی بیوش تھے ان کے ساتھ قادر خان بھی موجود تھا۔

”یہ سب کس طرح ہو گیا۔ کیا ہم ریڈ اینجنسی کے قبضے میں آگئے لیکن کیسے“۔ عمران نے بڑا بڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی انگلیوں کو حرکت دے کر بلیڈ باہر نکالنے کی کوشش شروع کر دی تاکہ ان کی مدد سے رسیاں کاٹ سکے۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ یہ محسوس کر کے بے اختیار چونک پڑا کہ اس کے ناخنوں سے بلیڈ اتار لئے گئے تھے اس نے تیزی سے گردن جھکا کر اپنے پیروں کی طرف دیکھا تو ایک بار پھر اس کے منہ سے خود بخود طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس کے پیروں میں صرف جراہیں موجود تھیں۔ بوٹ اتار لئے گئے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم واقعی ریڈ اینجنسی کے ہاتھ لگ گئے ہیں کیونکہ یہ کام وہی کر سکتے ہیں“۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیز نظروں سے تھہ خانے کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن تھہ خانے میں کوئی الیکی چیز موجود نہیں تھی جس کا وہ کسی انداز میں بھی

فاائدہ اٹھا سکتا۔ چند خالی کر سیاں البتہ پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھکولا دینے کی کوشش کی تاکہ کرسی کو نیچے گرا کر وہ ان نائٹ رسیوں کو کسی طرح ڈھیلا کر سکے لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ اس کی کرسی کے پائے فرش میں مضبوطی سے گڑے ہوئے تھے جبکہ باقی کر سیاں فرش کے اوپر رکھی ہوئی تھیں اور اسی لمحے اچانک اس کے ذہن میں جھمکا کا سا ہوا اور وہ چونک پڑا۔ اب تک اسے اس بات کا خیال ہی نہ آیا تھا کہ اس کے سارے ساتھی اصل شکلوں میں تھے اس کا مطلب تھا کہ بیوشی کے دوران ان کا باقاعدہ میک اپ واش کیا گیا ہے اور ظاہر ہے عمران کا میک اپ بھی واش کر دیا گیا ہو گا۔

”لیکن پھر انہوں نے ہمیں اب تک زندہ کیوں کیوں رکھا ہوا ہے“۔ عمران نے حیرت بھرے لمحے میں بڑا بڑاتے ہوئے کہا اس نے سر کافی آگے کی طرف جھکا کر دیکھا تو اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی پھیل گئی کیونکہ اس کی کرسی کے پایوں کے گرد نیا سینٹ کا فرش تیار شدہ نظر آ رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ اس کی کرسی کو فرش میں نکھڑ کرنے کے لئے باقاعدہ نیا فرش بنایا گیا ہے وہ سمجھہ گیا کہ یہ سب کارروائی اس نقطہ نظر سے کی گئی ہے کہ عمران کمیں اچانک ہوش میں آنے کے بعد کسی بھی طرح کری کی گرفت سے آزاد نہ ہو سکے۔ ابھی عمران یہ سب باقیں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک ایکر بھی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ایک ہاتھ میں نیلے رنگ کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بڑی سی بولت تھی جس کی گردن کافی لمبی تھی اس بولت کو دیکھتے ہی عمران سمجھے گیا کہ اس میں انٹی گیس محلول ہو گا تاکہ اس کے ساتھیوں کو اس کی مدد سے ہوش میں لایا جاسکے۔ آنے والا نوجوان جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ عمران کو ہوش میں دیکھ کر بے اختیار ٹھنک کر رک گیا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”تمہیں ہوش آگیا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بغیر انٹی گیس کے تمہیں تو قیامت تک ہوش نہیں آ سکتا تھا“۔۔۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ قیامت آگئی ہوا اور تمہیں اس کی اطلاع ہی نہ ہوئی ہو“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ نوجوان بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم واقعی حیرت انگلیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔ میں نے آج تک چیف کو کسی بیوشن آدمی سے اس طرح خوفزدہ ہوتے نہیں دیکھا تھا میں سوچتا رہا تھا کہ آخر تم میں ایسی کیا بات ہے کہ چیف اس قدر خوفزدہ ہے لیکن اب تمہیں اس طرح ہوش میں دیکھے کر مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ چیف سچا تھا“۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

”تمہارا چیف شاید جوڑی ہے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ چیف ریڈ اینجنت جوڑی۔ میں اس کا استھنٹ ہوں۔ میرا نام مارکس ہے“۔۔۔ نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھے ہی وہ عمران کے ساتھ بندھے ہوئے کیپن شکلیں کی طرف بڑھ گیا اس نے کیپن

شکلیں کے قریب پہنچ کر بولت کا ڈھکن کھولا اور بولت کا دہانہ کیپن شکلیں کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بولت ہٹالی اور اس کے ساتھ بندھے ہوئے قادر خان کی ناک سے اسے لگا دیا۔

”مجھے شاید کافی دیر بعد ہوش آیا ہے کہ ہمارے میک اپ واش کے گئے اور کرسی کو کھس کرنے کے لئے نیا فرش بھی تیار کیا گیا“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ دو گھنٹے تو تمہیں یہاں آئے ہوئے ہو گئے ہیں“۔ مارکس نے جواب دیا۔

”لیکن جب ہماری اصلیت سامنے آگئی تو پھر جوڑی نے ہمیں اب تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”مادام گارشیا آرہی ہیں۔ چیف جوڑی نے جب مادام گارشیا کو تمہارے متعلق بتایا کہ تمہیں بیوشن کر کے قابو کر لیا گیا ہے تو مادام گارشیا نے کہا کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے تمہیں موت کے گھاٹ اترتے دیکھنا چاہتی ہیں چنانچہ مارشن کے سیکورٹی ہیلی کاپڑ میں چیف جوڑی، مادام گارشیا کو لینے گیا ہوا ہے اور تھوڑی دیر بعد وہ یہاں پہنچنے والے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ تمہارے علاوہ تمہارے باقی ساتھیوں کو میں ہوش میں لے آؤں تمہارے متعلق انہوں نے حکم دیا ہے کہ ان کے آنے پر تمہیں ہوش میں لایا جائے گا لیکن اب تو صورت حال ہی مختلف ہو چکی ہے تم تو اپنے ساتھیوں سے پہلے ہی خود بخود ہوش میں آچکے ہو“۔ مارکس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اس مہریانی کی کیا وجہ ہے کہ میرے ساتھیوں کو ہلاک کرنے سے پہلے باقاعدہ ہوش میں لایا جا رہا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم چیف کو معلوم ہو گا۔ مجھے تو جو حکم دیا گیا میں اس کی تعمیل کر رہا ہوں"۔ مارکس نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں ہماری گرفتاری کی تفصیل معلوم ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بتایا تو ہے کہ میں چیف کا اسنٹنٹ ہوں۔ مارکس نے جواب دیا اس دوران وہ مسلسل عمران کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کارروائی میں بھی مصروف رہا۔

"بتانے میں اگر کوئی حرج نہ ہو تو مجھے بتا دو"۔ عمران نے کہا تو مارکس بے اختیار نہیں پڑا۔

"اب کیا حرج ہو سکتا ہے تم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور زندہ رہو گے۔ چیف کو مادام گارشیا نے اطلاع دی کہ سیکورٹی آفیر مارشن اچانک ہیلی کاپڑ کے ذریعے وافا چلا گیا ہے جس پر چیف فوراً سمجھ گیا کہ یہ کارروائی تمہاری ہو گی تم نے مارشن کو کسی نہ کسی طرح گاتھہ لیا ہو گا چنانچہ یہاں ایک مخبر اور نگرانی کرنے والا مقامی گروپ ہے چیف جوڑی نے اس کی خدمات حاصل کیں کہ مارشن کو تلاش کیا جائے اس گروپ کا انچارج مائیکل ہے اس نے اطلاع دی کہ مارشن کو ایک میڈیکل سنور میں چیک کیا گیا لیکن وہ وہاں سے جا چکا ہے اس کے

ساتھ ہی تفصیل بتائی گئی کہ مارشن کوئی مخصوص دوانہ ملنے کی وجہ سے موت کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اچانک ایک سائنس کا ڈاکٹر اتفاقاً وہاں پہنچ گیا اور اس نے حیرت انگیز طور پر مارشن کو ٹھیک کر دیا اور پھر وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا اس پر چیف سمجھ گیا کہ یہ ڈاکٹر تم ہو سکتے ہو۔ تم جس جیپ میں سوار ہو کر گئے تھے اس کو تلاش کیا گیا تو مائیکل نے معلوم کر لیا کہ تم اس میڈیکل سنور سے ہو ٹھیک کر دیا تو ہو اور وہاں تمہارے دوسرے ساتھی بھی موجود ہیں۔ چیف نے ایک مقامی گروپ بلیک کوبرا کو ہائز کیا کہ تمہیں بیووش کر کے یہاں پہنچا دے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ جب بلیک کوبرا وہاں پہنچا تو تم اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ پارکنگ کی طرف جا رہے تھے مائیکل اور اس کا گروپ وہاں موجود تھا انہوں نے تمہاری نشاندہی کی چنانچہ تمہیں جیپ میں ہی بیووش کر دینے والی گیس کا بم مار کر بیووش کر کے یہاں لایا گیا اس کے بعد بلیک کوبرا گروپ کے آدمی ہو ٹھیک دیشان کے اس کمرے میں گئے جہاں تمہارے یہ دوسرے ساتھی موجود تھے وہاں بھی اچانک دروازہ کھول کر بیووش کر دینے والی گیس کا بم فائرز دیا گیا اور پھر انہیں بھی یہاں پہنچا دیا گیا پھر چیف یہاں آیا۔ اس نے تم سب کے میک اپ واش کرائے پھر مادام گارشیا سے بات کی اس کے بعد مارشن کے ہیلی کاپڑ پر بیٹھ کر وہ سنشر چلا گیا اور اب وہ مادام گارشیا سمیت واپس آ رہا ہے۔"۔ مارکس نے آخری آدمی کی ناک سے بوقت ہٹا کر اس کا ڈھکن لگاتے ہوئے مر کر کہا۔

"جوڑی اور گارشیا کے ساتھ لافڑ بھی تو آیا تھا۔ وہ کہاں ہے"۔
عمران نے پوچھا تو مارکس بے اختیار چونک پڑا۔ اس بار پھر اس کے
چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کون آیا تھا اور کون نہیں"۔ مارکس نے
حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

"جب کوئی مشن پر کام کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ان باتوں سے باخبر
بھی رہنے کی کوشش کرتا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"لافڑا یک اور علاقے میں تھا۔ چیف نے اسے بھی وہاں سے بلا لیا
ہے وہ بھی ابھی یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا"۔ مارکس نے جواب
دیا۔

"اور مارشن کا کیا ہوا"۔ عمران نے کہا۔

"اسے گولی مار دی گئی ہے"۔ مارکس نے جواب دیا اور اس
کے ساتھی ہی وہ تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اس کے
عقب میں دروازہ بند ہو گیا لیکن عمران نے دیکھا کہ دروازے کی
دوسری طرف سیڑھیاں اوپر کی طرف جا رہی تھیں اس کا مطلب تھا کہ
واقعی یہ ایک تھہ خانہ ہے حالانکہ عمران نے پہلے ہی اس کی ساخت
دیکھ کر اندازہ لگالیا تھا۔ لیکن اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں دیکھ لینے کے بعد
وہ کنفرم ہو گیا تھا عمران کا ذہن تیزی سے اپنے بچاؤ کے راستے تلاش
کر رہا تھا لیکن جوڑی نے واقعی اسے ہر لحاظتے بے بس کر دیا تھا اسی

لحے اسے اپنے قریب بیٹھے ہوئے کیپن شکلیں کی کراہ سنائی دی اور پھر
تحوڑے وقفے سے وہ سب ہوش میں آتے چلے گئے اس کے بعد ظاہر
ہے عمران کو ان سب کے سوالوں کے جواب اور وہ ساری تفصیل بتانی
پڑی جو اس نے مارکس سے پوچھی تھی۔

"تو تم نے اب تک رسیاں نہیں کائیں۔ کیوں"۔ جو لیا نے
کہا۔

"میرے ناخنوں سے بلیڈ اور پیروں سے بوٹ اتار لئے گئے
ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جوڑی آپ کے متعلق اچھی طرح جانتا
ہے"۔ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہا۔ اسی لئے تو اس نے بال و پر بھی لکٹ دیئے ہیں تاکہ میں
اپنی پرواز کا مظاہرہ نہ کر سکوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

"تو پھر اب"۔ جو لیا نے کہا۔

"پھر کیا۔ تم سب اپنے اپنے جسموں کو حرکت دے کر رسیاں ڈھیلی
کرنے کی کوشش کرو اور اپنے بازو بھی چھڑوانے کی کوشش جاری رکھو
اگر زندگی ہے تو کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی ہی اس نے خود بھی آگے کی
طرف جسم کو جھکلے دینے شروع کر دیئے لیکن نائیلوں کی باریک اور
انتہائی مضبوط رسی باوجود زبردست کوشش کے ذرا سی بھی ڈھیلی نہ ہو پا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رہی تھی۔ سارے ساتھی اسی کوشش میں مصروف تھے۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں کریاں گرا کر ریاں ڈھیلی کرنی چاہیں“۔۔۔ صدر نے کہا۔

”میں نے ایسا ہی کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میری کرسی انہوں نے اسی خدشے کے تحت نکس کر دی ہوئی ہے لیکن یہ سوچ ٹینا کہ نیچے گرنے کے بعد تمہیں اٹھانے والا کوئی نہ ہو گا اور ان لوگوں نے جیسے ہی تمہیں نیچے گرے ہوئے دیکھا، انہوں نے فوراً ہی فائر کھول دینا ہے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ میں نے رسی کو خاصاً کاٹ لیا ہے“۔۔۔ اچانک ایک کونے میں بیٹھی ہوئی صالحہ کی مرت بھری آواز سنائی دی تو وہ سب چونک کراس طرف دیکھنے لگے صالحہ گردن آگے کی طرف جھکائے ایک رسی کو دانتوں سے کائٹے کی کوشش میں مصروف تھی۔ رسی اس کی گردن کے قریب سے گزر رہی تھی اس لئے صالحہ کے دانت کافی حد تک سر جھکانے کے بعد اس رسی تک پہنچ گئے تھے۔

”یہ نائلون کی رسی ہے۔ یہ کیسے دانتوں سے کائی جا سکتی ہے“۔۔۔ صدر نے کہا۔

”اگر صالحہ رسی کاٹ لیتی ہے تو پھر تمہیں آئندہ زندگی میں بڑا محتاط رہنا پڑے گا“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے صدر سے کما تو صدر کے علاوہ باقی ساتھی میں پڑے۔

”نمیں عمران صاحب۔ یہ واقعی نہیں کائی جا رہی میں سمجھی تھی کہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

شايد کٹ جائے گی“۔۔۔ چند لمحوں بعد صالحہ نے سر اٹھاتے ہوئے مایوسانہ لبھے میں کہا۔

”صاحب۔ میں تو بے قصور مارا جاؤں گا“۔۔۔ اچانک اب تک خاموش بیٹھے ہوئے قادر خان نے کہا تو عمران اور باقی ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”موت کسی کا قصور یا اس کا بے قصور ہونا نہیں دیکھا کرتی قادر خان۔ اب جو کچھ ہمارے ساتھ ہو گا وہی تمہارے ساتھ بھی ہو گا بہر حال فکر مت کرو۔ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے“۔۔۔ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کیونکہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی بیجید خوفزدہ ہو رہا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ قادر خان کوئی بات کرتا اچانک دروازہ کھلا اور مارکس کے ساتھ ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا اس کا چہرہ اور انداز بتا رہا تھا کہ اس کی تعلق زیر زمین دنیا سے ہے۔

”غوری۔ غوری۔ میں قادر خان ہوں۔ میری جان بچا لو“۔۔۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی قادر خان نے چیخ چیخ کر اس مقامی آدمی سے کہنا شروع کر دیا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

” قادر خان تم۔ اور یہاں ان کے ساتھ۔ تم کیسے پھنس گئے“۔۔۔ اس آدمی نے جسے غوری کہہ کر پکارا گیا تھا قادر خان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

مخاطب ہو کر کما۔

”اس کا نام امین غوری ہے اس کا قبوہ خانہ ہے غوری قبوہ خانہ۔ اور یہ یقیناً اس قبوہ خانے کا تھہ خانہ ہے کیونکہ میں نے ساتھا کے غوری قبوہ خانے کے نیچے بڑے بڑے تھہ خانے ہیں۔ امین غوری اسلجہ کا بہت بڑا ڈیلر ہے یہ مال خرید کر ان تھہ خانوں میں شاک کر لیتا ہے اور پھر اسے دوسرا پارٹیوں کے پاس انتہائی کثیر منافع پر فروخت کرتا ہے۔ بہادرستان کا بڑا مشہور آدمی ہے یہ۔“— قادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کدرار کے لحاظ سے کیا آدمی ہے۔“— عمران نے پوچھا۔

”حد درجہ عیاش آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری ان دونوں عورتوں کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔“— قادر خان نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا ہم باشیں ہی کرتے رہ جائیں گے۔ ہمیں بچاؤ کے لئے کچھ نہ کچھ تو بہرحال کرنا ہے۔“— صدر نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی تو ہے۔ سامنے دیوار کے ساتھ پانچ چھ کرسیاں پڑی ہوئی ہیں اگر کسی طرح ان کرسیوں کو استعمال کیا جا سکے تو بات بن سکتی ہے۔“— اچانک کیپن شکل نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”کیسے۔ کیا آئیڈیا ہے تمہارے ذہن میں۔“— صدر نے حیران

”مجھے انہوں نے ضلع کوچک میں رہنمائی کے لئے ہاڑ کیا تھا میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے میری جان بچا لو غوری۔ تم تو میرے دوست ہو۔ تمہیں خدا کا واسطہ بچوا دو میری جان۔ ابھی میں مرتا نہیں چاہتا۔“— قادر خان نے انتہائی منت بھرے لمحے میں کہا۔

”مرتا تو کوئی بھی نہیں چاہتا قادر خان۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ بہرحال میں صاحب سے درخواست کروں گا آگے ان کی مرضی میں تو ان دونوں عورتوں کو دیکھنے آیا ہوں مارکس نے ان کی خوبصورتی اور جوانی کی بڑی تعریف کی تھی میں نے کہا ویکھوں تو سی کہ آخر یہ کون ہی پریاں ہیں لیکن اب انہیں دیکھ کر مجھے مارکس کی بات پر یقین آگیا۔“— غوری نے کہا۔

”آوا ب چلیں۔ چیف کسی بھی لمحے پہنچنے والا ہے۔“— مارکس نے بڑے فاتحانہ لمحے میں کہا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہارا چیف ان دونوں کو ہلاک کرنے کی بجائے میرے حوالے کر دے۔“— غوری نے مرتے ہوئے مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بات کر دیکھنا۔ جواب تمہیں خود ہی مل جائے گا۔“— مارکس نے طنزیہ لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں دروازہ کھول کر سرہیاں چڑھتے ہوئے ان کی نظروں سے غائب ہو گئے اور دروازہ ان کے عقب میں ایک بار پھر بند ہو گیا۔

”یہ غوری کون ہے قادر خان۔“— عمران نے قادر خان سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوتے ہوئے کہا۔
 ”دیکھو۔ میں کوشش کرتا ہوں“۔۔۔ کیپشن شکلیل نے جواب دیا
 اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکخت پیروں پر دباؤ ڈال کر اپنے جسم کو
 اوپر کی طرف جھکا دیا اور پھر جس طرح مینڈک اچھل اچھل کر آگے
 بڑھتا ہے اس طرح اس نے بھی کری سمیت پھدک پھدک کر سامنے
 پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ عمران سمیت سب
 بڑی حیرت سے اسے ایسا کرتے دیکھ رہے تھے۔ عمران کے چہرے پر بھی
 حیرت تھی کیونکہ ان کرسیوں کا کوئی استعمال عمران کے ذہن میں بھی نہ
 آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کیپشن شکلیل کرسیوں تک پہنچ گیا اس کے ساتھ
 ہی اس نے اچھل کر اپنی رخ موڑا اور اپنی کری کی پشت ان کرسیوں
 کی طرف کر دی اب اس کا رخ عمران اور ساتھیوں کی طرف ہو چکا تھا
 جبکہ وہ کریاں اس کے عقب میں آگئی تھیں۔ کیپشن شکلیل کے ہونٹ
 پہنچنے ہوئے تھے اور وہ مسلسل عقب میں اپنے بندھے ہوئے بازوں کو
 پراسرار انداز میں حرکت دینے میں مصروف تھا چند لمحوں بعد ہلکی سی
 کٹک کی آواز سنائی دی تو عمران سمیت سب چونک پڑے اور کیپشن
 شکلیل کے لبوں پر بھی اطمینان بھری مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے
 ایک بار پھر مینڈک کی طرح اچھل کر دوبارہ اسی جگہ پہنچنے کی کوشش
 شروع کر دی جماں سے وہ اس طرح پھدک پھدک کر آگے گیا تھا پھر
 اپنی جگہ پر پہنچ کر اس نے دوبارہ اپنا رخ موڑا اور اب وہ قطار میں پہلے
 کی طرح بیٹھ چکا تھا۔

”کیا ہوا ہے۔ یہ کٹک کی آواز کیسی تھی“۔۔۔ صدر نے حیرت
 بھرے لجھے میں پوچھا۔

”میرے ذہن میں ایک سکیم آئی تھی اس کا ابتدائی مرحلہ تو
 کامیاب ہو گیا ہے اب دیکھو“۔۔۔ کیپشن شکلیل نے مسکراتے ہوئے
 جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی
 اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک عورت اور تین مردانہ
 داخل ہوئے اور عمران انہیں دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔ ان میں سے
 ایک ریڈ ایجنت جوڑی تھا اور عمران اسے پہچانتا تھا جبکہ ایک وہی
 مارکس تھا اور تیرا آدمی اس کے لئے اجنبی تھا اسی طرح وہ عورت
 بھی اس کے لئے اجنبی تھی۔

”ہیلو عمران۔ مجھے مارکس نے بتایا ہے کہ تمہیں پہلے ہی خود بخود
 ہوش آگیا تھا“۔۔۔ جوڑی نے اندر داخل ہوئے ہی مسکراتے ہوئے
 کہا۔

”پہلے شریف آدمیوں کی طرح اپنے ساتھیوں کا تعارف کراؤ
 جوڑی۔ پھر باتیں ہوں گی۔ چیف ریڈ ایجنت بن جانے کا یہ مطلب تو
 نہیں کہ تم اخلاق و آداب ہی بھول جاؤ“۔۔۔ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ تعارف ہی ہو جائے۔ میرا نام تو تم جانتے ہو کہ
 جوڑی ہے جبکہ یہ میرے ساتھی گارشیا اور لا فڑڑیں یہ بھی ریڈ ایجنس
 ہیں اور یہ میرا پرنسل اسٹنٹ مارکس ہے“۔۔۔ جوڑی نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مُسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب دیوار کے ساتھ لگی ان کر سیوں کو آگے گھیٹ کر ان پر بیٹھ گئے۔

”مادام گارشیا تو مجھے اس طرح دیکھ رہی ہیں جیسے وہ کسی قدیم دور کے انسان کو دیکھ رہی ہوں کہ پتھر کے دور کے لوگ کیسے ہوتے ہیں“۔ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا تو جوڑی بے اختیار ہنس پڑا جبکہ مادام گارشیا بھی ہنس پڑی۔

”میں نے تمہارے متعلق جو کچھ سن رکھا ہے اس کے بعد تمہیں دیکھنے کا واقعی مجھے بیجداشتیاً تھا اور اسی لئے میں نے جوڑی سے کہا تھا کہ جب تک میں تم سے ملاقات نہ کر لوں تب تک کوئی کارروائی نہ کی جائے“۔ مادام گارشیا نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

”اور جوڑی نے انتہائی تابعدارانہ انداز میں تمہاری بات مان لی۔ واقعی ہرے ہرے انسان ایسے موقعوں پر بھیڑ ہو جایا کرتے ہیں“۔ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

”گارشیا میری مُنگیتیر ہے اور اس مشن کے بعد ہم نے طے کر لیا ہے کہ شادی بھی کر لیں گے“۔ جوڑی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے ضرور دعوت دینا کیونکہ مجھے اس شادی میں شرکت کرنے کا بیجداشتی شوق ہے جس میں دلما صاحب شادی سے پہلے اس قدر تابعداری کا مظاہرہ کرنے کا عادی ہو اور جو شاید شادی کے بعد بھی کسی دوسرے شوہر کے بس میں نہ ہو“۔ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا تو جوڑی نے بے اختیار قفقہ مار کر ہنس پڑا۔

”باس۔ یہ آدمی اس قدر مطمئن کیوں نظر آ رہا ہے۔ کہیں اس نے کوئی چکر تو نہیں چلا لیا“۔ اچانک لا فڑنے کہا۔

”نہیں۔ چکروالے سارے کاموں کا میں نے پہلے ہی بندوبست کر لیا تھا اس کے ناخنوں میں بلیڈ ہوتے ہیں وہ بھی میں نے اتارتے اس کے بوٹ بھی اتارتے کیونکہ اس جیسے ایجنت بولوں میں بھی نجانے کیا کیا چھپائے پھرتے رہتے ہیں مزید تلاشی بھی لے لی اور پھر میں نے اسے خاص طور پر اپنے سامنے اس انداز میں بندھوا کیا ہے کہ اس کی انگلیاں بھی رسیوں تک نہ پہنچ سکیں۔ اس کی کری بھی فرش میں نکلڈ کراوی ہے تاکہ کہیں یہ کری گرا کر کوئی چکر نہ چلا لے جہاں تک اس کے اطمینان کا تعلق ہے تو یہ علی عمران ہے۔ دنیا کا معروف ترین ایجنت۔ اب ظاہر ہے یہ عام لوگوں کی طرح تو رو عمل کا اظہار نہیں کر سکتا“۔ جوڑی نے کہا۔

”اس تعریف کا بیجد شکریہ۔ کبھی موقع ملا تو تمہاری اس تعریف کا احسان اتارنے کی کوشش کروں گا“۔ عمران نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

”اب تو تم اگلے جہاں ہی احسان اتارنے کی کوشش کر سکتے ہو یہاں تو تمہاری زندگی کا خاتمه یقینی ہو چکا ہے اور تم نے شادی میں دعوت دینے کی بات کی ہے مجبوری یہ ہے کہ ابھی قبروں میں موجود لاشوں کو شادی میں دعوت دینے کا رواج نہیں پڑا“۔ جوڑی نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”کوئی بات نہیں۔ زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ہم مسلمان لوگ موت اور زندگی کے بارے میں نہیں سوچا کرتے اس لئے میری زندگی اور موت کے بارے میں سوچنے کی تھیں بھی ضرورت نہیں ہے ویسے اب ہمارے خاتمے کے بعد تم ظاہر ہے واپس ایکریمیا ہی جاؤ گے“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ اب میں نے یہاں رہ کر کیا کرنا ہے“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”لیکن میری یا میرے ساتھیوں کی موت سے ملک کے ادارے تو ختم نہیں ہو سکتے“۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اس کی ہمیں فکر نہیں ہے اس سفر کے حفاظتی انظمات ایسے ہیں کہ اچھے اچھے ایجنسٹ بھی اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ صرف خطرہ تم سے اور تمہارے ان ساتھیوں سے تھا جو تمہاری رہنمائی میں کام کرتے ہیں“۔۔۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم واقعی بے بس ہو چکے ہو۔ کیا تم نے رہائی کا کوئی طریقہ سوچا“۔۔۔ اچانک گارشیا نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”مادام گارشیا۔ نہ ہی میں مافوق الفطرت صلاحیتوں کا مالک ہوں اور نہ ہی شعبدہ باز ہوں۔ اس لئے اس حالت میں کیا طریقہ سوچا جا سکتا ہے“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم نے جوڑی کے مقابل شکست تسلیم کر لی ہے“۔۔۔ گارشیا نے مسرت بھرے لمحے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”ظاہر ہے میں شریف آدمی ہوں اور جب جوڑی نے پہلے ہی اعلان کر دیا ہے کہ اس کے جملہ حقوق محفوظ ہو چکے ہیں تو مجھے پیچھے کھانا پڑا ہے“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بُوب دیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں“۔۔۔ گارشیا نے حیران ہو کر کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اگر میں اسے نہ بتاتا کہ ہماری منگنی ہو چکی ہے تو یہ تم پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرتا“۔۔۔ جوڑی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو گارشیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اگر میں تمہیں جوڑی کے مقابل اس طرح نہ دیکھتی تو یقیناً جو کچھ میں نے تمہارے بارے میں سن رکھا تھا میں اس بات پر بھی غور کرتی“۔۔۔ گارشیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”باس۔ مجھے بے چینی سی ہو رہی ہے۔ آپ کب تک باتمیں کریں گے“۔۔۔ اچانک لا فڑنے کہا۔

”چلو جیسا تم کو۔ کیوں گارشیا۔ پھر کارروائی شروع کی جائے“۔۔۔ جوڑی نے گارشیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ایک منٹ“۔۔۔ اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا تو سب چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا تم نے میرے سب ساتھیوں کی تلاشی میں تھی یا صرف میرے ساتھ ہی یہ کارروائی کی گئی ہے“۔۔۔ عمران نے کہا تو جوڑی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ ذہانت میں واقعی تمہارا جواب نہیں تمہارا مقصد تھا کہ میں بوکھلا کر اب تمہارے ساتھیوں کو کھول کر ان کی تلاشی لینی شروع کر دوں گا۔ اس طرح تمہیں کوئی کام دکھانے کا موقع مل جائے گا نہیں عمران صاحب تمہاری کمائی ختم ہو گئی ہے تم جوڑی کے مقابل ہو۔ چیف ریڈ ایجنت جوڑی کے مقابل"۔ جوڑی نے بڑے فخرانہ لمحے میں کہا۔

"جو سوال میں نے پوچھا تھا تم نے اس کا تو جواب نہیں دیا۔"

عمران نے اسی طرح سنجیدہ لمحے میں کہا۔

"آخر تم یہ بات کیوں پوچھنا چاہتے ہو۔ کیا مطلب ہے اس بات کا"۔ گارشیا نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"یہ اس کا خاص طریقہ کار ہے اس طرح یہ ہمیں ذہنی طور پر الجھانا چاہتا ہے تم اپنے سوال کا جواب سن لو صرف تمہاری تلاشی لی گئی ہے باقی لوگوں کی تلاشی لینے کی ہمیں ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی"۔ جوڑی نے کہا۔

"واہ۔ تم نے یہ بات کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے چلو تم اتنی اہمیت تو مجھے دے رہے ہو۔ اب کم از کم مجھے یہ تو اطمینان ہو گیا کہ میرے ایک ساتھی نے جو کچھ سوچ رکھا ہے اس میں وہ کامیاب ہو جائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا سوچ رکھا ہے"۔ گارشیا نے چونک کر کہا۔

"تم پھر اس کی باتوں میں آ رہی ہو گارشیا۔ چھوڑو۔ یہ الی باتیں

کر کے ہی دوسرے کو چکر میں ڈالتا ہے اور پھر کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتا ہے"۔ جوڑی نے کہا اور پھر وہ اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مارکس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مارکس۔ مشین پیش مجھے دو"۔ جوڑی نے کہا۔

"لیں چیف"۔ مارکس نے مودبانہ لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پیش نکلا اور جوڑی کی طرف بڑھا دیا۔

"چیف۔ امین غوری نے آپ سے درخواست کی تھی"۔ مارکس نے کہا تو جوڑی چونک پڑا۔

"اوہ نہیں۔ وہ احتمق ہے میں ایسی خطرناک سیکرٹ ایجنت کو کیسے زندہ چھوڑ سکتا ہوں نا نہیں۔ اسے اس کا مطلوبہ معاوضہ دے دیا گیا ہے"۔ جوڑی نے تیز لمحے میں کہا۔

"لیں چیف"۔ مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں ان کا ساتھی نہیں ہوں مجھے تو انہوں نے راستہ بتانے کے لئے رکھا ہوا تھا میری جان بخش دو"۔ اچانک قادر خان نے روتے ہوئے کہا۔ شاید مشین پیش دیکھتے ہی اس کا حوصلہ جواب دے گیا تھا۔

"لیں چیف۔ امین غوری نے مجھے کہا تھا کہ یہ مقامی آدمی ہے اور اس کا دوست ہے اگر ممکن ہو تو اس کی جان بخش دی جائے"۔ مارکس نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”اب اگر تم نے پھر ایسی بات کی تو پہلی گولی تمہارے سینے میں پڑے گی“۔۔۔ جوڑی نے غراتے ہوئے کہا تو مارکس نے سسم کر بے اختیار اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ اب باقی ساری عمر لب ہی نہ کھو لے گا۔

”میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ مجھے معاف کرو“۔۔۔ قادر خان نے روٹے ہوئے کہا۔

”اب کسی کے لئے کوئی معافی نہیں ہے سب کے لئے موت ہے تم سب کے لئے“۔۔۔ جوڑی نے فاخرانہ لبجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باری باری سب کے چہروں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا عمران سمیت سب کے چہروں پر اسے مایوسی کی جھلکیاں صاف دکھائی دیں۔

”ہا۔ ہا۔ یہ کارنامہ ریڈ ایجنٹسی کے مقدار میں لکھا جا چکا ہے۔ ریڈ ایجنٹسی کے مقدار میں“۔۔۔ جوڑی نے تقصیر لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پیش کا ٹریگر دبا دیا اور تہ خانہ گولیوں کی تڑتاہٹ اور انسانی چیزوں سے گونج انھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آفس میں کری پر بیٹھے ہوئے سماں ستر کے انچارج ڈاکٹر فلپرنے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھالیا۔

”لیں“۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے بڑے بھاری اور سرد لبجے میں کہا۔

”سر ریڈ چیف ایجنٹ جوڑی کی کال ہے“۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی مودبازہ لبجے میں کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ بات کراو“۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے کہا۔

”ہیلو۔ جوڑی بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد جوڑی کی آواز سنائی دی اس کے لبجے میں سرت کا تاثر اس قدر نمایاں تھا کہ ڈاکٹر فلپرنے بھی اسے فوری طور پر محسوس کر لیا۔

”کیا ہوا۔ آپ بیجد مسرور لگ رہے ہیں“۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے کہا۔

”ہم کامیاب ہو گئے ہیں ڈاکٹر فلپر۔ ہم نے دنیا کے انتہائی خوفناک

اعلیٰ حکام جب تک ان لاشوں کو کنفرم نہ کر لیں گے انہیں یقین ہی نہ محفوظ ہو چکا ہے۔۔۔ جوڑی نے پہلے سے بھی زیادہ سرت بھرے لجھے میں کما۔

”آپ نے پہلے ہی یہاں سے جاتے ہوئے بتایا تھا کہ آپ نے میں آنا پڑے گا۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”ان لاشوں کو آپ ایکریمین سفارت خانے کے حوالے کر دیں یا پھر وہاں کسی جگہ رکھوا دیں۔ یہاں موجود سامنے وان ان لاشوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جائیں گے۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے پہنچاتے ہوئے کہا۔

”نہیں ڈاکٹر فلپر۔ ہم ان لاشوں کو اپنی نگرانی سے دور نہیں کر سکتے۔ آپ یقین کریں کہ یہ لاشیں اس قدر قیمتی ہیں کہ جب یہ لاشیں ایکریمیا پہنچیں گی تو ایکریمیا کے اعلیٰ حکام میں ززلہ سا آجائے گا اور جب وہ کنفرم ہو جائیں گے تو وہاں واقعی پورے ملک میں جشن منایا جائے گا۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”اوہ۔ اس قدر خوفناک لوگ تھے یہ۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ڈاکٹر فلپر۔ اسی لئے تو ہم آپ کے سفر میں بنیادی جشن منانا چاہتے ہیں یہ آپ کے سفر کی خوش قسمتی ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں ورنہ شاید آپ کا سفر آپ کے سامنے وانوں سمت اب تک زمین کی گمراہیوں میں دفن ہو چکا ہوتا۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آپ بہر حال بہتر سمجھتے ہیں۔ میری طرف یہاں نہیں چھوڑ سلتے۔ ہم انہیں ایکریمیا ساتھ لے جائیں گے کیونکہ

سیکرٹ ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے اب سا سک سنٹر ہیشہ ہیشہ کے لئے

انہیں پکڑ لیا ہے۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ذہنوں سے یہ بوجھ تو ختم ہو گیا ہے۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے کہا۔

”جی ہاں۔ اب آپ پورے اطمینان سے کام کریں۔ اب سنٹر مکمل طور پر محفوظ ہے مادام گارشیا چونکہ کچھ روز آپ کے سفر میں گزار چکی ہیں اس لئے ان کی خواہش ہے کہ اس بے مثال کامیابی پر سفر میں باقاعدہ جشن منایا جائے جس میں سنٹر کے تمام افراد شامل ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ مجھے گارشیا کی خواہش کس قدر عزیز ہے۔۔۔ جوڑی نے کہا تو ڈاکٹر فلپر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں۔ مجھے معلوم ہے مجھے مادام گارشیا نے خود بتایا تھا کہ آپ ایک دوسرے سے مشرق انداز میں محبت کرتے ہیں اور اس مش کے بعد آپ دونوں نے شادی کرنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ یہ کوئی بڑی خواہش نہیں ہے اس طرح ہماری بھی اس خشک اور بور لائف میں کچھ ہپھل بچ جائے گی تو پھر آپ کب پہنچ رہے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے کہا۔

”ہمیں ان ایجنٹوں کی لاشیں بھی ساتھ لانا پڑیں گی کیونکہ ہم انہیں یہاں نہیں چھوڑ سلتے۔ ہم انہیں ایکریمیا ساتھ لے جائیں گے کیونکہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سے اجازت ہے۔”——ڈاکٹر فلپرنے کما۔

”ہمیں پیش و لیگن پر آنا پڑے گا۔ آپ ایسا کریں کہ ستر کی پیش و لیگن وافا شر بھوادیں۔ ڈرائیور کو کہہ دیں کہ وہ دین وافا کی رہائشی خرم کالونی کی کوئی نمبر گیارہ اے بلاک میں لے آئے ہم لوگ وہاں موجود ہیں۔“——جوڑی نے کہا۔

”کتنے افراد ہوں گے تاکہ اتنے کمپیوٹر کارڈ ڈرائیور کے ہاتھ بھوادیے جائیں۔“——ڈاکٹر فلپرنے پوچھا۔

”ہم تین ایجنت ہیں۔ میں جوڑی۔ میرے ساتھ گارشیا اور لا فڑا اور ہمارے ساتھ چار مردوں اور دو عورتوں کی لاشیں ہیں اس طرح زندہ اور مردہ کل نو افراد ہوں گے۔“——جوڑی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نو کارڈ بھوادیتا ہوں۔“——ڈاکٹر فلپرنے کہا۔ ”کیا لاشوں کے بھی کارڈ جاری کئے جائیں گے۔“——جوڑی نے حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔

”جی ہاں۔ کمپیوٹر کے لئے زندہ اور مردہ ایک برابر ہیں۔ انسانی جسم بغیر کارڈ کے کراس نہیں ہو سکتا۔“——ڈاکٹر فلپرنے کہا۔

”اوکے۔ پھر آپ فوراً بھوادیں۔ کون سا ڈرائیور بھیجیں گے۔ کیا نام ہے اس کا؟“——جوڑی نے پوچھا۔

”دین ڈرائیور ایک ہی ہے اس کا نام آر نلڈ ہے۔ وہ لے کر۔“——ڈاکٹر فلپرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پتہ پھر سمجھ لیں۔ خرم کالونی کوئی نمبر گیارہ۔ بلاک اے۔“

جوڑی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے۔“——ڈاکٹر فلپرنے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گذبائی کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھا اور پھر انٹر کام کا رسیور انٹھا کر اس نے دو نمبر ڈائل کر دیئے۔

”لیں سر۔“——دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”انتظامی انچارج راؤر کو بھیجو میرے پاس۔“——ڈاکٹر فلپرنے کہا اور رسیور رکھ دیا تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”کم ان۔“——ڈاکٹر فلپرنے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”لیں سر۔“——آنے والے نے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”میںھو۔ پسلے ایک خوش خبری بھی سن لو اور پورے ستر کو بتا دو کہ ریڈ ایجنتوں نے پاکیشیا کے خوفناک ایجنتوں کا خاتمہ کر دیا ہے اب ہمارا ستر ہر لحاظ سے محفوظ ہو گیا ہے۔“——ڈاکٹر فلپرنے کہا تو راؤر کا چہرہ بے اختیار کھل انٹھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو واقعی بہت بڑی خوش خبری ہے جناب۔ ہمارے ستر کا ہر آدمی بری طرح سما ہوا تھا۔ خاص طور پر جب سے ریڈ ایجنت اس کی حفاظت کے لئے ایکریمیا سے آئے ہیں ہر شخص بری طرح

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پریشان تھا۔۔۔ راؤرک نے مسرت بھرے لبجے میں کہا۔

”مجھے خود بہت فکر تھی۔ ابھی چیف ریڈ ایجنٹ جوڑی کافون آیا ہے انہوں نے تفصیل بتائی ہے اور اب دوسری بات سنو کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کامیابی کی خوشی میں سفر میں جشن مسرت منایا جانا چاہئے چنانچہ یہ جشن آج رات منایا جائے گا جس میں ریڈ ایجنٹس سمیت سفر کا ہر آدمی شرکت کرے گا۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے کہا۔

”دیری گذ ڈاکٹر۔ دیری گذ۔ اس خوف کے بعد واقعی جشن مسرت منایا جانا چاہئے۔۔۔ راؤرک نے پر جوش لبجے میں کہا تو ڈاکٹر فلپر بے اختیار مسکرا دیا۔

”اور تیسرا بات یہ سنو کہ ریڈ ایجنٹس اپنے ساتھ ان خوفاں پاکیشائی ایجنٹوں کی لاشیں بھی لارہے ہیں کیونکہ وہ انہیں کسی صورت بھی کسی اور کے حوالے کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں بہر حال میں نے سوچا ہے کہ ان لاشوں کو علیحدہ کمرے میں رکھوا دیا جائے گا جب یہ ریڈ ایجنٹس جائیں گے تو انہیں اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے کہا۔

”لیں سر۔ یہ بہتر ہے گا۔ ورنہ لاشیں دیکھ کر تو ہمارے دل الٹ جائیں گے۔۔۔ راؤرک نے کہا۔

”اب آخری بات سن لو کہ پیشل دین تیار کر کر ڈرائیور آر نلڈ کو فوراً وافا بھجوادو اسے کہہ دو کہ وہ وافا کی رہائشی کالونی خرم کالونی کی کوئی نمبر گیارہ بلاک اے پہنچ کر روپورٹ کرے اور پھر ان سب کو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لے کر واپس آئے۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے کہا۔

”لیں سر۔ لیکن ان کے کمپیوٹر کا رو بھی تو تیار کر کے دینے ہوں گے۔۔۔ راؤرک نے کہا۔

”ہاں۔ نو کمپیوٹر کا رو تیار کر کے ڈرائیور کو دے دینا۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے کہا۔

”نو۔۔۔ راؤرک نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ تم تو ریڈ ایجنٹ ہیں اور چھ لاشیں ہیں۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے کہا تو راؤرک نے اثبات میں سرہلا دیا۔

”وین بھیجنے کے لئے تمام حفاظتی انتظامات بھی آف کرنا ہوں گے۔۔۔ راؤرک نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ ویسے بھی اب کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے کہا تو راؤرک نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ اٹھ کر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

میں سرہلا دیا۔

”لیکن جناب۔ ان کے چہرے تو صاف ہیں۔ ان پر تو خراش تک نہیں ہے۔۔۔ آرنلڈ نے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ ہم ان کے چہروں پر فائز کر کے انہیں بگاڑ دیتے پھر اعلیٰ حکام کس طرح کنفرم ہوتے کہ واقعی ہم نے صحیح لوگوں کو مارا ہے۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ واقعی جناب۔ آپ درست کہ رہے ہیں جناب۔۔۔ آرنلڈ نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور جوڑی بے اختیار مسکرا دیا۔

”جناب اگر آپ ناراض نہ ہوں تو وہ ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔۔۔ آرنلڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”پوچھو۔ کیا بات ہے۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”سنٹر کے سیکورٹی آفیسر مارشن کو سنا ہے آپ نے ہلاک کر دیا ہے حالانکہ وہ تو انتہائی شریف آدمی تھا اس کے خلاف تو کسی کو کوئی شکایت نہ تھی۔۔۔ ڈرائیور آرنلڈ نے کہا تو جوڑی بے اختیار نہ پڑا۔

”شریف لوگوں سے زیادہ خطرناک اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تمہارا یہ سیکورٹی آدمیت مارشن ان پاکیشیائی ایجنسیوں سے مل گیا تھا وہ انہیں اپنے ہیلی کاپڑ میں سنٹر کے اندر لے جانا چاہتا تھا تاکہ وہ لوگ اطمینان سے سنٹر کو تباہ کر سکیں۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا۔

”اوہ۔ حرمت ہے۔ دیسے وہ ایسا آدمی لگتا تو نہ تھا۔ بہر حال کسی کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لوگ بظاہر کچھ اور دکھائی دیتے ہیں اور در

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ویکن خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور گ سیٹ پر آرنلڈ موجود تھا جب کہ اس کی سائیڈ سیٹ پر چیف ریڈ ایجنسٹ جوڑی اکڑا ہوا بیٹھا تھا عقیقی سیٹ پر مادام گارشیا اور لا فڑ بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کے بعد سیٹوں اور خالی جگہ پر چھ لاشیں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے دو عورتوں کی لاشیں تھیں اور چار مردوں کی۔

”جناب۔ ان لاشوں کو ساتھ لے جانے کی کیا کوئی خاص ضرورت تھی۔۔۔ ڈرائیور آرنلڈ سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

”ہا۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنسیوں کی لاشیں ہیں اور ہم نے انہیں اپنے ساتھ ایکریمیا لے جانا ہے اگر یہ ہلاک نہ ہو جاتے تو اب تک تم اس دین اور پورے سنٹر سیٹ زمین کی گمراہیوں میں دفن ہو چکے ہوئے۔۔۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا تو آرنلڈ نے اثبات

حقیقت کچھ اور ہوتے ہیں"۔ آرنلڈ نے جواب بیا اور جوڑی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے مسلسل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد وین سائیڈ روڈ پر مڑی اور اس کے بعد وہ ٹیز ہے میز ہے تک راستوں سے گزرتی ہوئی نیچے واوی میں اترنی چلی گئی۔ واوی میں پہنچ کر آرنلڈ نے وین ایک چٹان کے قریب روک دی۔

"اپنے کمپیوٹر کا روڈ نکال کر اپنی جیبوں پر لگالیں جناب۔ اور ان لاشوں کے ساتھ بھی ایک ایک کارڈ ٹانک دیں تاکہ کمپیوٹر پیکنگ کر لے اس کے بعد ہی ہم آگے بڑھ سکیں گے"۔ ڈرائیور آرنلڈ نے کہا تو جوڑی نے جیب سے چھوٹے چھوٹے نو کارڈ نکالے جن پر باقاعدہ عجیب سی ساخت کے سوراخ بنے ہوئے تھے اس نے ایک کارڈ اپنی جیب پر لگایا ایک کارڈ گارشیا کی طرف جبکہ باقی کارڈ اس نے لافڑ کی طرف بڑھا دیئے۔

"لافڑ تم خود ہی کارڈ لگا لو اور ان لاشوں پر بھی کارڈ ٹانک دو"۔ جوڑی نے لافڑ سے کہا۔

"لیں باس"۔ لافڑ نے کہا اور انٹھ کر عقبی طرف کو بڑھ گیا اس نے ایک ایک کارڈ تمام لاشوں پر ٹانکا ایک اپنی جیب پر لگایا اور پھر واپس، آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس دوران ڈرائیور آرنلڈ نے بھی ایک کارڈ جیب سے نکال کر اپنی قمیض کی جیب پر ٹانک لیا تھا۔ "کارڈ لگ گئے ہیں جناب"۔ آرنلڈ نے مڑ کر پوچھا۔

"ہاں"۔ لافڑ نے جواب دیا تو آرنلڈ نے سرہلا تے ہوئے جیب سے ایک چھوٹا ساری یکوٹ کنٹروں جیسا آلہ نکالا اور اس کے بیٹھ پر لیں کرتے کرتے اچانک رک گیا۔

"کیا ہوا"۔ جوڑی نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ اگر آپ کے پاس اسلحہ ہو تو اسے باہر پھینک دیں ورنہ کمپیوٹر راستہ نہیں کھولے گا۔ مجھے اچانک خیال آگیا تھا کہ آپ سے پوچھ لوں"۔ آرنلڈ نے کہا۔

"ہم یہاں جشن منانے آئے ہیں۔ اسلحہ کی نمائش کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے"۔ جوڑی نے اس بار سخت لمحے میں کہا۔

"لیں سر۔ ان لاشوں کی تلاشی تو آپ نے لے لی ہو گی۔ معاف کیجئے میں یہ سب کچھ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ معمولی سی غفلت سے ہرے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں"۔ آرنلڈ نے معتدرت خواہاں لمحے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا ہے کہ پوچھ لیا ہے"۔ جوڑی نے جواب دیا تو آرنلڈ نے آلبے پر موجود دو بیٹھ کیے بعد دیگرے پر لیں کر دیئے بیٹھ پر لیں ہوتے ہی تیز گز گز اہٹ کی آواز سنائی دی اور ایک چٹان کا کافی بڑی حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اور انھتہ چلا گیا۔ اب اندر جاتی ہوئی پختہ سرک صاف دکھائی دے رہی تھی۔ آرنلڈ نے وین شارت کی اور اندر لے گیا کافی گھرائی میں جانے کے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بعد ایک بار پھر سامنے دیوار آگئی تو اس نے وین روکی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر وہی آله جیب سے نکلا اور اس پر موجود دونوں بٹنوں کو پہلی ترتیب سے الٹ کر یکے بعد دیگرے پر لیس کر دیا تو دیوار سرر کی آواز کے ساتھ ہی ایک طرف ہٹ گئی آگے ایک اور لمبی سی راہداری تھی جس کی چھت پر قطار کی صورت میں بلب لگے ہوئے تھے وین اس راہداری سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی چلی گئی جیسے جیسے دین آگے بڑھ رہی تھی چھت پر موجود بلب یکے بعد دیگرے جلتے اور بجھتے جا رہے تھے راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور ایک بار پھر دیوار آگئی تھی آنڈلنے ایک بار پھر جیب سے وہی آله نکلا اور اس بار بیک وقت اس نے دونوں بٹن پر لیس کر دیئے تو دیوار سرر کی آواز کے ساتھ ہی ایک طرف ہٹ گئی۔ اب دوسری طرف ایک بڑا ساکرہ تھا جس میں دو آدمی کھڑے تھے۔

”ڈاکٹر فلپر اور راؤ رک صاحب آپ کے استقبال کے لئے کھڑے ہیں جناب“۔۔۔ آنڈلہ نے ان دو آدمیوں کے قریب جا کر دین رونکتے ہوئے جوڑی سے کھا تو جوڑی نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر دین کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جوڑی کی آنکھیں ایک جھنکے سے کھلیں تو پسلے تو اس کے ذہن میں دھند سی چھائی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن سے دھند صاف ہوتی چلی گئی تو اس کے ذہن میں سابقہ واقعات کی جیسے فلمی چل پڑی۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ اس نے مشین پشنل کا ٹریکر دیا کر فائز کھولا تھا کہ اچانک اس کے ذہن پر یک لخت جیسے دھند سی چھائی تھی اور اب اسے ہوش آ رہا تھا وہ بے اختیار اٹھ کر بینہ گیا لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کیونکہ اس کے دونوں بازو عقب میں کر کے رسی سے بند ہوئے تھے اور اس کے جسم پر موجود لباس پر خون کے دھبے سے پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے اس نے اوہرا اوہر نظریں گھما میں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ساتھ ہی فرش پر ایک عورت اور ایک مرد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور جوڑی نے جب غور سے ان دونوں کو دیکھا تو اس کے ذہن میں ایک خوفناک دھماکہ

”تم۔ تم کون ہو۔ تمہاری آواز اور لمحہ تو جوڑی کا ہے مگر تمہارا چہرہ تو۔۔۔“ اس عورت نے گردن موڑ کر جوڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میں جوڑی ہوں۔ کیا تم گارشیا ہوں“۔۔۔ جوڑی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں گارشیا ہوں۔ لیکن یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں۔ یہ تمہارا چہرہ تو ایسای ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ لاش“۔۔۔ گارشیا نے اس بار چینچتے ہوئے لمحے میں کہا تو جوڑی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اس کا ذہن اس وقت واقعی اس انداز میں گھوم رہا تھا جیسے پنکھا اپنی پوری رفتار سے گھومتا ہے۔

”یہ کیا ہے۔ یہ ہمیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیا چکر ہے“۔۔۔ جوڑی نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”کیا۔ کیا تم واقعی جوڑی ہو“۔۔۔ گارشیا نے بھی اسی طرح حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ میں جوڑی ہوں“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔ ”تم۔ تم نے تو ان پر فائز کھولا تھا۔ پھر۔ پھر کیا ہوا تھا۔ میں تو اچانک بیوشاں ہو گئی تھی کیوں بیوشاں ہوئی تھی۔ کیا ہوا تھا“۔ گارشیا نے حیرت سے تقریباً چینچتے ہوئے کہا۔

”میں نے تو اس مقامی آدمی پر فائز کھولا تھا جو اپنی جان بچانے کے لئے میری منتسب کر رہا تھا بس مجھے بھی اتنا ہی یاد ہے کہ وہ گولیاں کھا کر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوا۔ مرد کی لاش علی عمران کی تھی جبکہ ساتھ پڑی ہوئی عورت کی لاش کا چہرہ عمران کی ساتھی عورت کے چہرے جیسا تھا ان کے چہرے زرد پڑے ہوئے تھے وہ زندہ نہ تھے بلکہ یہ ان کی لاشیں تھیں۔

”یہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ یہ عمران اور اس کی ساتھی عورت کیسے ہلاک ہو گئے۔ یہ سب کیا ہے“۔۔۔ جوڑی نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبراتے ہوئے کہا پھر اس نے کمرے کی ساخت پر غور کرنا شروع کر دیا یہ کوئی شور نما کمرہ تھا ایک طرف پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں لیکن یہ اسلخ کی پیٹیاں نہ تھیں دوسرے لمحے اسے کراہ کی آواز سنائی دی تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹتی چلی گئیں کیونکہ عمران کی ساتھی عورت ہے وہ لاش سمجھ رہا تھا وہ اب کراہ رہی تھی اور اب اس میں زندگی کے تاثرات بھی نظر آنے لگ گئے تھے۔

”یہ کیا ہوا۔ یہ کیسے زندہ ہو گئی“۔۔۔ جوڑی نے پھر حیرت سے بڑبراتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے عورت کی آنکھیں کھلیں اور اس نے بے اختیار انھنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ عقب میں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح انھنہ سکی اور وہ دوبارہ فرش پر گر گئی۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ میں کہاں ہوں“۔۔۔ عورت نے بڑبراتے ہوئے کہا تو جوڑی کا ذہن ایک بار پھر زلزلے کی زد میں آگیا۔

”لگ۔ لگ۔ گارشیا کی آواز۔ لگ۔ لگ۔ کیا مطلب“۔ جوڑی نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اب بات سمجھے میں آگئی ہے۔ واقعی بڑا گمراچکر چلا یا گیا ہے
بھی تاریکی سی چھا گئی اور اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے کہ ہم کہاں ہیں۔“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔
”کیا۔ کیا واقعی تم جوڑی ہو۔“۔۔۔ لافڑ نے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

”ہاں میں جوڑی ہوں اور تمہارے ساتھ مادام گارشیا ہے اور
تمہارے چہرے پر عمران کامیک اپ ہے۔ میں پہلے سمجھا کہ تم عمران
ہو اور تم بھی لاش کی صورت میں تھے اب بات سمجھے میں آگئی ہے۔
عمران نے کسی پر اسرار انداز میں ہمیں وہاں امین غوری کے تندہ خانے
میں بیہوش کر دیا اور وہ لوگ رہا ہو گئے مارکس کو شاید وہیں ہلاک کر دیا
گیا ہے اس کے بعد ہم تینوں کے چروں پر انسوں نے اپنا میک اپ کیا
اور کسی پر اسرار انداز میں ہمیں لاشوں میں تبدیل کر دیا گیا اور یقیناً
عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہمارا میک اپ کر لیا ہو گا اور اس
وقت ہم ساکن سفر کے سور میں موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ
لوگ ہمارے روپ میں یہاں داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے
ہیں۔“۔۔۔ جوڑی نے کہا۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سب کیسے ممکن ہے جوڑی۔ وہ لوگ
تو بندھے اور بے بس تھے وہ کیسے رہا ہو گئے اور ہم کیسے بیہوش ہو
گیا۔ کیا یہ لوگ جادوگر ہیں۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں
ہے۔“۔۔۔ گارشیا نے کہا۔

”ایسا واقعی ممکن نہیں ہو سکتا جوڑی۔ یہ کوئی اور چکر ہے۔“۔ لافڑ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

چلتا ہوا کری سمیت نیچے گرا تھا کہ اس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر
بھی تاریکی سی چھا گئی اور اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے تمہارا چہرہ عمران
کی ساتھی عورت کا چہرہ تھا اور تمہارا چہرہ زرد تھا اور تمہاری حالت
بالکل لاش جیسی تھی۔“۔۔۔ جوڑی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کے
منہ سے خود بخود الفاظ اچھل کر نکلتے چلے جا رہے ہوں اور پھر اس سے
پہلے کہ جوڑی کچھ کھتا اچانک ساتھ پڑی ہوئی دوسری لاش کے جسم میں
بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے پھر اس کے منہ سے بھی کراہیں
نکلنے لگیں اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے
بھی ان دونوں کی طرح اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہاتھ عقب میں بندھے
ہونے کی وجہ سے وہ ایک بار پھر نیچے گرا اور اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ
نکل گئی۔

”یہ۔ یہ کیا ہوا۔ میں کہاں ہوں۔ یہ۔ یہ کون سی جگہ ہے۔“۔ اس
آدمی کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کی آواز سنتے ہی جوڑی اور
گارشیا دونوں بے اختیار چیخ پڑے۔

”یہ۔ یہ تو لافڑ کی آواز ہے۔“۔۔۔ جوڑی نے انتہائی سرت
بھرے لہجے میں کہا تو فرش پر گرا ہوا وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ
گیا۔

”تم۔ تم کون ہو۔ تمہاری آواز تو جوڑی جیسی ہے۔ مم۔ مم۔ مگر
تم تو عمران کے ساتھی ہو۔“۔۔۔ اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے
لہجے میں کہا تو اس بار جوڑی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

نے کہا۔

”عمران کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی۔
میں نے انسیں بیہوٹی کے دوران ہی ہلاک نہیں کر دیا میں خواجہ
گارشیا کی باتوں میں آگیا۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔“۔۔۔ جوڑی نے ہونٹ
بچھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کرے کا
دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے
کیونکہ ان کے سامنے لا فڑ کھڑا پر اسرار انداز میں مسکرا رہا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سماں سفر کے بڑے ہال کمرے میں اس وقت جشن کا سامان
تھا۔ ہال کے ایک کونے میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس میں
شراب کی بوتلیں اور جام پڑے ہوئے تھے۔ ہال میں اس وقت اکیس
افراد موجود تھے جن میں سے تین ریڈ اینجنس جوڑی، گارشیا اور لا فڑ
بھی موجود تھے۔

”مادام گارشیا۔ آپ نے اس جشن کا آئینڈیا دے کر ہماری بور
زندگی میں خوبصورت رنگ بھر دیئے ہیں۔“۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے
مسکراتے ہوئے کہا اس کے ہاتھ میں شراب سے بھرا ہوا جام تھا اور
مادام گارشیا جواب میں صرف مسکرا دی۔

”آپ کے اس جشن کو اور زیادہ پر سرت بنائے جانے کا ایک
منصوبہ بھی مادام گارشیا نے بنایا ہوا ہے۔“۔۔۔ ساتھ کھڑے ہوئے
جوڑی نے کہا تو ڈاکٹر فلپر بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا۔ وہ کون سا"۔۔۔ ڈاکٹر فلپرنے چونک کر کما۔

"یہ بڑا پر اسرار سا مخصوصہ ہے۔ پورا ڈرامہ ہے ڈرامہ کیوں ماڈم گارشیا۔ یہ ڈرامہ اب شروع ہو جانا چاہئے"۔۔۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسے تم کہو"۔۔۔ ماڈم گارشیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لافڑ جا کر اس ڈرامے کے اداکاروں کو یہاں لے آؤ تاکہ ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھی اس دلچسپ ڈرامے سے محفوظ ہو سکیں"۔ جوڑی نے اپنے ساتھی لافڑ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیں باس"۔۔۔ لافڑ نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر ہال کے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اداکاروں کو۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔۔۔ ڈاکٹر فلپر نے لجئے میں کہا۔

"جب ڈرامہ شروع ہو گا تو سب کچھ خود بخود سمجھ میں آجائے گا"۔۔۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہال میں موجود ڈاکٹر فلپر کے دوسرا ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو گیا جن میں دو عورتیں اور باقی مرد تھے۔

"لیڈریز اینڈ جنٹلمن۔ توجہ کریں"۔۔۔ جوڑی نے کہا تو آپس میں باشیں کرنے اور شراب پینے میں مشغول سب لوگ جوڑی کی طرف متوجہ ہو گئے اور ہال پر پراسر اسی خاموشی طاری ہو گئی۔

"اس جشن مسرت کی رونق دو بالا کرنے اور آپ کے موڈ کو زیادہ

خوشنگوار بنانے کے لئے ہم نے ایک ڈرامے کا انتظام کیا ہے میرا ساتھی اس ڈرامے کے کداروں کو یہاں لانے کے لئے گیا ہوا ہے ابھی جب یہ کدار یہاں آئیں گے تو آپ لوگ اس دلچسپ اور پر اسرار ڈرامے سے یقیناً پوری طرح محفوظ ہوں گے"۔۔۔ جوڑی نے اوپنجی آواز میں کہا اور ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیسا ڈرامہ۔ اور کیسے کدار"۔۔۔ راڈرک نے حیرت بھرے لجئے میں کہا۔

"یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہو گا"۔۔۔ جوڑی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور لافڑ اندر داخل ہوا اس کے چھپے ایک عورت اور تین مرد اندر داخل ہوئے انہیں دیکھ کر ہال میں موجود ڈاکٹر فلپر کی ساتھی دونوں عورتوں نے یکنہت چیخیں ماریں اور وہ دونوں ہی یکے بعد دیگرے لہرا کر نیچے گر گئیں جبکہ ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کے چہرے زرد پڑ گئے اور آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ وہ اس طرح ساکت کھڑے تھے جیسے اچانک وہ پتھر کے مجسمے بن گئے ہوں۔

"یہ۔ یہ تو وہی لاشیں ہیں۔ یہ لاشیں۔ مگر یہ تو زندہ ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔ ڈاکٹر فلپر کے منہ سے بزبرداتے ہوئے الفاظ نکلنے۔

"ہاں۔ یہ وہی لاشیں ہیں جواب زندہ آپ کے سامنے موجود ہیں۔ یہ وہی خوفناک سیکرٹ ایجنت ہیں جن کی شرت پوری دنیا میں پھیلی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوئی تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان۔ ہم نے انہیں لاشوں میں تبدیل کر دیا تھا لیکن مادام گارشیا کی ضد تھی کہ ڈرامے کے لئے انہیں زندہ کیا جائے چنانچہ آپ خود دیکھ لیں یہ زندہ آپ کے سامنے موجود ہیں۔ ابھی تک ان کے کپڑوں پر خون کے داغ موجود ہیں۔ ”جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے۔ لاشیں کیسے زندہ ہو سکتی ہیں۔“ ڈاکٹر فلپر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی تو اس دلچسپ دو ایکٹ کے ڈرامے کی خاصیت ہے کہ جو ممکن نہیں وہ ممکن ہو گیا ہے اور ابھی اس ڈرامے کا دوسرا دلچسپ ایکٹ باقی ہے اس لئے پہلا ایکٹ ختم اور پردہ کھینچا جاتا ہے۔“ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کی منہ بند تھی اس نے ہاتھ کو زمین کی طرف جھکا دے کر کھولا تو اس کے ہاتھ سے دو سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے کیپوں نکل کر زمین پر گرے اور چٹاخ چٹاخ کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹوٹ گئے۔ ان کیپوں کے نونتے ہی ہاں میں موجود ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھی یکخت لرا کر نیچے گرنے لگے اور پلک جھکنے میں جوڑی، مادام گارشیا، لافٹر اور کمرے میں آنے والے تین مرد اور ایک عورت کے سوا باقی سب افراد زمین پر شیر ہے میز ہے انداز میں گر کر ساکت ہو چکے تھے جو لوگ نیچے نہیں گرے تھے وہ مجسموں کی طرح

اپنی اپنی جگہوں پر ساکت کھڑے ہوئے تھے پھر تقریباً دو منٹ بعد جوڑی نے آہستہ سے سانس لیا اور اس کے بعد اس نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس کے سانس لیتے ہی اس کے ساتھیوں نے بھی سانس لینے شروع کر دیئے۔

”یہ تم نے کیا تماشا بنار کھا ہے۔“ ۔۔۔ کمرے میں آنے والی ایک زندہ لاش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے سکرپٹ سے ہٹ کر بول رہے ہو۔ ڈرامے کے کرواروں کو وہی بولنا چاہئے جو سکرپٹ میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔“ ۔۔۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”لافٹر جاؤ اور دوسرے ایکٹ کے تین کرواروں کو بھی یہاں لے آؤ انہیں یقیناً اب تک ہوش ہیگیا ہو گا اور سنو۔ خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ طریقہ ڈرامہ کسی الیے میں تبدیل ہو جائے۔“ ۔۔۔ جوڑی نے لافٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو لافٹر مسکراتا ہوا مڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تم ان سب کو انھا کر ایک طرف ترتیب سے ڈال دو۔ ان کی بے ترتیبی مادام گارشیا کی نازک طبیعت پر بوجھ بن سکتی ہے۔“ جوڑی نے آنے والوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے ہاں میں بکھرے ہوئے بیووش پڑے ہوئے ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو کھینچ کھینچ کر ایک طرف انکھا کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور کمرے میں تین اور زندہ لاشیں داخل

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوئیں۔ ان تینوں کے ہاتھ ان کے عقب میں بندھے ہوئے تھے ان کے پیچھے لا فڑاندرا خل ہوا۔

”خوش آمدید۔ خوش آمدید۔ یہ اس صدی کا حیرت انگیز عجوبہ ہے کہ لاشیں بھی زندہ ہو رہی ہیں“۔ جوڑی نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم۔ تم عمران ہو“۔ ان میں سے ایک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”عمران تو تمہارے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ میں تو جوڑی ہوں چیف ریڈ ایجنٹ“۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم نے کسی پراسرار طریقے سے بازی الٹ دی ہے۔ مجھے اب اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہے کہ میں نے تمہیں بیہوشی کے دوران ہلاک کیوں کر دیا“۔ آنے والے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہیں احساس ہوئی گیا ہے تو چلو پھر تم دوبارہ جوڑی بن جاؤ۔ میں علی عمران بن جاتا ہوں“۔ جوڑی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی گردن کے قریب چکلی بھری اور پھر ایک ماسک چہرے اور سر سے اتار کر ایک طرف پھینک دیا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا اس کے ماسک اتارتے ہی لا فڑا اور گارشیا نے بھی ماسک اتارنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد وہ سب اپنی اصل شکلوں میں تھے گارشیا کی جگہ جولیا اور لا فڑ کی جگہ صدر کھڑا تھا۔

”ان کے چروں پر موجود ماسک بھی اتار دو صدر۔ ماسک ڈرامے کے تمام کروار اپنی اصل شکلوں میں آ جائیں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے باری باری بعد میں آنے والے تینوں افراد کے چروں پر سے ماسک اتار دیئے۔ اب وہاں جوڑی، گارشیا اور لا فڑ کھڑے ہوئے تھے۔

”تم نے یہ سب کیسے کر لیا۔ تم تو بندھے ہوئے اور بے بس تھے۔ میں نے تو تم لوگوں کو اس طرح باندھا ہوا تھا کہ تم کسی صورت بھی رہا نہ ہو سکتے تھے“۔ جوڑی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ کارنامہ میرے ساتھی کیپشن شکلیل نے سرانجام دیا ہے۔ اس کی کلائی میں ایک لفگن ہے جو بظاہر تو ایک زیبائشی لفگن لگتا ہے لیکن بہر حال اس کے اندر انتہائی تیز بلیڈ لگے ہوئے ہیں تم نے میرے ناخنوں میں موجود بلیڈ تو نکال لئے تھے لیکن تمہیں کیپشن شکلیل کے لفگن کا علم نہ تھا اور نہ تم نے میرے علاوہ وہاں میرے کسی اور ساتھی پر توجہ کی حتیٰ کہ تم نے ان کی تلاشی بھی لینے کی زحمت گوارانہ کی۔

کیپشن شکلیل کی جیب میں انتہائی زور دا شر بیہوش کر دینے والی گیس سے بھرے ہوئے سرخ رنگ کے کیپولوں کی پوری ڈبیہ موجود تھی اور اس کے ساتھ ہی دوسری جیب میں اس کا انشی بھی موجود تھا لیکن اس لفگن میں موجود بلیڈ جھٹکے سے باہر نہ نکلتے تھے بلکہ اس پر لگا ہوا ہم انہیں نکالنے کے لئے باقاعدہ پریس کرنا پڑتا ہے مگر اچانک جھٹکا لگنے سے وہ بلیڈ کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں تم نے ہم لوگوں کو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

واقعی اس انداز میں باندھا تھا کہ ہم کسی طور پر بھی حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اس طرح کیپن شکلیں کے دونوں ہاتھ بھی اس انداز میں بندھے ہوئے تھے کہ وہ کسی طرح بھی کنگن پر موجود اس بٹن کو اپنے انگلیاں موز کر پر لیں نہ کر سکتا تھا۔ اس پر کیپن شکلیں نے ایک نادر پلان بنایا وہ کرسی سمیت اسی بندھی ہوئی حالت میں مینڈک کی طرح اچھلتا ہوا سامنے پڑی ہوئی خالی کرسیوں کی طرف گیا اس نے ایک کرسی کے ساتھ اپنی کرسی کی پشت لگائی اور پھر اپنی کرسی کے پیچھے خالی حصے سے اپنے بندھے ہوئے ہاتھ باہر نکال کر دوسرا کرسی کی لکڑی سے اپنا کنگن نکلا کر اس بٹن کو پر لیا اس طرح کنگن کے بلیڈ باہر آگئے اور وہ دوبارہ کرسی سمیت اپنی جگہ پر آگیا لیکن ابھی اس نے اس بلیڈ سے اپنے ہاتھوں پر بندھی ہوئی ریسیاں کاٹی تھیں کہ تم لوگ آگئے اب کیپن شکلیں کے لئے معمولی سی حرکت کرنا بھی مسئلہ بن گیا اس لئے میں نے تم لوگوں کو بالتوں میں مشغول کر کے اپنی طرف پوری طرح توجہ کر لیا اور کیپن شکلیں نے بہر حال انتہائی محتاط انداز میں ہاتھ اپنی جیب میں ڈال لیا لیکن ایک اور مسئلہ سامنے آگیا کہ کیپن شکلیں نے کھلے کیپول اپنی جیب میں ڈالنے کی بجائے ان کی سیلڈ ڈبیا ہی جیب میں ڈال لی تھی۔ چنانچہ اسے جیب میں ہی اس ڈبیا کی سیل اور ڈبیا کو اس طرح کھولنا پڑا کہ تمہیں اس کا احساس تک نہ ہو سکے اس طرح اسے کافی دیر لگ گئی اور پھر شاید یہ بھی ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس مقامی آدمی قادر خان نے تم سے رحم کی بھیک مانگنی شروع کر دی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اور تم نے اپنی سفاک فطرت کے مطابق اس پر مشین پسل کا فائز کھول دیا اس طرح کیپن شکلیں کو فوری طور پر حرکت کرنے کا موقع مل گیا اور اس نے جیب سے ریڈ کیپول نکال کر زمین پر پھینک دیا نتیجہ یہ کہ تم فوری طور پر بیوش ہو گئے چونکہ اس ساری کارروائی کا صرف مجھے اور کیپن شکلیں کو ہی علم تھا اس لئے ہم دونوں نے سانس روک لئے تھے جبکہ ہمارے باقی ساتھی جو اس ساری کارروائی سے لا علم تھے تمہارے ساتھ ہی بیوش ہو گئے جب اس گیس کے اثرات ختم ہوئے تو کیپن شکلیں نے اس کنگن کی مدد سے اپنی باقی ریساں کاٹیں اور آزادی جیسی نعمت حاصل کر کے اس نے از راہ مہربانی مجھے بھی اس نعمت سے بہرہ در کر دیا اور ظاہر ہے اس کے بعد ہم نے اپنے ساتھیوں کی ریساں کاٹیں اور انہیں ہوش دلایا اور پھر اس تھہ خانے سے نکل کر ہم نے امین غوری اور اس کے ساتھیوں کا خاتمه کیا اور پھر تم سمیت ہم وہاں سے اپنے اڈے پر واپس پہنچ گئے۔ چنانچہ اس کے بعد معاملات آسان ہوتے چلے گئے میں نے تمہاری آواز اور لمحے میں فون کر کے سنتر کے انچارج ڈاکٹر فلپر سے بات کی اور اسے بتایا کہ ہم نے نے کھلے کیپول اپنی جیب میں ڈالنے کی بجائے ان کی سیلڈ ڈبیا ہی جیب میں ڈال لی تھی۔ چنانچہ اسے جیب میں ہی اس ڈبیا کی سیل اور ڈبیا کو اس طرح کھولنا پڑا کہ تمہیں اس کا احساس تک نہ ہو سکے اس طرح اسے کافی دیر لگ گئی اور پھر شاید یہ بھی ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس مقامی آدمی قادر خان نے تم سے رحم کی بھیک مانگنی شروع کر دی

لاشوں کی موجودگی پر قدرے پھکچایا لیکن پھر اس نے اجازت دے دی
پھر اس نے پیش وین اپنے ڈرائیور سمیت ہمارے پاس بھج دی
چونکہ مجھے معلوم تھا کہ اس سفر کے کمپیوٹر میں یہ خاصیت ہے کہ وہ
میک اپ کو چیک کر سکتا ہے اس لئے مجھے مجبوراً ماسک میک اپ کا
سوار لیتا پڑا۔ چنانچہ تمہیں اور تمہارے ساتھوں پر ہم نے اپنا ماسک
میک اپ کر دیا اور اپنے آپ پر تمہارا۔ اور میرے ساتھی بھی
تمہارے ساتھ لاشوں کی صورت میں رہے اور پھر ہم سب اس وین
میں سوار ہو کر یہاں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تم تینوں کو علیحدہ
کمرے میں رکھا گیا جبکہ ہمارے تین ساتھی جو لاشوں کی صورت میں
تھے علیحدہ کرے میں پہنچا دیئے گئے۔ پھر ڈاکٹر فلخر نے یہاں جشن کا
اهتمام کیا میں نے انہیں بتایا کہ اس جشن مسرت کو مزید لچکپ اور
رنگیں بنانے کے لئے ہم نے دو ایکٹ کا ڈرامہ بھی تیار کیا ہے جس
کے پہلے ایکٹ میں تین ساتھی اندر لائے گئے جو لاشوں کی صورت میں
سفر میں داخل ہوئے تھے اور جواب پر اسرار طور پر زندہ ہو گئے تھے
چنانچہ ڈاکٹر فلخر اور اس کے ساتھی ان زندہ لاشوں کو دیکھ کر حیران رہ
گئے اور ان کی دو ساتھی عورتیں تو زندہ لاشوں کو دیکھتے ہی خود بخود
بیووش ہو گئیں جبکہ باقی افراد کو ہم نے ریڈ کیپوں توڑ کر بیووش کر دیا
اور پھر تم تینوں کو یہاں لایا گیا تاکہ تم تینوں ریڈ ایجنت اپنی آنکھوں
سے دیکھ سکو کہ تمہارا یہ سفر جسے ناقابل تسبیح بنا دیا گیا تھا کس طرح تباہ
ہوتا ہے۔ عمران نے پوری تفصیل سے سارا پس منظر بتاتے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوئے کہا تو جوڑی، مادام گارشیا اور لافڑ تینوں کے چہرے یہ ساری
تفصیل سن کر حیرت سے بگڑے ہوئے نظر آنے لگے۔

”تم۔ تم واقعی دنیا کے شاطر ترین لوگ ہو۔“— جوڑی نے ایک
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم بھی ریڈ ایجنت ہو۔ ایکریمیا کے انتہائی تربیت یافتہ اور خوفناک
ترین ایجنت سمجھے جاتے ہو۔ میں تمہیں اس لئے ساتھ لایا تھا کہ ہو
سکتا ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد تم بھی اپنے آپ کو منوا سکو۔ اور
اب تمہیں میری طرف سے پوری اجازت ہے کہ تم اگر چاہو تو
چھوٹیں بدلنے کی کوشش کر سکتے ہو۔“— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”اگر میں تم سے ایک درخواست کروں تو کیا تم میری درخواست
مانو گے؟“— اچانک گارشیا نے بڑے لاذ بھرے لمحے میں کہا تو وہ
سب چونک کر گارشیا کی طرف دیکھنے لگے۔ جو لیا نے گارشیا کا لمحہ سنتے
ہی پے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔

”کیسی درخواست۔ اب درخواستوں کا موقع نہیں رہا مادام گارشیا۔
تمہیں معلوم ہے کہ تم لوگوں کو یہی تربیت دی جاتی ہے جو درخواست
کرتے ہیں جو منتوں پر اتر آتے ہیں یا جو رحم کی بھیک مانگنا شروع کر
دیتے ہیں وہ بزول ہوتے ہیں اور تمہارے تربیتی نصاب میں بزول کو
زندہ ہونے کا حق نہیں دیا جاتا۔ تم نے خود دیکھا کہ جیسے ہی ہمارے
گائیڈ قادر خان نے جوڑی سے درخواست اور منت کی جوڑی نے فوراً

کے آئندہ اگر تم نے میری باتوں میں مداخلت کی تو تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ سمجھے۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا تو تنویر بے اختیار ہونٹ بھینچ کر رہا گیا۔

”تمہارا ساتھی تنویر درست کہہ رہا تھا۔ فطری طور پر تو ایسا ہی ہوتا ہے تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ تم اس سے بھی کوئی نہ کوئی مفاد حاصل کرنے کے خواہش مند ہو گے۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم کیا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہو؟۔۔۔ جوڑی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ اب مزید کیا مفاد حاصل ہونا ہے۔ دراصل تم ریڈ ایجنسٹ ہو اور سرفی سفارکی کی نشانی ہوتی ہے جبکہ میں سیدھا سادھا وائٹ ایجنسٹ ہوں۔ مجھے سفارکی سے نفرت ہے اور جو کچھ تنویر یا تم کہہ رہے ہو اس طرح بے بس اور بیوش افراد کو گولیاں مارنا اور اس طرح قتل عام کرنا مجھے ذاتی طور پر پسند نہیں ہے اس لئے میں مجبوراً یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ اگر تم اپنی ذہانت سے یہاں سے نکل جانے اور سنتر کو بچانے میں کامیاب ہو جاؤ تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا اور اگر تم ایسا نہ کر سکو تو پھر مجھے تمہاری موت پر بہر حال کوئی افسوس نہ ہو گا اور میں تمہیں اس وقت تو بیوش کر رہا ہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی تربیت یافتہ افراد ہو اس لئے تمہیں خود بخود ہوش آجائے گا اس کے بعد ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو بھی تم ہوش میں لا سکتے ہیں ان لوگوں کو زندہ چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟۔۔۔ اچانک تنویر نے غسلے لجھے میں کہا۔

ہی اس پر فائز کھوں دیا تھا اس لئے درخواست کی ضرورت نہیں۔ میں تو تمہیں کھلی آفر کر رہا ہوں اور وہ یہ کہ میں اور میرے ساتھی تم سمیت یہاں موجود سب افراد کو اسی حالت میں چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں ہم یہ سنٹر باہر جا کر ہی تباہ کریں گے اگر اس دوران تم اپنے آپ کو ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو سنٹر سمیت بچا سکتے ہو تو بچا لینا۔ درنہ جب سنٹر تباہ ہو گا تو پھر سنٹر کے ساتھ یہ مشینزی، ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھی اور تم سب ختم ہو جاؤ گے۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”کیا تم واقعی ایسا کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟۔۔۔ جوڑی نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کہا اور نہ صرف جوڑی اور اس کے ساتھیوں کے چہوں پر بلکہ عمران کے اپنے ساتھیوں کے چہوں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ہا۔ ظاہر ہے میں یہاں رہ کر اس سنٹر کو تباہ کیسے کر سکتا ہوں۔ اس طرح تو میں اور میرے ساتھی بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں گے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”یہ غلط فیصلہ ہے۔ ہم ان سب افراد کو ہلاک کر کے اور مشینزی تباہ کر کے بھی باہر جاسکتے ہیں اور پھر باہر سے سنٹر کو مکمل طور پر تباہ کر سکتے ہیں ان لوگوں کو زندہ چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟۔۔۔ اچانک تنویر نے غسلے لجھے میں کہا۔

”تم خاموش رہو تنویر۔ ٹیم لیڈر میں ہوں تم نہیں اور یہ بھی سن لو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس کے ساتھیوں کے قدموں میں پھینک دیا اور خود سانس روک لیا
اس کے ساتھیوں نے بھی سانس روک لئے اور دوسرے لمحے جوڑی،
لافڑ اور مادام گارشیا تینوں لہراتے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو
گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر اس نے
زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے تو اس کے سارے ساتھیوں
نے بھی سانس لینے شروع کر دیئے۔

”یہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا“۔۔۔ جولیا
نے سانس ہمارے ہی غصیلے لمحے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کے ذہن میں کوئی خاص پوائنٹ
ہے جس کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے“۔۔۔ صدر نے کہا۔

”آپ ڈپٹی چیف ہیں آپ خود فیصلہ کر سکتی ہیں“۔۔۔ تنوری نے
جولیا کو شہد دیتے ہوئے کہا۔

”بس یا کسی اور نے بھی بات کرنی ہے“۔۔۔ عمران نے سرد لمحے
میں کہا۔

”اس بات پر تم آخر اس قدر غصہ کیوں کھارہے ہو۔ تم کھل کر
ہمیں بتاؤ کہ تمہارے ذہن میں کیا ہے“۔۔۔ جولیا نے بھی جھلانے
ہوئے لمحے میں کہا۔

”تم یہی چاہتے ہو کہ تنوری میں گن انھائے اور یہاں موجود سب
افراد کو گولیوں سے بھون ڈالے اس کے بعد میں گن کی مدد سے تمام
مشینزی تباہ کر دی جائے اور پھر ہم اطمینان سے کامیابی کے طبل بجا تے

ہوئے واپس پاکیشیا پہنچ جائیں“۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لمحے
میں کہا۔

”ہاں۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ آخر ہم آئے بھی تو یہی مشن مکمل
کرنے ہیں“۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب دورانیشی سے کام لے رہے
ہیں“۔۔۔ اچانک صالحہ نے کما تو سب چونک ک صالحہ کی طرف دیکھنے
لگے۔

”کیسی دورانیشی“۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ شاید نہیں چاہتے کہ جب ایکری ہمیں حکام یہاں اس سنٹر کا مطلبہ
انھائیں تو انھیں یہاں سے گولیاں لگی ان کی لاشیں ملیں اور مشین
گنوں سے تباہ شدہ مشینزی ملے۔ یہ چاہتے ہیں کہ سنٹر اس طرح تباہ ہو
کہ جیسے مشینزی میں کسی نقص کی وجہ سے یہ سنٹر تباہ ہوا ہے۔ اس
طرح یہ تباہی قدرتی سمجھی جائے گی“۔۔۔ صالحہ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ایکری ہمیں حکام کو علم ہے کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس اس سنٹر کے خلاف کام کر رہی ہے اسی لئے تو انہوں
نے اس کی حفاظت کے لئے ریڈ ایجنٹ بھیجے ہیں اور ہم تو ان کے ہاتھ
لگ گئے تھے۔ اگر کیپشن شکلیں اس بار کام نہ دکھاتا تو کیا یہ جوڑی،
گارشیا اور لافڑ ہمیں زندہ چھوڑ دیتے“۔۔۔ جولیا نے کہا۔

”بات تو تمہاری نہیں ہے۔ میری سمجھ میں تو یہی بات آئی تھی جو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ایکریمیا کے حکام کو خوفزدہ کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی ہے میرے منصوبے کے مطابق ہم یہاں سے چلے جائیں گے اس کے بعد ظاہر ہے کہ جوڑی اور اس کے ساتھی ہوش میں آجائیں گے یہاں سے جاتے ہوئے میں ماہر کمپیوٹر کو اس انداز میں ایڈ جست کر دوں گا کہ یہ پورا سنشر مکمل طور پر سیلڈ ہو جائے گا اندر موجود کوئی آدمی کسی صورت بھی باہر نہ جاسکے گا اس لئے لامحالہ جوڑی یہاں سے نکلنے کے لئے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کرے گا اور پھر اسے سارے حالات خود تفصیل سے بتانے پڑیں گے اس کے بعد ظاہر ہے ہم نے اس سنشر کو باہر سے تباہ کرونا ہے اس طرح اعلیٰ حکام تک یہ بات پہنچ جائے گی کہ لمب سنشر کی مشینری کو ہم اس حد تک سمجھ پھے ہیں کہ اسے باہر سے بھی بغیر کسی جدوجہد کے تباہ کیا جا سکتا ہے یہ بات انہیں آئندہ پاکیشیا کے خلاف سنشر بنانے سے روکے رکھے گی مرتا تو بہر حال ان لوگوں نے دیے بھی ہے اور دیے بھی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ بات تو انہیں بھی معلوم ہو جائے گی کہ تم نے یہاں بم نصب کر دیا ہے اور اس بم کو فائز کر کے تم اس سنشر کو تباہ کرو گے۔ پھر وہ کیوں خوفزدہ ہوں گے۔“ جولیا نے کہا۔

”میں یہاں کوئی بم نصب نہیں کروں گا کیونکہ یہاں کے حفاظتی اقدامات ایسے ہیں کہ یہاں بم فوری طور پر ٹریس ہو جائے گا۔ میں اسے کسی اور طرح سے تباہ کرنے کے بارے میں سوچوں گا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”میں نے بتاوی۔“ صاحب نے قدرے شرمندہ سے لجھے میں کہا۔ ”جبکہ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب ایکریمیا کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اگر انہوں نے اس علاقے میں یا کسی بھی علاقے میں پاکیشیا کے خلاف ایسا سنشر دوبارہ قائم کیا تو عمران کے لئے اسے تباہ کرنا مزید آسان ہو جائے گا اس طرح وہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی سنشر بنانے سے باز رہیں گے۔“ اب تک خاموش کھڑے ہوئے کیپن شکلیل نے کہا تو عمران نے حیرت بھری نظروں سے کیپن شکلیل کی طرف دیکھا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر تم بھی میری طرح تھوڑے سے احمد بن جاؤ تو میرے صحیح جانشین بن سکتے ہو۔ تمہارا مسئلہ صرف اتنا ہے کہ تم ضرورت سے کچھ زیادہ عقل مند بن گئے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ تو کیا کیپن شکلیل درست کہہ رہا ہے۔“ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”ہا۔ اس نے صحیح سوچا ہے اس آدمی کی ذہانت سے مجھے اب خوف آنے لگا ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ سب کچھ تو عام حالات میں ہوتا چاہئے لیکن یہ مسئلہ صرف سنشر کی تباہی سے حل نہیں ہو گا ایکریمیا کے پاس نہ ہی وسائل کی کمی ہے نہ مشینری کی اور نہ ہی سائنس دانوں کی۔ اس سنشر کی تباہی کے بعد وہ دوسرا اور دسرے کے بعد تیسرا سنشر بن سکتے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ ہم ان کے ہر سنشر کو اسی انداز میں تباہ کر لینے میں کامیاب ہو جائیں اس لئے میں نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”سوچو گے۔ کیا مطلب۔ ابھی تم نے اس بارے میں سوچا ہی نہیں۔“— جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لمحے میں کما۔

”سوچنے کے لئے ابھی برا وقت پڑا ہے ایسی بھی کیا جلدی ہے۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نمیں۔ میں یہ مشن اس طرح اندازوں پر نہیں چھوڑ سکتی۔“

”تویر“— جولیا نے یکنخت سرد لمحے میں کما اور پھر وہ تویر سے مخاطب ہو گئی۔

”لیں“— تویر نے بڑے مستعد انداز میں بواب دیا۔

”جوڈی اور اس کے ساتھیوں کو گولوں سے اڑا دو“— جولیا نے تھکمانہ لمحے میں کما۔

”تم خاموش رہو۔ تم نے ضرورت سے زیادہ اسے سرچ چھار کھا ہے۔ میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ درست ہے۔ میں خود چیف کو جواب دے لوں گی۔“— جولیا نے غصیلے لمحے میں کما۔

”تم خاموش رہو صدر۔ مس جولیا واقعی سیکرٹ سروس کی ڈپنی چیف ہے اور بہر حال ڈپنی چیف کو بھی وہی اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو چیف کو ہوتے ہیں۔“— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اس دوران تویر نے سیل کھول کر تھیلے کے اندر موجود مشین پسل بہرنکال لیا۔

”پھر کیا حکم ہے۔“— تویر نے مشین پسل ہاتھ میں لیتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں اپنا حکم دو ہرانے کی عادی نہیں ہوں۔“— جولیا نے اسی طرح غصیلے لمحے میں کہا تو تویر نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسل کا رخ ایک طرف فرش پر بیو ش پڑے ہوئے جوڈی، گارشیا اور لافڑکی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا لیکن دوسرے لمحے جب مشین پسل سے فائرنگ کی بجائے صرف ٹریچ ٹریچ کی آوازیں نکلنے لگیں تو تویر بے اختیار اچھل پڑا۔ جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے چروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ عمران اطمینان بھرے انداز میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ تویر نے جلدی سے پسل کا میگزین چیک کیا۔ میگزین موجود تھا اور فل تھا اس نے دوبارہ میگزین لوڈ کیا اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا لیکن اس بار بھی وہی ٹریچ ٹریچ کی ہی آواز سنائی دی۔

”لیں مس جولیا۔ آپ نے درست فیصلہ کیا ہے۔“— تویر نے صرت بھرے لمحے میں کما اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک تھیلا ساتھا جس کا منہ باقاعدہ سیلڈ تھا۔ یہ سیاہ رنگ کا تھیلا ایک خاص قسم کے کانڈے سے تیار کیا گیا تھا تاکہ اس کے اندر موجود اسلحہ تک چینگ ریز داخل نہ ہو سکیں یہی وجہ تھی کہ وہ اسلحے سمتی اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور ماشر کمپیوٹر اسلحے کو چیک نہ کر سکا تھا۔ تویر نے تھیلے کی سیل کھونا شروع کر دی۔

”مس جولیا۔ عمران صاحب نیم کے لیڈر ہیں۔“— صدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ۔ یہ فائز کیوں نہیں ہو رہا۔"۔۔۔ تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کما۔

"انسان تو ٹیم لیڈر سے بغاوت کر سکتے ہیں۔ اسلحہ بہر حال نہیں کر سکتا۔"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کما۔

"کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟"۔۔۔ جولیا نے بھی حیران ہوتے ہوئے کما۔ اس نے عمران کے طنزیہ فقرے کو نظر انداز کر دیا تھا۔

"یہاں کے حفاظتی اقدامات ایسے ہیں میں جولیا کہ یہاں اسلحہ کام نہیں کر سکتا تھیں معلوم ہی نہیں کہ یہاں کس قدر زبردست سامنی انتظامات کئے گئے ہیں یہ تو ہماری خوش قسمتی تھی کہ جوڑی اور اس ساتھی ہمارے ہاتھ لگ گئے اور ڈاکٹر فلپر نے خود ہی اس جشن مرثت کی وجہ سے ہمیں یہاں آنے کی اجازت دے دی ورنہ تو ہم ساری عمر سر ہٹکتے رہتے تب بھی اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے تو تنویر خیبر سے یہاں موجود سب عورتوں اور مردوں کو ذبح کر سکتا ہے۔"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کما تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تم نے مجھے پہلے یہ بات کیوں نہیں بتائی تھی؟"۔۔۔ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کما۔

"جو لوگ فیصلے کرتے ہیں وہ کسی سے باتیں پوچھ کر نہیں کیا کرتے تھیں چاہئے تھا کہ تم پہلے یہاں نصب مشینری کو چیک کرتیں۔ یہاں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے حفاظتی اقدامات سے واقفیت حاصل کرتیں اس کے بعد فیصلہ کرتیں۔"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تنویر کو حکم دے دوں گی کہ وہ ان سب کو خیبر سے ہلاک کر دے بشرطیکہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں سے باہر جانے کے بعد تم نے سنتر کو تباہ کرنے کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"۔۔۔ جولیا نے کما۔

"سب کو نہ سمجھی۔ ان تینوں کا تو خاتمه بہر حال ضروری ہے۔"۔۔۔ تنویر نے کما۔

"چلو یہ بھی کر دیکھو۔"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کما تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ کیا خیبر بھی یہاں کام نہیں کرے گا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟"۔۔۔ جولیا نے کما۔

"تنویر کے پاس خیبر ہے۔ وہ اسے نکال کر تجربہ کر دیکھے۔"۔ عمران نے کما۔

"تنویر۔ ان تینوں کو خیبر سے ہلاک کر دو۔"۔۔۔ جولیا نے بھنانے ہوئے لبجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کما۔ وہ بھی شاید اب ضد پر اتر آئی تھی اور تنویر نے مشین پیش جیب میں ڈالا اور پھر کوٹ کی اندر دنی جیب سے ایک تیز دھار خیبر نکالا ہی تھا کہ یکنہت اس کے ہاتھ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور کنک کی آواز سے اس کے ہاتھ سے خیبر نکل کر اپر چھٹ سے نکرا یا اور اس طرح چھٹ کے اندر غائب ہو گیا

کیا مطلب۔ یہ دو لہا اور ہنی مون کماں سے آگیا۔— جولیا ساختی حرمت سے منہ پھاڑے اسے اس طرح غائب ہوتا رکھتے رہ گئے۔

”تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ میں جو چاہوں اور جس طرح چاہوں کروں۔ تمہاری طرف سے اجازت ہے اور تنور نے بھی کہہ دیا ہے کہ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہاں گواہ بھی موجود ہیں اور جناب قاضی صدر صاحب بھی۔— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جولیا کے چہرے پر شرم آلو و سرفی کی پھیلتی چلی گئی۔

”تم ایسا کر کے تو دیکھو۔ میں واقعی گولی مار دوں گا۔— تنور نے سخت لمحے میں کہا۔

”یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ بیووش افراد کو تو گولی مار نہیں سکتے۔— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور اس بار کمرہ بے اختیار قمقموں سے گونج انھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جیسے چھت کے اندر جذب ہو گیا ہو اور تنور اور جولیا اور دوسرے ساختی حرمت سے منہ پھاڑے اسے اس طرح غائب ہوتا رکھتے رہ گئے۔

”اب معلوم ہو گیا ہے تمہیں کہ تم کس مائپ کے سفر میں موجود ہو۔ ایکریکین حکام پر بس پاکیشیا سیکٹ سروس کار عبد پڑا ہوا ہے کہ انہوں نے خوفزدہ ہو کر ریڈ ایجنت یہاں بھجوادیے ورنہ تو انہیں شاید اس کی ضرورت ہی نہ محسوس ہوتی۔— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ واقعی یہ سب کچھ انتہائی حرمت انگلیز ہے۔ ٹھیک ہے آئیں سوری واقعی جو کچھ تم سوچ سکتے ہو وہاں تک میرا ذہن نہیں جا سکتا تم جو چاہو اور جس طرح چاہو کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔— جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم کیا کہتے ہو تنور۔— عمران نے تنور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں جولیا نے جو کہا ہے ظاہر ہے درست ہے۔— تنور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو اب تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سوچ لو۔ ایمانہ ہو کہ پھر بعد میں مشین پشنل اور خنجر اٹھائے مجھے ڈھونڈتے پھر اور بیچارہ دو لہا ہنی مون منانے کی بجائے چھپتا پھرے۔— عمران نے کہا تو تنور اور جولیا دونوں ہی عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

ساتھ ساتھ میں، 'گارشیا' لافڑ اور سنتر کے تمام افراد بھی ختم ہو جائیں گے۔۔۔ جوڑی نے اسی طرح مایوسانہ لجھے میں کما۔

"کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ کیا تم واقعی جوڑی بول رہے ہو؟"۔۔۔ چیف نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کما۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"میں اس وقت ساک سنتر سے ہی بات کر رہا ہوں چیف۔ عمران نے ہمیں اس طرح سنتر کے اندر بند کر دیا ہے کہ باوجود کوشش کے ہم اس سنتر سے باہر کسی صورت بھی نہیں نکل سکے۔ یہاں کے انچارج ڈاکٹر فلخ نے بھی اپنی پوری کوشش کر لی ہے لیکن سیلہ سنتر کو وہ بھی کسی طرح بھی نہیں کھوں سکا اور عمران باقاعدہ دھمکی دے کر گیا ہے کہ وہ باہر سے سنتر کو تباہ کر دے گا اور ہم سنتر سمیت ہی ہلاک ہو جائیں گے۔۔۔ جوڑی نے اسی طرح مایوسانہ لجھے میں کما۔

"یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ کھل کر بات کرو"۔۔۔ چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کما تو جوڑی نے اسے مارٹن کی اچانک دafa شر آمد سے لے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری تک پوری تفصیل بتا دی۔

"پھر۔ پھر تم اس قدر بے بس کیوں ہو گئے ہو۔ تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیوں نہیں کیا؟"۔۔۔ چیف نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کما۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ٹلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے چیچے رویالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ریڈ ایجنٹ کے چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھالیا۔ "یہ"۔۔۔ چیف نے سرد لجھے میں کما۔

"بہادرستان سے جوڑی کی کال ہے چیف"۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی تو چیف چونک کر سیدھا ہو گیا اس کے چھرے پر اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کراو بات"۔۔۔ چیف نے انتہائی اشتیاق بھرے لجھے میں کما۔ "ہیلو۔ جوڑی بول رہا ہوں چیف"۔۔۔ چند لمحوں بعد جوڑی کی آواز سنائی دی لیکن اس کا لجھ سنتے ہی چیف ایک بار پھر چونک پڑا۔

"یہ تم کس لجھ میں بات کر رہے ہو۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیا سنتر تباہ ہو گیا ہے؟"۔۔۔ چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کما۔

"ابھی تباہ تو نہیں ہوا لیکن بہر حال یہ تباہ ہو جائے گا اور اس کے

مکارے سے رگڑ کر کائیں اور میں نے اپنے آپ کو آزاد کر لیا اس کے بعد میں نے گارشیا اور لافڑ کو بھی آزاد کر دیا وہیں مجھے عمران کی طرف سے ایک رقد بھی مل گیا جس کے ساتھ گیس کا انٹی محلول بھی موجود تھا اس رفتے میں یہی درج تھا کہ وہ حسب وعدہ جا رہا ہے اور انٹی محلول بھی چھوڑے جا رہا تاکہ اس کی مدد سے ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لا یا جاسکے بہر حال میں نے اس محلول کی مدد سے ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو ہوش دلایا تو ڈاکٹر فلپر سے پتہ چلا کہ عمران نے میرے نام سے اسے کال کر کے کما تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور اب وہ سفر میں جشن کامیابی مناتا چاہتے ہیں چنانچہ اس نے اجازت دے دی اور حفاظتی انتظامات آف کر دیئے اور دین بھیج دی جب وین انہیں لے کر واپس آئی تو حفاظتی انتظامات دوبارہ آن کر دیئے گئے۔ اس کے بعد جشن منایا گیا اور پھر جو لاشیں وہ اپنے ساتھ لائے وہ زندہ ہو کر آگئیں جس پر اس کے سفر میں کام کرنے والی دونوں عورتیں بیویوں ہو گئیں اس کے بعد اچانک وہ سب بھی بیویوں ہو گئے میرے کہنے پر ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں نے حفاظتی انتظامات چیک کئے تو وہ مسلسل کام کر رہے ہیں سفر کی تمام مشینری چیک کی گئی تو تمام مشینری باقاعدہ کام کر رہی تھی۔ عمران نے کسی چیز کو بھی نہ چھیڑا تھا چونکہ عمران مجھے کہ کر گیا تھا کہ وہ باہر جا کر سفر کو تباہ کرے گا اس لئے وہ لامحالہ اندر کوئی نہ کوئی واڑیں کنشروں بم نصب کر گیا ہو گا لیکن ڈاکٹر فلپر نے بتایا کہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"عمران اور اس کے ساتھیوں کو میں نے اس انداز میں رسیوں سے جکڑا ہوا تھا کہ وہ کسی صورت بھی رہا نہ ہو سکتے تھے۔ رہائی تو ایک طرف وہ حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے میں نے عمران کے ہاتھوں سے بلیڈ اتار لئے تھے حتیٰ کہ میں نے اس کے بوٹ بھی اتار لئے تھے پھر میں نے مشین پیش لے کر ان پر فائز بھی کھولا تھا لیکن جیسے ہی میں نے ٹریگر دبایا میرے ذہن پر انتہائی پراسرار طور پر تاریکی چھا گئی۔ پھر یہ تاریکی دور ہوئی تو میرے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے اور میرے چہرے پر عمران کے ایک ساتھی کا ماسک چڑھا ہوا تھا اسی طرح میرے ساتھ گارشیا اور لافڑ بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں بندھے ہوئے موجود تھے اور ہم ماسک سفر کے اندر تھے۔ پھر جب ہمیں عمران کے ساتھی ایک بڑے ہائل میں لے گئے تو وہاں ڈاکٹر فلپر اور سفر کے تمام افراد بیویوں پرے ہوئے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی ہمارے میک اپ میں موجود تھے جبکہ اس کے چند ساتھیوں کے جسموں پر خون کے دھبے نظر آ رہے تھے عمران نے مجھے کہا کہ وہ چونکہ رحمہل آدمی ہے اس لئے وہ خود ہمیں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا اس لئے وہ ہمیں بیویوں کر کے چلا جائے گا اور پھر باہر سے سفر کو تباہ کر دے گا اگر ہم چاہیں تو ہم اس دوران سفر سے نکل سکتے ہیں اس کے بعد ہمیں دوبارہ بیویوں کر دیا گیا پھر جب مجھے ہوش آیا تو واقعی عمران اور اس کے ساتھی سفر سے جا چکے تھے میں نے اپنے ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسیاں ایک مشین۔"

یہاں کوئی بارودی بم کام نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اسلحہ کام کر سکتا ہے اور کھلا لوہا بھی یہاں چھٹ سے چپک کر غائب ہو جاتا ہے لیکن میرے اصرار پر کہ شاید عمران کوئی شعاعی بم نصب کر گیا ہو پورے سنتر کی انتہائی تفصیلی چینگ کی گئی لیکن کسی قسم کا کوئی بارودی یا شعاعی بم یا ڈائنا میٹ وغیرہ کچھ بھی نہ ملا۔ بنظر صاف تھا۔ جب میں نے ڈاکٹر فلپر سے کہا کہ وہ راستہ کھولے تاکہ ہم اس عمران کے پیچے باہر جائیں تب معلوم ہوا کہ تمام راستے سیلڈ ہو چکے ہیں اور کمپیوٹر انہیں کسی طرف بھی نہیں کھول پا رہا۔ ڈاکٹر فلپر کمپیوٹر کا ماہر ہے اس نے اپنے طور پر لاکھ کوشش کی ہے لیکن بے سودا۔ اس طرح ہم سب اس چوہے دان کے اندر پھنس کر رہے گئے ہیں۔ ڈاکٹر فلپر نے فون کر کے ایکریمیا میں اس ماسٹر کمپیوٹر بنانے والی کمپنی کے چیف انجینئر سے بات کی اور اسے ساری صورت حال بتائی تو اس نے اس بات پر یقین کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ بہر حال میرے بات کرنے پر اس نے ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" چیک کرنے کے لئے کہا کہ کہیں اس میں تو تبدیلی نہیں کر دی گئی۔ ڈاکٹر فلپر نے چیک کیا لیکن وہ بھی نتھیک تھی۔ اب وہ بھی بے بس ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہر طرف سے مایوس ہو کر اب میں آپ کو کال کر رہا ہوں۔— جوڑی نے تفصیل بتاتے ہوئے

"تمہارا مطلب ہے کہ اب باہر سے ان راستوں کو کھولا جائے یا انہیں توڑا جائے۔"— چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"میری ڈاکٹر فلپر سے بات ہوئی ہے اس کا کہنا ہے کہ باہر سے چاہے سنتر پر ایتم بم کیوں نہ مار دیا جائے اس کا راستہ نہیں کھل سکتا۔"— جوڑی نے جواب دیا۔

"پھر آخر کیا ہو گا۔ کس طرح مسمیں وہاں سے رہا کرایا جا سکتا ہے۔ اور کس طرح اس سنتر کو تباہ ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔"— چیف نے جنبھلائے ہوئے لمحے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف۔ آپ اعلیٰ حکام کے نوٹس میں یہ بات لے آئیں تاکہ وہ ماہرین سے مشورہ کر کے اس کا کوئی حل نکالیں لیکن یہ کام جلدی سے جلدی ہونا چاہئے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ماہرین سوچتے ہی رہ جائیں اور سنتر تباہ ہو جائے۔"— جوڑی نے کہا۔

"لیکن جب اس کے اندر کوئی بم ہی نہیں ہے تو پھر یہ سنتر تباہ کیسے ہو گا۔ عمران نے خالی دھمکی، ہی دی ہے۔"— چیف نے کہا۔

"جب اس نے مشینری کو چھیڑا تک نہیں پھر بھی راستے سیلڈ ہو چکے ہیں تو عمران کسی پراسرار طریقے سے سنتر کو بھی تباہ کر سکتا ہے چیف۔ وہ مافق الفطرت انسان ہے۔"— جوڑی نے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔

"اوکے۔ نتھیک ہے۔ میں جلد از جلد اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالتا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔"— چیف نے کہا اور رسیور کر کر اس نے

بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر عمران نے کیا گیم کھیلی ہے اور اس طرح چیف ریڈ ایجنٹ کو

اس حد تک بے بس کر دیا ہے اور کیوں اس نے ایسا کیا ہے"۔ چیف کے ذہن میں مسلسل یہ سوال لکھ رہے تھے کہ اچانک فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو چیف نے برسے ایک ہاتھ ہٹایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"لیں"۔ چیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سرپاکیشا سے ایک صاحب علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ان کی آپ سے فوری بات نہ کرائی گئی تو ایکریمیا اور ریڈ ایجنٹی کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا"۔ دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ کیا اس نے آفس فون پر کال کی ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ بغیر کوڈ دوہرائے بات کر سکے"۔ چیف نے انتہائی حیرت بھرے لجئے میں کہا۔

"اس نے آپ کے مخصوص ذاتی نمبر پر کال کی ہے جناب اور جب میں نے اس سے یہ بات پوچھی کہ اسے اس نمبر کا کیسے علم ہے تو اس نے کہا کہ وہ آپ کو ذاتی طور پر بھی جانتا ہے"۔ دوسری طرف پی اے نے مودبانہ لجئے میں کہا۔

"اوہ یہ تو واقعی ما فوق الفطرت انسان ہے۔ ٹھیک ہے کراو بات۔ جلدی کراو"۔ چیف نے اس بار قدرے بوکھلانے ہوئے لجئے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران اور اس کے ساتھی واقا میں خرم کالونی کی اسی کوٹھی میں موجود تھے جس میں سے وہ جوڑی اور اس کے ساتھی بن کر سچیل دیگن میں سامسک سفر گئے تھے یہ کوٹھی عمران نے سافٹ کارز کے بہادر خان کی مدد سے پہلے ہی حاصل کر رکھی تھی اس لئے امین غوری کے قوہ خانے سے نکل کر وہ سیدھے یہاں پہنچے تھے اور پھر یہیں سے انہوں نے سامسک سفر کے ڈاکٹر فلپر سے رابطہ کر کے باقی کارروائی کی تھی اور اب بھی سامسک سفر سے وہ اسی وین کے ذریعے ہی واپس یہاں پہنچے تھے اس وقت وہ سب ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھے کمرے میں ایک میز پر ایک چھوٹی سی مشین موجود تھی جس پر کئی بلب جل بجھ رہے تھے لیکن مشین میں سے سوائے ہلکی سی زوں زوں کے اور کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چڑے پر گمراہی سنجیدگی تھی۔ مشین کے ساتھ ہی فون پڑا ہوا تھا

”اب کیا ہو گا اور یہ کس قسم کی مشین ہے“۔۔۔ جو لیانے کما۔
”وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا تو نیر لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا
ہے“۔۔۔ عمران نے شعر کو اٹ کر اور اس میں تحریف کر کے
پڑھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”ہمیں یہاں پہنچ ہوئے دو گھنٹے ہو چکے ہیں اور ابھی تک کچھ نہیں
ہو سکا تو اور کیا ہو گا۔ اچھا خاصاً مشن برپا کر کے رکھ دیا ہے اس فلاسفہ
نے“۔۔۔ نوری نے جھلانے ہوئے لجھ میں کہا لیکن اس سے پہلے
کے مزید کوئی بات ہوتی مشین سے اچانک اس طرح کی آواز نکلنے لگی
جیسے فون کی گھنٹی بج رہی ہو اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی سارے
ساتھی بھی چونک کر سیدھے ہو گئے پھر دوسری طرف سے رسیور
انھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر فلپر بول رہا ہوں بہادرستان کے ساکن ستر سے۔ ڈاکٹر
آرنلڈ سے بات کرائیں“۔۔۔ ڈاکٹر فلپر کی آواز سنائی دی اور وہ
سب چونک پڑے جبکہ عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی
تھی۔

”لیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ بول رہا ہوں“۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک
بھاری سی آواز سنائی دی اور پھر ڈاکٹر فلپر اور ڈاکٹر آرنلڈ کے درمیان
گفتگو شروع ہو گئی اور عمران کے ساتھیوں کے چروں پر پریشانی کے
تاثرات نمودار ہونے لگ گئے کیونکہ گفتگو سے انہیں معلوم ہو گیا تھا
کہ ڈاکٹر آرنلڈ اسی کمپنی کا چیف انجینئر ہے جس نے ساکن ستر کی

مشینی اور ماشر کمپیوٹر تیار کیا ہے اور ڈاکٹر فلپر اس ڈاکٹر آرنلڈ کو بتا
رہا تھا کہ ستر کے سارے راستے سیلڈ ہو گئے ہیں اور ماشر کمپیوٹر انہیں
نہیں کھوں رہا۔ وہ ڈاکٹر آرنلڈ سے اس بارے میں ماہرانہ مشورہ
طلب کر رہا تھا اور ڈاکٹر آرنلڈ نے اسے ماشر کمپیوٹر کی بنیادی ”کی“
چیک کرنے کے لئے کہا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد جب ڈاکٹر فلپر نے
اسے بتایا کہ بنیادی ”کی“ درست ہے تو ڈاکٹر آرنلڈ نے حیرت کا اظہار
کرتے ہوئے اپنی بے بسی کا اظہار کر دیا اس نے مشورہ دیا کہ کوئی بم
وغیرہ مار کر راستہ کھوں لیا جائے کیونکہ جب تک وہ یہاں لیبارٹری میں
کمپیوٹر وغیرہ کو چیک نہ کرے وہ اس بارے میں کوئی حصتی رائے نہیں
دے سکتا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور مشین بھی خاموش
ہو گئی۔

”تو یہ مشین اس ستر سے ہونے والی فون کالز کو کچھ کر کے نشر کرتی
ہے“۔۔۔ صدر نے کہا۔

”ہاں“۔۔۔ عمران نے اثبات میں سرہلا تے ہوئے کہا۔
”یہ مشین تم نے کہاں سے حاصل کر لی ہے۔ ستر جاتے وقت تو یہ
مشین تمہارے پاس نہیں تھی“۔۔۔ جو لیانے کما۔

”یہ مشین میں نے اس ستر کے سو، سے ہی حاصل کی ہے۔ گو
اس کا اصل استعمال کسی اور مقصد نہ کیا جاتا ہے لیکن بہر حال
اسے اس انداز میں بھی استعمال نیا جا ستا ہے“۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جو لیانے اثبات میں سرہلا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"عمران صاحب۔ آپ نے آخر اس کمپیوٹر میں کیا کیا ہے کہ ماہرین بھی بے بس ہو کر رہ گئے ہیں"۔ صدر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"میں نے تو اسے صرف اتنا کہا ہے کہ اگر تم نے راستہ کھولا تو تنور دوبارہ آجائے گا اور بس"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ مجھے سے کمپیوٹر بھی ڈرتے ہیں"۔ تنور نے بڑے فاخر انہ لمحے میں کہا۔

"ڈرنے والی چیز سے سب ڈرتے ہیں۔ تم خود ہی آئینہ دیکھ لو تو مجھے یقین ہے کہ تم بھی ڈر جاؤ گے۔ کیوں جولیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج انھا۔

"تنور آپ سے تو زیادہ خوبصورت اور وجیہہ ہے"۔ صالح نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"من رہے ہو صدر۔ معاملات تیزی سے بدل رہے ہیں"۔ عمران نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے شک بدل جائیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔ صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ولیکن تم تنور کی جگہ نہیں لے سکتے۔ یہ میں بتا دوں۔ کیوں جولیا"۔ عمران نے کہا تو ایک بار پھر کمرہ قہقہوں سے گونج انھا۔

"مکبوس مت کیا کرو۔ سمجھئے۔ تمہارے منہ میں جو آتا ہے بک

دیتے ہو۔ صدر میرا بھائی ہے"۔ جولیا نے مصنوعی غصے بھرے لمحے میں کہا۔

"اور تنور"۔ عمران نے فوراً ہی کہا۔

"ساتھی"۔ جولیا نے فوراً ہی جواب دیا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج انھا اور تنور کا چہرہ یکنخت گلب کے پھول کی طرح کھل انھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک ایک بار پھر مشین میں سے فون کی گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دینے لگی اور وہ سب چونک کر مشین کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"لیں"۔ رسیور انھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی دی۔

"آرائے سی جوڈی بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراو"۔ جوڈی کی آواز سنائی دی۔

"لیں سر۔ ہولڈ آن کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیں"۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ یہ ریڈ ایجنٹسی کے چیف کی آواز تھی اور پھر ان دونوں کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی جوڈی چیف کو عمران سے مقابلے اور پھر ساسک سنتر میں قید ہونے کے تمام حالات تفصیل سے بتا رہا تھا اس کے لمحے میں بے پناہ مایوسی تھی اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ واضح طور پر تیرنے لگی۔ جوڈی نے چیف سے درخواست کی تھی کہ وہ ماہرین سے مشورہ کر کے انہیں اس سنتر کی قید سے رہائی ولائے اور ساتھ ہی وہ عمران کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس دھمکی سے خوفزدہ تھا کہ عمران اس سنتر کو کسی بھی لمحے تباہ کر دے گا۔ چیف نے اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ جلد از جلد ماہرین سے مشورہ کر کے اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالے گا تو رابطہ ختم ہو گیا اور میں ایک بار پھر خاموش ہو گئی تو عمران نے جلدی سے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسپور اٹھایا اور تیزی سی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لاڈر کی وجہ سے دوسری طرف سے بجھنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

”لیں“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ چیف سے فوراً میری بات کراوَ درنہ ایکریمیا اور ریڈ ایجنٹی دنوں کو ناقابلٰ تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا“ — عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

”چیف کے اس ذاتی نمبر کا آپ کو کیسے علم ہوا“ — دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا گیا۔

”میں تمہارے چیف کو ذاتی طور پر جانتا ہوں تم فوراً بات کراوَ درنہ پھر نتائج تھیں ہی بھگتے ہوں گے“ — عمران نے سرد لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہولہ آن کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر تھوڑی دری کی خاموشی کے بعد چیف کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”لیں“ — چیف کے لمحے میں اس بار بھاری پن صاف مصنوعی محسوس ہو رہا تھا۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ کیا مجھے ایکریمیا کی ناپ ریڈ ایجنٹی کے چیف سے گفتگو کا شرف حاصل ہو رہا ہے“ — عمران نے چھکتے ہوئے کہا۔

”لیں۔ میں چیف بول رہا ہوں۔ لیکن تمہیں میرا خصوصی ذاتی فون نمبر کیسے مل گیا“ — چیف نے کہا۔

”تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں چیف صاحب۔ ابھی آپ کے چیف ایجنت جناب جوڈی صاحب نے آپ کو کال کیا ہے اور میرے سامنے ایک ایسی میں موجود ہے جس نے نہ صرف اس کال کو کچھ کر کے مجھے اس گفتگو کو سنبھالنے کا اعزاز بخشنا ہے بلکہ ساتھ ہی آپ کا فون نمبر بھی بتا دیا ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو تم نے میری اور جوڈی کی گفتگو سن لی ہے۔ اب تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیوں فون کیا ہے“ — چیف نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ بیدر مصروف آدمی ہیں میں نے یہ کال اس لئے کی ہے کہ میں جس وقت چاہوں آپ کے اس سنتر کو تباہ کر سکتا ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس کے اندر موجود بے گناہ سائنس دان اور ان کے معاون بھی ہلاک ہو جائیں اور ظاہر ہے اگر وہ نکل جائیں گے تو ساتھ ہی آپ کے چیف ریڈ ایجنت جوڈی اس کی ملکیت گارشیا اور بریڈ ایجنت لافڑ تینوں بھی زندہ باہر آ جائیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ باہر بھی ان تینوں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی ہلاکت کا انتظام موجود ہے لیکن——” عمران نے کہا اور بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا۔
”لیکن کیا؟“—— چیف نے چونک کر پوچھا۔

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جوڈی اور مادام گارشیا اس طرح ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں جیسے مشرق میں کی جاتی ہے اور وہ شادی بھی کرنا چاہتے ہیں اور میں محبت کے معاملات میں بڑا نرم دل واقعی ہوا ہوں اُنس لئے اگر آپ چاہیں تو آپ کے ان تینوں ریڈ ایجنٹوں کی زندگیاں فتح سکتی ہیں“—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھو علی عمران۔ میں تمہارے متعلق بست پکجہ جانتا ہوں اور مجھے تسلیم ہے کہ تم نے ریڈ ایجنٹی کے چیف ایجنت اور اس کے ساتھیوں کو شکست دے کر اس نوٹ پر پہنچا دیا ہے کہ وہ اب اپنی زندگیوں سے بھی مالیوس ہو چکے ہیں لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کوئی کام بغیر کسی خاص مقصد کے نہیں کرتے۔ اس لئے تمہارا وہاں سفر میں داخل ہو کر واپس باہر آ جانا اور اب مجھے کال کرنا۔ اس کے پیچھے بھی یقیناً کوئی خاص مقصد ہو گا۔ اس لئے تم جو پکجہ کہنا چاہتے ہو ہو کھل کر کوئو۔ کیا تم کوئی سودا کرنا چاہتے ہو یا کوئی بات منوانا چاہتے ہو یا پکجہ اور چاہتے ہو؟“—— چیف نے کہا۔

”نہ ہی میں کوئی سودا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ملک و قوم کے مفادات میں کسی سودے بآذی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اپنی بات منوانا چاہتا ہوں کیونکہ جو پکجہ میں چاہتا ہوں وہ میں خود بھی کر سکتا

ہوں۔ اس لئے مجھے آپ سے یا آپ کی ریڈ ایجنٹی سے کسی مدوا یا تعاون کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا کچھ اور تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ میری فطرت ہی نہیں ہے“—— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیوں کال کی ہے؟“—— چیف نے الجھے ہوئے لمحے میں کہا۔

”آپ کو جوڈی نے بتایا ہے کہ اس نے پورے سا سک سنتر کی مکمل چینگ کرائی ہے وہاں نہ کوئی بارودی بم نصب ہے اور نہ ہی کوئی شعاعی بم۔ اس کے باوجود بھی میں جب چاہوں اور جس وقت چاہوں اس سنتر کو پاکیشیا سے ہی تباہ کر سکتا ہوں اور میں کروں گا بھی سی کیونکہ اس میں موجود مشینزی پاکیشیا کے دفاع اور سلامتی کے خلاف استعمال ہو رہی ہے میں نے آپ کو کال اس لئے کی ہے تاکہ آپ بھی سمجھ لیں اور آپ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کو بھی بتا دیں کہ آئندہ اگر ایکریمیا نے اس علاقے میں یا کسی بھی دوسرے علاقے میں ایسا کوئی سا سک سنتر بنایا گیا جس سے پاکیشیا کے دفاع اور سلامتی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہوں تو مجھے آئندہ اس سنتر میں داخل ہو کر اسے تباہ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اب میں سا سک سنتر میں استعمال ہونے والی مشینزی کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اب جیسے ہی مجھے ایسے کسی سنتر کے بارے میں علم ہو گا میں پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے اسے ایک لمحے میں تباہ کر سکتا ہوں اور میں ہی کیا پاکیشیا کا کوئی ایجنت بھی ایسا کر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سکے گا کیونکہ ظاہر ہے یہ راز رپورٹ کی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو مل جائے اور وہ خود یا اس کا کوئی بھی ایجنس اس پر انتہائی آسانی سے عمل کر سکے گا اس بار تو میں آپ کے تینوں ریڈ ایجنسیوں کو بھی معاف کر رہا ہوں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو بھی لیکن آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم واقعی جوڑی اور اس کے ساتھیوں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو باہر نکلنے کا موقع دے گے؟“ چیف کے لمحے میں حیرت تھی۔

”ہاں۔ جوڑی اور گارشیا کی محبت اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کی بے گناہی کی وجہ سے اس بار میں انہیں رعایت دے رہا ہوں آئندہ ایسی کوئی رعایت نہیں ملے گی۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ہمارے ساتھ معاملہ کر لو اس سنتر کو تباہ نہ کرو ہم اس سنتر کو بند کر کے اس کی مشینری ایکریسیا شفت کر لیں گے اور یہ وعدہ بھی کرتے ہیں کہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف ایسا کوئی ساسک سنتر نہیں بنایا جائے گا۔“ چیف نے کہا۔

”یہ سنتر تو ضرور تباہ ہو گا کیونکہ میں نے اس کے کمپیوٹر ڈسک شاک کی چیکنگ کی ہے اس میں ان تمام کالز کے ٹیپ موجود ہیں جن کا تعلق پاکیشیا کے دفاع سے ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ان پس

کو ابھی ایکریسیا شفت نہیں کیا گیا کیونکہ ڈاکٹر فلپر کے مطابق کمپیوٹر ڈسک میں پس کا کافی بڑا ذخیرہ آ جاتا ہے اور جب تک یہ ڈسک مکمل طور پر بھرنے جائے اس وقت تک اسے ایکریسیا نہیں بھجوایا جاتا اور یہ ڈسک پوری طرح ابھی نہیں بھری۔ اس لئے پاکیشیا کے دفاعی راز بچانے کے لئے مجھے یہ سنتر ہر حالت میں تباہ کرنا ہو گا۔ باقی مجھے آپ سے ایسے کسی وعدے کی ضرورت نہیں ہے آپ جس قدر چاہیں پاکیشیا کے خلاف ساسک سنتر بنالیں اب پاکیشیا کو اس کی پرواہ نہیں ہو گی کیونکہ اب ہم ان سنترز کو بغیر باتھ پیر ہلانے تباہ کر سکتے ہیں میں آپ کے ماتحتوں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو صرف اس لئے باہر نکال رہا ہوں کہ آپ کو یقین آ جائے کہ میں جو کہتا ہوں وہ کر بھی سکتا ہوں اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ میں اس مشینری کو کس حد تک سمجھے چکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ عظمندوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ گذ بائی۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ یہاں بیٹھے بیٹھے سنتر کا راستہ بھی کھول سکتے ہیں اور اسے تباہ بھی کر سکتے ہیں؟“ صاحب نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے غلط نہیں کہا اور نہ مجھے غلط بات کرنے کی عادت ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات کرتا مشین میں سے فون کی گھنٹی بختے کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
”چیف صاحب کی کال ہے جوڑی کے لئے“ — عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہیلو“ — اسی لمحے رسیور اٹھائے جانے اور پھر جوڑی کی آواز
سنائی دی۔

”چیف بول رہا ہوں“ — چیف کی آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ کیا ہمارے یہاں سے نکلنے کا کوئی لاکھ عمل بن
گیا“ — جوڑی نے انتہائی امید بھرے لمحے میں پوچھا۔

”تمہاری کال کے فوراً بعد عمران کی کال آئی تھی تم نے جو کال
مجھے کی ہے وہ اس سے بھی واقف تھا اور مجھے یقین ہے کہ اب یہ کال
بھی وہ سن رہا ہو گا بھر حال عمران نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ازراہ ہمدردی
تمہیں، تمہارے ساتھیوں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے ساتھیوں کو رہا کر
دے گا۔ اس کے بعد سفر تباہ کرے گا اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم آئندہ
ایسا کوئی سفر پاکیشیا کے خلاف نہ بنائیں ورنہ وہ بھی کوئی رعایت نہیں
کرے گا اور میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ
اعلیٰ حکام بھی اس وعدے کو پورا کریں گے ورنہ عمران آئندہ بنائے
جانے والے ہر سفر کو واقعی آسانی سے ازا دے گا۔ یہ شخص مافوق
الفطرت نہ سہی بھر حال مافوق الفطرت ذہن کا مالک ضرور ہے میں نے
تمہیں کال اس لئے کیا ہے کہ اگر عمران تمہیں کال کرے تو تم نے
اس کی ہدایات پر پورا عمل کرنا ہے اور اگر کال نہ کرے ویسے ہی

راستہ کھول دے تو تم اپنے ساتھیوں اور ڈاکٹر فلپر اور اس کے
ساتھیوں سمیت وہاں سے جس قدر جلد ممکن ہو سکے نکلو گے اور تم
نے سیدھا بہادرستان میں ایکریمین سفارت خانے روپرٹ کرنی ہے جو
تمہاری واپسی کے انتظامات کریں گے تمہیں خاص طور پر میں اس بات
سے آگاہ کر رہا ہوں کہ تم نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
خلاف کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں لینا میں نہیں چاہتا کہ میری ایجنسی
کے تین بہترین ایجنت جو عمران کی مہربانی سے زندہ واپس آ رہے ہیں
ضائع ہو جائیں۔ گذ بائی“ — چیف نے تیز تیز لمحے میں کہا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ان تینوں کو زندہ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ تو ہمارے
دشمن ہیں“ — جو لیا نے کہا۔

”تم لوگ اکثر مجھے سے پوچھتے ہو کہ میں جہاں بھی جاتا ہوں وہاں
مجھے کوئی نہ کوئی دوست یا ایسا شخص مل جاتا ہے جو میرا احسان مند ہو تا
ہے تو اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ میں لوگوں کو اکثر ان کی زیادتوں
کے باوجود معاف کر دیتا ہوں جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود معاف
کر دینے کی الہیت رکھتا ہو اس کے پچھے اور مختلف دوستوں کی تعداد
زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے جوڑی، گارشیا اور لافٹر تینوں انسان ہیں اور
بھر حال انہوں نے آج نہیں توکل کسی بھی وقت مرتبا تو ہے اگر میں
انہیں ہلاک کر دوں تو مجھے اس سے کیا فائدہ ہو گا لیکن اگر میں انہیں
قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دوں تو یہ جب تک زندہ رہیں گے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ان کے دلوں میں میرے لئے بہر حال نرم گوشہ موجود رہے گا اور رینڈ
ایجنسی صرف پرپارز کے خلاف کام کرنے کے لئے بنائی گئی ہے یہی
وجہ ہے کہ یہ لوگ پاکیشیا بھی کسی مشن پر نہیں آئے اس لئے پاکیشیا کو
ان سے آئندہ بھی کوئی واضح اور حتیٰ خطرہ نہیں ہے۔ — عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور انھالیا اور نمبر ڈائل
کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوڑی کی
آواز سنائی دی۔
”علیٰ عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ —
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے چیف کو کال کیا تھا کیا تمہیں چیف کا مخصوص ذاتی نمبر
معلوم تھا؟“ — جوڑی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”دنیا کے سارے چیف ایک ہی نمبر پر کال کئے جاسکتے ہیں اور وہ
نمبر ہے ان کے ماتحتوں کی تعریف کا۔ کیونکہ ان کے ماتحتوں کی تعریف
در اصل ان کی مردم شناسی کی تعریف ہوتی ہے اس لئے جب میں نے
تمہاری تعریف کا نمبر ڈائل کیا تو تمہارے چیف سے رابطہ ہو
گیا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”چیف نے درست کہا ہے کہ تم مافق الغطرت ذہن کے مالک
ہو۔“ — جوڑی نے بے اختیار طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اس تعریف نمبر پر اگر تم ڈائل کرو تو یقیناً تمہارا پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے چیف سے رابطہ ہو جائے گا۔“ — عمران نے کہا تو
دوسری طرف سے جوڑی بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ تعریف نہیں حقیقت ہے۔ بہر حال تم اگر ہمیں رہا کر دو گے تو
ہم تمہارا یہ احسان ساری عمر یاد رکھیں گے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تم
نے واقعی ہمیں مکمل طور پر بے بس کر دیا ہے۔“ — جوڑی نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم نے ڈاکٹر فلپر کے ذریعے اس مشین بنانے
والی کمپنی کے چیف انجینئر سے بھی بات کی ہے لیکن اس نے بھی ماہی
کا اظہار کر دیا ہے اس کے بعد تم نے جب اپنے چیف سے بات کی تو
میں نے تمہارے لمحے میں موجود شدید ترین ماہی کو بھی واضح طور پر
نوٹ کیا ہے بس اسی بات پر مجھے افسوس ہوا ہے کہ تم انتہائی تربیت
یافتہ ایجنسٹ بلکہ ایجنسٹوں کے چیف ہو تمہیں تو کم از کم اس طرح ماہیں
نہیں ہونا چاہئے تھا گارشیا اور لا فلپر ہو جاتے تو اور بات تھی بہر حال میں
یہ کام کر کے تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا اور نہ میں کوئی کام کسی پر
احسان کرنے کی نیت سے کرتا ہوں اس لئے احسان وغیرہ کی بات ذہن
سے نکال دو تمہیں چھوڑنے سے میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ تم ایسے
ایجنسٹ نہیں جو ذاتی انتقام کے لئے اپنے دلوں میں دوسروں کے خلاف
کینہ رکھ لیتے ہیں۔ ڈاکٹر فلپر سے کہو کہ وہ ماسٹر کمپیوٹر کی بنیادی ”کی“
کو ایکس زیر دفور میں تبدیل کر دیں ایسا کرتے ہی سنشر کا مین دروازہ
خود بخود کھل جائے گا اور میں تم سب کو وہاں سے نکلنے کے لئے نصف
گھنٹے کی مہلت دے رہا ہوں نصف گھنٹے بعد تمہارا یہ سا سک سنشر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

میرے ہاتھوں تباہ ہو جائے گا۔ گذ بائی۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر موجود ایک ناب کو گھماٹا شروع کر دیا اور ناب کے اوپر موجود ایک ڈائل پر سرخ رنگ کی دو سوئیاں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں حرکت کرنے لگیں جب دونوں سوئیاں ایک دوسرے کو کراس کر کے آگے بڑھیں تو عمران نے ہاتھ روک دیا۔

”اب جب ڈاکٹر فلپر ماشر کمپیوٹر کی بنیادی ”کی“ تبدیل کرے گا تو وہ خود اپنے ہاتھوں ستر کی تباہی کی بنیاد رکھ دے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خود کروہ را علاج نیست۔ یعنی اپنے کئے ہوئے کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اگر ماشر کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تو پھر ستر کے راستے کیسے سیلڈ ہو گئے۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”راستے کھولنے اور بند کرنے کا نظام ماشر کمپیوٹر میں موجود ہے لیکن اس کا تعلق ماشر کمپیوٹر کی بنیادی ”کی“ سے ہے۔ جب تک بنیادی ”کی“ میں تبدیلی نہ کی جائے اس وقت تک سٹم کو جام نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بنیادی ”کی“ کی تبدیلی کو ہر انجینئر فوری سمجھ سکتا ہے اس لئے میں نے اس کے لئے ایک اور دلچسپ کھیل کھیلا تھا۔ ماشر کمپیوٹر جس مشین کے ذریعے یہ راستے اپن اور کلوز کرتا ہے میں نے اس مشین کی بنیادی ”کی“ میں تبدیلی کر دی تھی۔ ماشر کمپیوٹر کی تبدیلی یہ تبدیلی انتہائی آسان ہے۔ ڈاکٹر فلپر اور وہ چیف انجینئر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بنیادی ”کی“ درست ہے تو اس نے بے بسی کا اظہار کیا تھا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر۔۔۔ جولیا نے خیران ہوتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہوں پر بھی حیرت کے تاثرات تھے کیونکہ وہ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ عمران نے وہاں کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی کر دی ہے اور انہیں معلوم تھا کہ عمران اکثر ایسا کرتا بھی رہتا ہے۔

”اب جب ڈاکٹر فلپر ماشر کمپیوٹر کی بنیادی ”کی“ تبدیل کرے گا تو وہ خود اپنے ہاتھوں ستر کی تباہی کی بنیاد رکھ دے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ خود کروہ را علاج نیست۔ یعنی اپنے کئے ہوئے کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اگر ماشر کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تو پھر ستر کے راستے کیسے سیلڈ ہو گئے۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”راستے کھولنے اور بند کرنے کا نظام ماشر کمپیوٹر میں موجود ہے لیکن اس کا تعلق ماشر کمپیوٹر کی بنیادی ”کی“ سے ہے۔ جب تک بنیادی ”کی“ میں تبدیلی نہ کی جائے اس وقت تک سٹم کو جام نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بنیادی ”کی“ کی تبدیلی کو ہر انجینئر فوری سمجھ سکتا ہے اس لئے میں نے اس کے لئے ایک اور دلچسپ کھیل کھیلا تھا۔ ماشر

کمپیوٹر جس مشین کے ذریعے یہ راستے اپن اور کلوز کرتا ہے میں نے اس مشین کی بنیادی ”کی“ میں تبدیلی کر دی تھی۔ ماشر کمپیوٹر کی تبدیلی کی نسبت یہ تبدیلی انتہائی آسان ہے۔ ڈاکٹر فلپر اور وہ چیف انجینئر

”ہا۔ اور جب ستر تباہ ہو گا تو یہ مشین بھی آف ہو جائے گی۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن کس طرح۔ کیا تم نے اس کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی کر دی ہے۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اگر میں کمپیوٹر میں کوئی تبدیلی کر دیتا تو وہ چیف انجینئر اسے فوراً ٹھیک کر دیتا۔ تم نے خود ہی دیکھا ہے کہ اس نے ڈاکٹر فلپر کو بنیادی ”کی“ چیک کرنے کے لئے کہا تھا اور جب ڈاکٹر فلپر نے اسے بتایا کہ

صاحب یہی سمجھتے رہے کہ ماشر کمپیوٹر میں تبدیلی کئے بغیر انہیں جام نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس مشین میں جو تبدیلی میں نے کی ہے اس میں ایک اور چھوٹا سا چکر بھی میں نے ڈال دیا ہے۔ جیسے ہی ماشر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" کو ایکس زیر و فور میں تبدیل کیا جائے گا اس مشین میں کی جانے والی تبدیلی خود بخود ختم ہو جائے گی اور پھر ماشر کمپیوٹر کی مدد سے راستے اپن کئے جاسکیں گے لیکن ماشر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" کی تبدیلی سے ستر میں موجود تمام مشینزی کو فیڈنگ یا لخت چار گنا بڑھ جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے کے اندر اندر یہ تمام مشینزی ایک دھماکے سے پھٹ جائے گی اور ستر تباہ ہو جائے گا۔ میں یہاں بیٹھ کر کچھ نہیں کروں گا۔

"اوہ عمران صاحب۔ تو آپ اسی لئے انہیں رہا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں تاکہ ستر تباہ ہو سکے"۔ — خاموش بیٹھا ہوا کیپشن شکیل یا لخت بول پڑا تو سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"تو تم اب تک یہی سوچتے رہے ہو"۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رعہ ڈال دیا کہ آپ جب چاہیں ان کے ستروں کو بغیر ان میں داخل ہوئے تباہ کر سکتے ہیں"۔ — کیپشن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ یہ تم نے کیپشن شکیل کو اس قدر ذہانت کیوں بخش دی ہے۔ یہ شخص تو میرا سارا رعب اور دبدبہ ہی ختم کر دے گا"۔ عمران نے بڑے بے بس سے لجے میں کہا تو کہہ بے اختیار قمقوں سے گونج اٹھا۔

"لیکن جب تم نے ان پر قابو پالیا تھا تو کیا تم اس ماشر کمپیوٹر کی بنیادی "کی" تبدیل کر کے اسے تباہ نہیں کر سکتے تھے"۔ — جو لیا نے کہا۔

"پہلے بھی میں نے بتایا ہے کہ صرف اس ستر کے تباہ ہو جانے سے ہمارا مشن حتی طور پر مکمل نہیں ہو گا۔ ایکریمیا اور سارک ستر بنا لیتا۔ اس لئے مجبوراً مجھے یہ سارا کھیل کھلینا پڑا اور مجھے یقین ہے کہ اب ایکریمیا پاکیشیا کے خلاف سارک ستر بنا تے وقت ہزار بار سوچے گا۔ اس طرح ہر لحاظ سے پاکیشیا کا دفاع اور سلامتی محفوظ ہو جائے گی اور یہی میرا اصل مقصد تھا"۔ — عمران نے کہا تو جو لیا نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"آپ واقعی دوراندیش ہیں"۔ — صالحہ نے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔

"بس یہی مجھ میں خامی ہے جس کی وجہ سے آج تک بینڈ باجوں سے محروم چلا آرہا ہوں کہ میں دوراندیش ہوں اور نزدیک کی چیزیں

میری نظروں سے او جھل رہتی ہیں۔۔۔ عمران نے قریب بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک مشین کی ناب کے نیچے بزرگ کا بلب ایک جھماکے سے جل اٹھا تو عمران کے چہرے پر یکنہت اطمینان کا تاثر چھا گیا۔

”مبارک ہو۔ ایکریمیا کے اس ناقابل تغیر سا سک سنتر کی بتاہی کی بنیاد خود اس کے ماہرین نے اپنے ہاتھوں سے رکھ دی ہے۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ بزر بلب جلنے پر پہلے سے زیادہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ کیا آپ کا خیال تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔۔۔ کیپشن شکلیں نے کہا۔

”میرے ذہن میں بہر حال یہ خدشہ موجود تھا کہ اگر ڈاکٹر فلپر کو اس بات کی سمجھو ہوتی کہ فریکونسی تبدیل کرنے کے بعد مشینزی کو فیڈنگ بڑھ جائے گی اور ساری مشینزی خود بخود تباہ ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا نہ کرے۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ اتنی بات تو کمپیوٹر کے سامنے دان سمجھتے ہی ہوں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ راستہ کھولنے کے فوراً بعد ہی کمپیوٹر ”کی“ تبدیل کر دے۔۔۔ کیپشن شکلیں نے کہا۔

”نہیں۔ کمپیوٹر ”کی“ دوبارہ تبدیل ہوتے ہی راستے جام ہو جائیں۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گے اور اس وقت ان کے ذہنوں پر سفتر بچانے سے زیادہ اپنی جانیں بچانے کا خیال حاوی ہے اور اس کے علاوہ یہ بات بھی ان کے ذہنوں میں موجود ہے کہ پاکیشا میں بیٹھ کر میں ایک بُن دباؤں گا اور سفتر تباہ ہو جائے گا اس لئے وہ راستہ کھلتے ہی بھاگنے کی کریں گے۔“ عمران نے جواب دیا اور کیپشن شکلیں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اس بار آپ نے نفیاتی داؤ کھیل کر ایک سامنی سفتر کو تباہ کر دیا ہے۔۔۔“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شاید اس لئے نفیات کو بھی سامن سیمکش میں شامل کیا جاتا ہے۔۔۔“ عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ان کے پاس آدھے گھنٹے کا وقفہ تو بہر حال موجود ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اس آدھے گھنٹے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ماسٹر کمپیوٹر اور دوسری اہم مشینزی بھی کھول کر لے جائیں۔ اس سفتر میں یقیناً ہر قسم کا سامان بھی بہر حال موجود ہو گا۔۔۔“ جولیا نے کہا۔

”اتنی دیر میں تو ماسٹر کمپیوٹر کی بیرونی پلیٹیں بھی نہیں کھل سکتیں۔“ دوسری بات یہ کہ اگر انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش بھی کی تو پھر فیڈنگ یکنہت بریک ہو جائے گی اور اس کا نتیجہ بھی سوائے بتاہی کے اور کچھ نہیں ہو گا البتہ جتنے افراد اس کو شش میں مصروف ہوں گے وہ بھی ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے۔ اب بہر حال اس سفتر کی بتاہی اس کا مقدر ہو چکی ہے۔۔۔“ عمران نے جواب دیا اور پھر اسی طرح مختلف

باتوں میں آدھا گھنٹہ گزر گیا اور اچانک سامنے موجود مشین ایک جھماکے سے بند ہو گئی۔ اس کے تمام بلب یکجنت بجھ گئے۔ مشین اس طرح بند ہو گی جیسے اچانک بھلی چلی گئی ہو۔

”سنتر تباہ ہو گیا۔ گذشو۔ ہمارا مشن کامیاب ہو گیا۔“ سب ساتھیوں نے انتہائی سرسرت بھرے لبجے میں کہا لیکن عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹکسٹ فریکوٹی ڈانسیٹر نکلا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ علی عمران کانگ۔ اور۔“ عمران نے بٹن دباتے ہی بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں۔ بہادر خان بول رہا ہوں۔ اور۔“ چند لمحوں بعد سافت کارز کے بہادر خان کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے بہادر خان۔ اور۔“ عمران نے کہا۔ ”عمران صاحب۔ سنتر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ جس جگہ سنتر تھا وہ جگہ اس طرح پھنسی ہے جیسے آتش فشان پھٹتا ہے۔ ابھی تک وہاں سے طبہ اور ذہوان باہر نکل رہا ہے۔ اور۔“ بہادر خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنتر میں موجود لوگ۔ ان کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اور۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”وہ سنتر کی تباہی سے کافی دری پہلے وہاں سے نکل آئے تھے اور وہ سب اب اوپر پھاڑیوں پر موجود ہیں اور وہ سب سنتر کو تباہ ہوتے دیکھ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ختم شد

رہے ہیں۔ اور۔“ بہادر خان نے جواب دیا۔

”گذشو۔ شکریہ۔ اور اینڈ آل۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈانسیٹر آف کر دیا۔

”تو آپ نے باقاعدہ کنفریشن کے لئے وہاں آؤں بھیجے ہوئے تھے۔“ صدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں مشینری سے زیادہ انسانوں پر اعتماد کا قائل ہوں۔ یہ تو تنوریہ ہے جو انسانوں پر اعتماد کرنے کی بجائے اسلیے پر اعتماد کرتا ہے اور پھر منہ بسور کر رہا جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے کب ایسا کیا ہے۔ تم خواجہ میرا نام لے دیتے ہو۔“ تنوری نے غصیلے لبجے میں کہا۔

”تم نے میری بات پر اعتماد کرنے کی بجائے وہاں سنتر میں اپنے مشین پہلی اور خیز پر اعتماد کیا تھا۔ کیا نتیجہ نکلا تھا پھر۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”وہ۔ وہ۔ اب مجھے کیا معلوم کہ وہاں ایسا کوئی چکر ہے۔“ تنوری نے قدرے شرمندہ سے لبجے میں کہا۔

”اس نے مشین پہلی پر نہیں بلکہ مس جولیا پر اعتماد کیا تھا۔“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک ہی بات ہے۔“ عمران نے فوراً ہی کہا اور کمرہ بے اختیار اور زور دار قہقہوں سے گونج انھا۔